تاریخ میلاد

جناب مولوی حافظ حکیم عبدالشکور صاحب مرزاپوری مرحوم

مروجہ مجلس میلاد اور قیام کی مکمل تاریخ اور مفصل سرگزشت لکھی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ ان کو کب اور کیوں ایجاد کیا گیا اور کس نے ایجاد کیا، اور شروع سے اب تک اس میں کیا کیا تبدیلیاں اور ترقیاں ہوئیں

دارالاشاعت
اردو بازار کراچی ا
فون ۲۶۳۱۸۶۱

إن أريد إلا الإصلاح ما استطعت وما توفيقي إلا بالله ط

تاریخ میلاد

از جناب مولوی حافظ حکیم عبدالشکور صاحب مرزا پوری مرحوم

مروجہ مجلس میلاد اور قیام کی مکمل تاریخ اور مفصل سرگزشت لکھی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ ان کو کب اور کیوں ایجاد کیا گیا اور کس نے ایجاد کیا اور شروع سے اب تک اس میں کیا کیا تبدیلیاں و ترقیاں ہوئیں

دار الاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ ○ کراچی ۱

باہتمام: محمد رضی عثمانی

کتابت: محمد یوسف شدیانی

طباعت: مشہور پریس کراچی

ملنے کا پتہ

دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

ادارۃ المعارف۔ ڈاک خانہ دارالعلوم کراچی ۱۴

مکتبہ دارالعلوم۔ ڈاک خانہ دارالعلوم کراچی ۱۴

ادارہ اسلامیات۔ ۱۹۰۔ انارکلی۔ لاہور

فہرست مضامین

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ کتاب تاریخ میلاد جو آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی تاریخ یہ ہے، کہ اب سے ۴۴ سال پہلے ۱۹۳۱ء میں حکیم عبدالشکور صاحب مرزا پوری مرحوم نے، جیسا کہ ناظرین کو خود بھی محسوس ہوگا، بڑی محنت سے مرتب کی تھی، لیکن اسکی اشاعت کا کوئی انتظام نہ ہو سکا تھا۔ پھر جب ۱۹۳۴ء (۱۳۵۳ھ) میں ماہنامہ الفرقان بریلی سے جاری ہوا تو حکیم صاحب مرحوم نے یہ کتاب حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدیر الفرقان کے پاس بھیج دی اور فرمائش کی کہ اس پر نظر ثانی اور اپنے حسب صوابدید ترمیم کر کے اس کو قسط وار الفرقان میں شائع کر دیا جائے۔ چنانچہ محرم ۱۳۵۴ھ سے رجب ۱۳۵۵ھ تک ڈیڑھ سال سے بھی زیادہ الفرقان میں اس کی مسلسل قسط وار اشاعت ہوتی رہی۔ بعد میں اس کو دفتر الفرقان ہی کی طرف سے کتابی شکل میں بھی شائع کر دیا گیا۔ لیکن وہ اڈیشن بہت تھوڑی مدت میں ختم ہو گیا، اور دفتر الفرقان میں بھی اس کا کوئی نسخہ باقی نہیں رہا اور اس کی طلب اور مانگ برابر رہی۔ چند روز ہوئے اس کا ایک نسخہ دستیاب ہو گیا تو مناسب سمجھا گیا کہ اس کا ایک نیا اڈیشن شائع کر دیا جائے۔ اب حضرت مولانا منظور نعمانی مدظلہٗ کی مکرر نظر ثانی کے بعد یہ دوسرا اڈیشن شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کتاب کے اصل مصنف حکیم عبدالشکور صاحب مرحوم کو عالم آخرت میں بہتر سے بہتر جزا عطا فرمائے اور مغفرت سے نوازے۔

اس کے مطالعہ سے ناظرین کو معلوم ہوگا، کہ ـــــــ
مروجہ مجلس میلاد کس صدی میں ایجاد ہوئی، کس نے ایجاد کی، کیوں ایجاد کی، سب سے پہلے اس پر کون کتاب لکھی گئی، کس نے لکھی، اس مصنف کا مذہب کیا تھا، پھر اس وقت سے اب تک اس میں کیا کیا تبدیلیاں اور ترقیاں ہوئیں، ہر قرن کے علماء کرام نے اس کے متعلق کیا خیالات ظاہر فرمائے اور گزشتہ صدیوں میں امت کے کن کن جلیل القدر علماء نے اس کے خلاف رائے ظاہر کی۔ علی ہذا قیام کے متعلق بھی یہ تمام معلومات آپ کو حاصل ہو سکیں گی۔
امید ہے کہ پوری کتاب پڑھ کے آپ مصنف مرحوم اور ناچیز ناشر کے لئے دعائے خیر کریں گے۔

فقط ناشر

حرف آغاز

باسمہٖ سبحانہٗ حامداً ومصلیاً

اسلام کی تعلیمات میں اہل اسلام کے لئے باہمی اتحاد واتفاق کی تعلیم بھی عجیب نعمت ہے۔ مگر افسوس اب ہم اس سے محروم ہو چکے ہیں اور اب اپنی وہ دولت بھی نصیب اعداء ہے، یہ کیوں؟ اس کے کئی سبب ہیں۔ ازاں جملہ بڑی وجہ بالخصوص اس زمانہ پر فتن میں فروعی اور غیر ضروری اختلافی مسائل میں آپس کی نزاع بھی ہے جس نے نہ صرف ہماری مذہبی حیات کو بلکہ دنیاوی زندگی کو بھی تباہ و برباد کر رکھا ہے۔ ان مسائل میں سے ایک مروجہ مجلس میلاد اور اس میں بوقت ذکر ولادت قیام ہے جس کا گھر گھر ذکر اور علماء سے لے کر عوام تک میں شور برپا ہے، اسی پر بس نہیں بلکہ بہت سے عوام اس کو کفر و اسلام کا معیار تک سمجھتے ہیں لیکن باایں ہمہ عموماً لوگ یہ نہیں جانتے کہ اس کو کس نے، کب اور کیوں ایجاد کیا، رواج دیا، مولود کی پہلی کتاب کونسی، کس نے، کب لکھی۔ وہ موجد، مروّج، مصنف کون اور کیسے لوگ تھے؟ نیز ابتداء ایجاد سے اب تک اس میں اعتقاداً اور عملاً کیا کیا تبدیلیاں و ترقیاں ہوئیں۔

یہ مختصر رسالہ "تاریخ میلاد" انہیں امور کو ظاہر کرنے نیز اس مسئلہ میں موجودہ افتراق وانشقاق کو دور کرنے یا کم از کم اس کو ہلکا کرنے کی ایک کوشش کے طور

پیہ ہدیہ ناظرین ہے۔

دو میلاد اور قیام کا بیں الگ الگ ذکر کروں گا۔ خاتمہ میں انشاء اللہ چند دو مفید باتیں بھی لکھوں گا جو فریقین کے منصف مزاج لوگوں کے لئے انشاء اللہ ضرور قابل تسلیم ہوں گی۔ خدا کرے میری یہ تحریر نزاع کی دافع، اتحاد کی معین اور مسلمانوں کے لئے نافع، اور میرے لیے ذخیرۂ آخرت ہو، آمین!

ناچیز

(حکیم) عبدالشکور حنفی مرزاپوری

۳۰ر نومبر ۱۹۳۱ء

میلاد

واضح رہے کہ نفس ذکر ولادت اور مروجہ مجلس مولود یا مولود یا میلاد دونوں الگ الگ دو چیزیں ہیں اور دونوں میں کوئی معمولی فرق نہیں بلکہ آسمان و زمین کا فرق ہے۔

نفس ذکر ولادت کے متعلق کسی کا بھی اختلاف نہیں بلکہ سب کا اتفاق ہے کہ بلاشبہ جائز بلکہ باعثِ خیر و ثواب ہے۔ مگر نفس ذکر ولادت کس کو کہتے ہیں اور اس کی ابتداء کب ہوئی۔ اس کو خود فریقین کی زبانی سننا چاہیئے۔

مخالفین میں سے مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی نے براہین قاطعہ ردّ انوار ساطعہ میں فرمایا ہے:۔

> "نفس ذکر میلاد فخر عالم علیہ السلام کو کوئی منع نہیں کرتا بلکہ ذکر ولادت آپ کا مثل ذکر دیگر سیر و حالات کے مندوب ہے" صلا۔
>
> "زمانہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین اور چھ سو سال تک ذکر فخر عالم کی ولادت کا اور وقائع قبل ولادت کے حالات اور شرح صدر و بعثت اور بیان احکام و قصص وغیرہا کا تعلیم و تعلم کی طرح ہوتا تھا جیسا درس و تدریس علوم کا ہوتا ہے، نہ اس میں عقد مجلس تھا، نہ اطعام طعام نہ کوئی امر جیسا کہ خود فخر دو عالم کے وقت میں تعلیم ہوتی تھی"۔ صلا

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے اصلاح الرسوم میں محفل مولد کی تین صورتیں مع اس کے حکم و دلیل کے بیان فرمائی ہیں، بمناسبت مقام پہلی صورت بحذف دلائل میں یہاں نقل کرتا ہوں، اسی طرح آئندہ حسب موقع باقی صورتوں کو بھی نقل کر دوں گا۔

پہلی صورت۔ وہ محفل جس میں قیود مروجہ متعارفہ میں سے کوئی قید نہ ہو، نہ قید مباح، نہ قید مکروہ، سب قیود سے مطلق ہو، مثلاً کچھ لوگ اتفاقاً جمع ہو گئے، کسی نے ان کو اہتمام کر کے نہیں بلایا، یا کسی اور مباح ضرورت سے بلائے گئے تھے اس میں خواہ کتاب سے یا زبانی حضور پرنور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات ولادت شریفہ و دیگر اخلاق و شمائل و معجزات و فضائل مبارکہ کا صحیح صحیح روایات سے بیان کر دیا گیا اور اثنائے بیان میں اگر ضرورت امر بالمعروف بیان احکام کی دیکھی جائے تو اس میں بھی دریغ نہیں کیا گیا یا اصل میں اجتماع سماع وعظ و احکام کے لئے ہوا اور اس کے ضمن میں ان وقائع شریفہ و فضائل کا بیان بھی آ گیا۔ یہ وہ صورت ہے کہ بلا نکیر جائز بلکہ مستحب و سنت ہے، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حالات و کمالات اسی طریق سے بیان فرمائے ہیں اور آگے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو روایت کیا جس کا سلسلہ محدثین میں آج تک بفضلہ تعالیٰ جاری ہے اور تا بقائے دین رہے گا" ص ۹۵۔

مجوزین میں سے صاحب سیف الاسلام نے لکھا ہے :-

در فعل نماز کہ مشروط بشروط خاص موقت باوقات و مقید بہ قیود مخصوص است برخلاف ذکر آنحضرت صلعم کہ مقصود ازاں مطلق اجلال و توقیر و ادب و تعظیم است و بیان و مجلس اذکار را در شرع شریف وقتے و ہیئتے معین نیست۔

مولوی محمد اعظم صاحب سنقیر نے رسالہ "فتح الودود فی اثبات المولود"[1] میں لکھا ہے :-

---

[1] یہ زیادہ تر انوار ساطعہ کے خوشہ چیں رہیں ۱۲ ۔

"معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ صحابہ و خیر القرون میں ذکر میلاد سعادت بنیاد کا
بایں طور تھا کہ کوئی عالم جب اس کا جی چاہتا یا لوگ اس سے پوچھتے
تو کسی مقام یا مجلس میں حسب مناسبت وقت آنحضرت کا تولد فرمانا
اور اس ایام کے عجائبات و ظہور غرائبات و دیگر حالات با برکات و
معجزات مروی کا سنانا از ابتدا تا انتہا مجملاً یا مفصلاً بحسب سعادت وقت
کہہ سناتا اور سامعین بتوجہ خاطر سنا کرتے اور اپنا ایمان ہر واحد تازہ
کرتے اور آپس میں تذکرہ حالات مسموعہ کا کرتے" ص۸

مولوی عبد السمیع صاحب بیدل رامپوری نے انوار ساطعہ[1] میں لکھا ہے:-

"ہر چند وہ تذکرہ زبان کا ساتو قدیم سے یعنی وقت صحابہ سے چلا آتا تھا" ص۱۵۱

"اصل تذکرہ مولد شریف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت
سے چلا آتا ہے" ص۱۳۱۔

ان حوالوں سے معلوم ہو گیا کہ نفس ذکر ولادت کیا چیز ہے اور اس کی ابتدا کب
ہوئی۔ یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ وہ بالاتفاق اب بھی مندوب و مستحب و سنت اور باعث
خیر و برکت نیز موجب ازدیاد محبت ہے ایسا مقدس تذکرہ یا ایسی پاک محفل اللہ تعالیٰ
ہر مسلمان کو نصیب کرے۔

مروجہ مجلس مولد کی بابت البتہ علماء کا اختلاف ہے اور مجھے اسی مختلف
فیہ مجلس مولود کی تاریخ بیان کرنی ہے۔

مجلس میلاد کی ابتداء

مروجہ مجلس مولد کی نسبت میں نے قرآن پاک کا ایک ایک
حرف دیکھا، تفسیر کا مطالعہ کیا، کتب احادیث و فقہ اور

---

[1] میرے پاس یہ رسالہ اور اس کا جواب براہین قاطعہ دونوں ایک ساتھ مطبوعہ بلالی اسٹیم پریس
موجود ہے۔ میں اسی نسخہ کا نمبر صفحہ لکھوں گا۔۱۲

سیر و تواریخ میں بھی کافی حد تک تلاش کیا مگر قرونِ ثلاثہ یعنی عہدِ رسالت، دورِ صحابہؓ و زمانۂ تابعین و تبع تابعین میں کہیں اس کا وجود نہ ملنا تھا نہ ملا، مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے سیرۃ النبیؐ ج۳ ص۲۶۳ طبع دوم میں بلا حوالہ لکھا ہے کہ:۔

"اسلام میں میلاد کی مجلسوں کا رواج غالباً چوتھی صدی سے ہوا ہے"

لیکن واقعہ یہ ہے، کہ آغازِ اسلام سے آئندہ چھ سو برس تک اس محفل کا پتہ نہیں چلتا اسی لیے فریقین کا بھی اس کے جواز و عدم جواز میں گو اختلاف ہے تاہم اس پر اتفاق ہے کہ چھ سو ہجری تک اس مجلس کا وجود امت میں نہیں تھا۔

چنانچہ مجلس میلاد کے بہت بڑے حامی مولوی عبد السمیع صاحب نے بھی انوارِ ساطعہ میں اعتراف کیا ہے کہ:۔

یہ سامان فرحت و سرور کرنا اور اس کو بھی مخصوص شہر ربیع الاول کے ساتھ اور اسمیں بھی خاص وہی بارھواں دن میلاد شریف کا معین کرنا بعد میں ہوا۔ یعنی چھٹی صدی کے آخر میں" ص۱۵۹۔

معلوم ہوا کہ مروجہ مجلس مولد کا خیر القرون میں وجود نہ تھا اور شر القرون کی چھٹی صدی کے آخر میں اس کی ابتدا ہوئی۔

مجلس میلاد کا پہلا بانی

مجلس میلاد سے عام طور پر لوگوں کو آج کل جو حسنِ ظن ہے اس کا مقتضیٰ تو یہ تھا کہ اس کے موجد اور بانی کی حیثیت سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یا خلفاء راشدین میں سے کسی خلیفہ کا یا آئمہ مجتہدین میں سے کسی امام کا نام زبان پر آتا، مگر ان کے وقت میں جب محفل مولود کا وجود ہی نہ تھا تو ان کا نام کیونکر لیا جا سکتا ہے۔ پھر کس نے اس کو ایجاد کیا؟ صاحب مجموعۂ سعادت نے لکھا ہے۔

"نقل ہے کہ ایک عالم باخدا نے ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ معظمہ

میں بود و باش اپنی اختیار کی تھی، وہ حقیقت مجلس مولود کی یوں فرماتے تھے کہ روم سے ایک سالار فوج کہ جس کو پاشا کہتے ہیں مکہ معظمہ میں ساتھ فوج کے آیا اور اس نے مجلس مولود دیکھ کر مفتی مکہ معظمہ سے پوچھا، کہ اس مجلس کا حکم کیا ہے اور کس زمانہ میں ایجاد پائی اور کس درجہ میں ہے آیا فرض یا سنت یا مستحب جو ہو مع دلائل فتویٰ لکھ کر میرے پاس بھیج دو؟۔ پھر مفتی نے کتابوں میں تلاش کیا، کچھ پتہ و ثبوت نہیں پایا مگر ایک تاریخ کی کتاب میں اس قدر مندرج پایا کہ گذشتہ سات سو ہجری میں شہر مصر میں ایک شخص نے مسلمانوں کی ضیافتِ طعام کی اور قبل کھانے کے ایک عالم سے وعظ بھی کہلائی، اس نے حدیثیں صحیح ولادت اور معجزہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جو مروی ہیں ان کو سنائی اور واقعات اور عجائبات اس وقت کے بھی کچھ بیان کیے، لوگوں کو خوش آیا، پھر دوسرے شخص نے اپنے گھر اسی طور پر مجلس منعقد کی، پھر تیسرے شخص نے ایسا ہی کیا، رفتہ رفتہ مجلس مولود نامزد ہو کر مشہور ہوگئے، مفتی نے اس کیفیت کو پاشا کے پاس لکھ کر بھیج دیا اور کوئی طرح کا حکم اس پر نہیں لکھا الخ۔ مجموعۂ سعادت صفحہ ۱۲/۱۳۔ ج ۲۔

مگر افسوس کہ مؤلف مجموعۂ سعادت کی تحریر سے نہ منقول عنہ کا پتہ چلتا ہے نہ عالم مہاجر، دمفتی مکہ معظمہ اور پاشا سالار فوج کا نام معلوم ہوتا ہے، نہ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ۷۰۰ھ میں مصر میں اوّل کس نے مجلس کرائی اور اس میں کس نے مولود نما وعظ بیان کیا تھا۔

ہاں جن کا نام لیا جاتا ہے اور مخالفین و موافقین سب نے تسلیم کیا ہے، وہ عمر بن ملا محمد موصلی ہیں کہ جنہوں نے دنیا میں سب سے پہلے موصل میں مروجہ مجلس مولد کو ایجاد

کیا تھا، چنانچہ مجوزین میلاد میں سے قدما نے مثلاً شارح صحیح مسلم علامہ نووی متوفی ۶۷۶ھ کے شیخ، حافظ الحدیث امام ابو محمد عبدالرحمٰن بن اسمٰعیل المعروف بہ ابی شامہ نے کتاب "الباعث علی انکار البدع والحوادث" میں اور پھر غالباً ان ہی کی پیروی کرتے ہوئے علامہ جلال الدین سیوطی کے شاگرد، علامہ محمد بن علی یوسف دمشقی شامی نے کتاب "سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد" مشہور بہ سیرۃ شامی میں لکھا ہے کہ:۔

کان اول من فعل ذٰلک بالموصل عمر بن محمد احد الصالحین المشہورین وبہ اقتدی فی ذٰلک صاحب اربل۔	سب سے پہلے مولود کیا تھا عمر بن محمد نے موصل میں جو ایک نیک آدمی مشہور تھے اور ان کی پیروی کی تھی مولود میں سلطان اربل نے۔

پھر تقریباً تمام متاخرین نے غالباً ان ہی سے اور ایسا ہی نقل کیا ہے، چنانچہ مفتی سعد اللہ صاحب کا قول مولوی عبدالحق صاحب مہاجر مکی کے رسالہ "الدر المنظم فی حکم عمل مولد النبی الاعظم" میں منقول ہے:۔

"اول یہ عمل ربیع الاول میں کرنا تخصیص اور تعیین کے ساتھ شہر موصل میں ہوا کہ ایک شہر ہے ملک عراق میں، وہاں ایک متقی دیندار شیخ عمر محمد صلحائے روزگار سے تھے انہوں نے یہ عمل ایجاد کیا۔" ص۱۲

مولوی محمد اعظم صاحب نے فتح الودود میں لکھا ہے:۔

"جاننا چاہیئے کہ بانی اس محفل اقدس کے علامۂ وقت شیخ الوقت حضرت شیخ عمر بن ملا محمد موصلی ہیں۔" ص۵

غرض آغاز اسلام سے چھ سو برس بعد مطلق ذکر ولادت کو اول جس نے مقید کیا یا مروجہ مجلس مولود کو جس نے سب سے پہلے ایجاد کیا وہ عمر بن محمد ہیں اور جس مقام پہ یہ عمل ایجاد کیا گیا وہ شہر موصل تھا۔

موجد میلاد کا حال

عمر بن محمد موصلی کا شمار نہ مجتہدین میں ہے نہ محدثین میں نہ فقہاء میں سے ہے نہ متکلمین میں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اپنے علمی و تحقیقی مقام کے لحاظ سے وہ ایک مجہول الحال آدمی ہیں۔ ان کا کارنامہ جس کی وجہ سے ان کا ذکر بعض کتابوں میں مل جاتا ہے، بس یہی مجلس میلاد کا ایجاد کرنا ہے اور انکا اتنا ذکر اور چرچا بھی فی الحقیقت سلطان اربل کے طفیل میں ہوا ہے کہ اس نے عمل مولود میں ان کی اقتداء کی ورنہ آج ان کا کوئی نام بھی نہ جانتا۔

علامہ ابوشامہ اور صاحب سیرۃ شامی نے ان کے بارہ میں جو لکھا ہے کہ وہ صالحین مشہورین میں سے تھے تو اہل علم جانتے ہیں کہ اس سے اس بات پر کوئی روشنی نہیں پڑتی کہ علم و تحقیق میں ان کا کیا پایہ تھا۔ پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ ان حضرات نے یہ اپنی ذاتی تحقیق سے لکھا ہے یا محض شہرت کی بنا پر۔ علاوہ ازیں بہت سے ایسے لوگ بھی نیکی کے ساتھ مشہور ہو جاتے ہیں جو علم شریعت اور روایت و درایت سے بالکل کورے ہوتے ہیں۔ کتب رجال سے اس کی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں۔ ہم صرف ایک مثال یہاں بھی پیش کرتے ہیں۔

ابن حبان نے عبداللہ بن محرر کے حق میں لکھا۔ وکان من خیار عباد اللہ (کہ یہ عبداللہ خدا کے نیک بندوں میں تھے)۔ پھر اس کے ساتھ روایت و درایت اور علم و فہم کے لحاظ سے ان کے متعلق صاف لکھا۔

الا انہ کان یکذب ولا یعلم ویقلب الاخبار ولا یفھم	مگر وہ غلط بیانی کرتے تھے اور جانتے نہ تھے اور حدیثوں کے نقل کرنے میں الٹ پلٹ کر جاتے تھے اور کچھ نہ سمجھتے تھے۔

بہرحال ابوشامہ اور صاحب سیرت شامی نے عمر بن محمد کے متعلق جو کلمۂ خیر لکھا ہے اس سے یہ بات بالکل واضح نہیں ہوتی کہ علم و تفقہ میں بھی انکا کوئی خاص مقام

تھا۔ اس کے برعکس دوسرے بہت سے اکابر علماء نے ان پر سخت جرحیں اور تنقیدیں کی ہیں۔ چنانچہ قدماء میں سے علامہ تاج الدین فاکہانی نے رسالہ "المورد فی الکلام مع عمل المولد" میں لکھا ہے:-

احدثها البطالون وشهوة نفس اعتنا بها الاکالون

مردودکو نکالا ہے بطالوں، غلط کاروں نے اور خواہش نفس لے اور اس کا اہتمام کیا ہے شکم پروروں نے۔

صاحب توضیح المرام فی بیان المولد والقیام نے بلا حوالہ نقل کیا ہے

"اوّل من احدثه الملك الاربل ومن رعایاه عمر بن ملا محمد وما كانا ثقتين عند اهل الشريعة لانهما يسمعان الغناء والملاهي بل كان الاربل يرقص" صلا۔

مطلب یہ ہے کہ مجلس میلاد کو بادشاہ اربل اور عمر بن ملا محمد نے ایجاد کیا ہے اور یہ دونوں اہل شریعت کے نزدیک ثقہ اور معتبر نہیں ہیں کیونکہ یہ دونوں گانا باجا سنتے تھے، بلکہ بادشاہ اربل تو ناچتا بھی تھا۔

اور صاحب قرۃ العیون نے اوّل یہ لکھا "اور یہ بات بخوبی ظاہر و باہر ہے کہ یہ مجلس میلاد مذکور بعد قرون ثلثہ کے اہل بدعت نے ایجاد کی ہے" صفحہ، پھر آگے چل کر شیخ عمر اور سلطان اربل دونوں کے متعلق مع حوالہ صاف ظاہر کر دیا کہ:-

"اور ظاہر ہے کہ موجد اس مجلس میلاد بہیئت کذائیہ کا شیخ عمر اور ملک مظفر ابوسعید ہیں اور معلن بالفسق ہونا ان کا قول عبداللہ بن اسعد الیافعی الشافعی المتوفی ۷۶۸ھ صاحب مرآۃ الجنان سے واضح اور ثابت ہے" صفحہ، ج ۱۔

ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر بن محمد اہل علم اور احباب شریعت کے نزدیک بہت غلط قسم کے آدمی تھے۔ واللہ اعلم

مجلس میلاد کا پہلا مروج

اہل اسلام چھ سو برس تک جس مجلس مولد سے قطعاً ناآشنا تھے بظاہر بعض کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے موجد عمر بن محمد اور سلطان اربل دونوں تھے جیسے مؤلف قرۃ العیون کی عبارت ابھی اوپر گذری اور بعض کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ اول سلطان اربل نے ایجاد کیا تھا، چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی نے حسن المقصد فی عمل المولد میں لکھا ہے کہ

واول من احدث ذالک ابن المظفر ابوسعید بن زین الدین بن علی احد الملوک الامجاد۔	سب سے پہلے مولود کیا ابن مظفر ابوسعید، ابن زین الدین ابن علی نے جو بڑے بادشاہوں سے تھا۔

اور بعض کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ اول موجد عمر بن محمد تھے اور سلطان اربل مولود میں ان کے پیرو تھے جیسا کہ علامہ ابوشامہ اور صاحب سیرۃ شامی کی عبارت میں اوپر آپ ابھی پڑھ چکے ہیں "وبہ اقتدی فی ذالک صاحب اربل" (کہ بادشاہ اربل نے مولود میں عمر بن محمد کی پیروی کی تھی)۔ ہمارے نزدیک یہ آخری بات ہی صحیح ہے، اصل یہ ہے کہ ایجاد میلاد کا فخر تو عمر بن محمد کو حاصل ہے، اور ان کی اقتداء میں اس کو رواج و شہرت دینے کی عزت بادشاہوں میں سلطان اربل نے سب سے پہلے پائی، جیسا کہ معز الدین حسن خوارزمی نے اپنی تاریخ میں لکھا کہ:۔

وھو اول من احدث من الملوک ھذا العمل۔	بادشاہوں میں سلطان اربل پہلا بادشاہ ہے جس نے مولود کیا۔

اسی لفظ "اول" سے سیرۃ شامی کے کلام میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا تھا، مجوزین میں سے مولانا محمد سلامت اللہ صاحب نے اشباع الکلام میں اس کو نقل

کر کے یہی جواب دیا ہے۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

"اول کسیکہ ابتدائیش ساختہ شیخ عمر بن ملا محمد موصلی است واول کسیکہ از ملوک باشتہارش پرداختہ ملک مظفر الدین ابو سعید کوکبری بن زین الدین بادشاہ اربل است" الدر المنظم ص ۹۲۔

مولوی عبد السمیع صاحب مرحوم بھی میرے ہم خیال ہیں، انوار ساطعہ میں فرماتے ہیں۔

"اور بادشاہوں میں اوّل بادشاہ ابو سعید مظفر نے مولود شریف تخصیص وتعیین کے ساتھ ربیع الاوّل میں کیا غرض کہ اس بادشاہ نے شیخ عمر مذکور کی پیروی اس فعل میں کی" ص۔

مروّج میلاد کا حال

ابن خلکان کی وفیات الاعیان اور کامل ابن اثیر وغیرہ تاریخی کتابوں میں اس کا مفصل تذکرہ ہے جس کا خلاصہ مختصراً یہ ہے کہ اس بادشاہ کا نام کوکبوری یا کوکیری یا کوکری اور لقب ملک معظم، مظفر الدین تھا۔ ابو سعید کنیت تھی۔ قلعہ موصل میں شب سہ شنبہ ۲۷ محرم ۵۴۹ھ کو پیدا ہوا۔ چودہ برس کے سن میں اپنے والد ابو الحسن زین الدین علی ترکمانی کے انتقال کر نے پر اس کا جانشین ہوا۔

کوکبوری چونکہ کم سن تھا اور خود زین الدین چراغ سحری، اس لئے زین الدین نے اپنے آزاد کردہ غلام قائماز کو لائق اور وفادار دیکھ کر ۵۵۹ھ میں اربل کا انتظام اس کے سپرد کر دیا تھا اور اسے اپنے لڑکے کوکبوری کا اتالیق بھی مقرر کیا، مگر جانشینی کے کچھ دنوں بعد قائماز کسی وجہ سے کوکبوری کا مخالف ہو گیا اور ایک محضر لکھوا کر کہ کوکبوری لائق سلطنت نہیں ہے، اس کو اوّل قلعہ بند کیا اور پھر حدود حکومت سے باہر نکلوا دیا۔ کوکبوری اربل سے بغداد چلا گیا، وہاں سے ناکام پھرتا ہوا موصل آیا، یہاں کے بادشاہ

سیف الدین اتابک قطب الدین مودود بن زنگی نے اس کو شہر حران دے دیا، مگر کوکبوری یہاں بھی نہ ٹھہرا اور سلطان صلاح الدین کے پاس جاکر رہا۔ آخر صلاح الدین نے اس کے ساتھ اپنی بہن ربیعہ خاتون کی شادی کردی۔ اب اس کی بڑی عزت اور ترقی ہوئی۔ جب اس کا بھائی یوسف مرگیا تو اس کی درخواست پر صلاح الدین نے جاگیر کے عوض اس کو اربل دے دیا، جہاں وہ ۵۸۶ھ میں واپس آیا اور اب کوکبوری پھر اپنے باپ کی جگہ سلطان اربل ہوگیا۔ اپنے والد کی طرح کوکبوری بھی بڑا شجاع و دلیر تھا۔ سلطان صلاح الدین کے ساتھ اکثر لڑائیوں میں شریک رہا اور خوب خوب داد شجاعت دی۔ بعض موقعوں پر تو ایسی ثابت قدمی دکھائی کہ اس کے سوا کوئی دوسرا جم نہ سکا۔ اور مخیر بھی اتنا تھا کہ لوگوں نے اس کو مسرف تک لکھا ہے۔ خیر خیرات کا شائق تھا، متوں روٹیاں مفت روزانہ غریبوں کو تقسیم کرتا۔ چار مکان دائم المرض مریضوں اور اندھوں کے لئے بنوائے تھے، رہ افتادہ بچوں کے لئے الگ ایک عمارت، نیز ایک یتیم خانہ، ایک بیوہ خانہ، ایک مہمان خانہ، ایک مدرسہ، دو خانقاہیں بنوا کر حکم دے رکھا تھا کہ ہر جگہ کے مناسب تمام ضروریات کی چیزیں ہر وقت موجود رہیں، خود جا جا کر معائنہ کرتا، وہ مقامات ہمیشہ آباد رہتے۔ سالانہ دو بار مدائن ساحل کی طرف ایک جماعت کو مال کثیر دے کر روانہ کرتا کہ فدیہ دے کر نصاریٰ سے مسلم اسیروں کو رہا کرالائیں ہر سال حاجیوں کا قافلہ حجاز روانہ کرتا۔ مکہ معظمہ میں اس کے اکثر آثار ہیں، یہ پہلا بادشاہ تھا جس نے بصرف زر کثیر عرفات میں حجاج کے لئے پانی جاری کرایا اور اسی نے مقام قاسیون میں مسجد جامع مظفری بنوائی تھی۔ غرض یہ بادشاہ بڑا شجاع، نہایت منصف اور بڑا سخی تھا۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ عمر بن محمد موصلی موجد میلاد کی اقتداء میں سالانہ شاہانہ پیمانہ پر مجلس مولود کا کرنا ہے جس کا مفصل ذکر میں آئندہ ہیئت میلاد کے عنوان میں کروں گا۔

۱۸ رمضان ۶۳۰ھ یوم چہارشنبہ کو سلطان اربل کا انتقال ہوا۔ اوّل قلعہ اربل میں دفن کیا گیا۔ پھر حسب وصیت ایک سال بعد ۶۳۱ھ میں اس کا جنازہ مکہ شریف روانہ کیا گیا، وہاں اس نے عرفات کے نیچے حیات ہی میں اپنے دفن ہونے کے لئے ایک قبہ تیار رکھا تھا مگر کسی وجہ سے جنازہ مکہ معظمہ تک نہ پہنچ سکا اور لوگوں نے واپسی میں مشہد کے قریب کوفہ میں سپرد خاک کر دیا۔

سلطان اربل کے ان حالات سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہادر تھا، منتظم تھا، سخی تھا مگر اس سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ وہ ثقہ تھا یا غیر ثقہ تھا، مخالفین میں سے مولانا خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں صرف یہ لکھا ہے کہ وہ سلطان مظفر اور ابن دحیہ کے حال میں مختلف اقوال ہیں، کسی نے ان کو عادل ثقہ کہا۔ کسی نے فاسق کذاب لکھا (ص ۱۶۲) باقی اور لوگوں نے سلطان اربل کو صاف غیر ثقہ قرار دیا ہے، جیسے مؤلف توضیح المرام اور صاحب قرۃ العیون جن کے اقوال سابقاً گزر چکے اور مجوزین اس کو علانیہ تعصب کہتے ہیں، اسی بنا پر مولوی عبدالسمیع صاحب انوار ساطعہ میں مخالفین کی شکایت کرتے ہیں کہ :-

وہ منکرین لوگ سلطان مظفر کو بھی برا کہتے ہیں اس کی پلٹنوں میں باجا بجتا تھا، اس سے منکرین نے اس پر مزامیر سننے کا عیب لگایا، حالانکہ وہ پلٹن کا باجا تھا مثل طبل غازی آلات تعبیہ جہاد میں داخل تھا، اس قسم کے طبل وغیرہ چیز دیگر ہیں اور مزامیر لہو ولعب چیز دیگر، اور محفل میں مدائح مصطفویہ سن کر شدت سرور سے اس کو وجد ہوتا تھا، اس کا نام ان بھلے مانسوں نے رکھا کہ وہ محفل میں ناچتا تھا اور لکھا کہ اس کی محفل میں نعتیں گائی جاتی تھیں، یہ خاکہ اڑایا اس کا کہ یہ اشعار نعت پڑھے جاتے تھے اور اشعار کی تعریف خود کتابوں میں تصریحاً لکھی ہے

کہ اشعار مقدمات عجیبہ کر کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ صاحبان صافی طینت بباعث مولد شریف کرنے کے لاکھ برائی کریں مگر چاند پر خاک نہیں پڑتی۔ دیکھو تواریخ عرب علماء کے طومار اس کی تعریف میں بھرے ہوئے ہیں یہ موقع طول کا نہیں اس لیے ایک مختصر عبارت علامہ زرقانی شارح مواہب کی لکھتا ہوں کہ انہوں نے علامہ ابن کثیر کی تاریخ سے نقل فرمائی ہے۔ کان شھما شجاعا بطلا عاقلا عادلا محمود السیرۃ۔

مولوی عبدالخالق خاں صاحب نے رسالہ فتح التوحید میں اس کا جواب بھی دیا ہے۔ جس کے بعض جملے یہ ہیں:۔

"کوئی پوچھے کہ وہاں تمام فرحت و سرور میں طبل، نقارے و پلٹن کے باجے کا کیا کام تھا، مولود کی محفل تھی یا کافروں سے مقابلہ" ص۲۵

"اگر کسی نے رقص کا ترجمہ ناچ لکھ دیا تو کیا قباحت کی، رقص اور ناچ ایک ہی شے ہے، صرف زبان کا فرق ہے، رقص ہی کو ہندی میں ناچ اور ناچ ہی کو عربی میں رقص کہتے ہیں" ص۲۹۔

میرے خیال میں مولوی عبدالسمیع صاحب نے صحیح لکھا کہ مورخین نے سلطان اربل کی تعریف کی ہے۔ صاحب سیرۃ شامی نے بھی تاریخ ابن کثیر سے نقل کیا ہے۔ (وقد اثنیٰ علیہ الائمۃ منہم الحافظ ابو شامۃ شیخ النووی الخ) کہ بے شک ائمہ نے سلطان اربل کی تعریف کی ہے جن میں سے حافظ ابو شامہ شیخ نووی بھی ہیں۔

میں بھی کہتا ہوں کہ وہ فی الواقع قابل تعریف تھا، اسی لئے میں نے اسکی تعریف کی باتیں مختصراً نقل بھی کی ہیں مگر اصل یہ ہے کہ اس تعریف اور زرقانی کے

حوالہ سے مولوی عبدالسمیع صاحب کے نقل کئے ہوئے مندرجہ بالا تعریفی الفاظ (شهما شجاعا بطلا عاقلا عادلا محمود السيرة) سے سلطان اربل کا شجاع و منصف و سخی ہونا تو بے شک معلوم ہوتا ہے لیکن ثقہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ یہ کون نہیں جانتا کہ شہامت، شجاعت، عدل، سخاوت کے لئے ثقاہت لازم نہیں ہے، اور واضح رہے کہ الفاظ عدالت و ثقاہت سے میری مراد وہ اصطلاح ہے جو خاص طور پر ناقدین فنِ حدیث اور اصحاب جرح و تعدیل میں بولی جاتی ہے۔

یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ خود مورخین ہی نے اس کے وہ حالات بھی بیان کردیئے ہیں جن سے اس کا غیر ثقہ ہونا صراحۃً ظاہر ہوتا ہے چنانچہ بعض حوالے ملاحظہ ہوں:۔

اوّل علامہ احمد بن محمد مالکی مصری اپنی کتاب قول معتمد میں ناقل ہیں کہ معز الدین حسن خوارزمی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ

صاحب اربل الملك المظفر ابو سعيد الكوكري كان ملكا مسرفا يامر علماء زمانه ان يعملوا باستنباطهم واجتهادهم وان لا يتبعوا لمذهب غيرهم حتى مالت اليه جماعة من العلماء وطائفة من الفضلاء۔

سلطان اربل فضول خرچ بادشاہ تھا، اپنے وقت کے علماء کو حکم دیتا تھا کہ خود اپنے قیاس و اجتہاد پر عمل کریں اور دوسرے کی تقلید یا مذہب پر نہ چلیں حتیٰ کہ علماء کی ایک جماعت اور فضلاء کا ایک گروہ ترکِ تقلید کی طرف مائل ہو گیا۔

اس عبارت سے دو باتیں واضح ہیں ایک یہ کہ سلطان اربل مسرف تھا، دوسرے یہ کہ وہ تقلید ائمہ کا مخالف تھا جب ہی تو وہ دوسروں کو بھی ترکِ تقلید کا حکم دیتا تھا۔ اس بات کو دبی زبان سے مولوی عبدالسمیع صاحب نے بھی انوار ساطعہ میں تسلیم کیا ہے کہ

"اس وقت اگرچہ کوئی مجتہد مطلق یعنی مجتہد فی الشرع موجود نہ تھا مگر مجتہدوں کے چند طبقے ہیں ان میں سے ایک مجتہد فی المسائل ہوتے ہیں کہ قوت نظریہ ان کی قوی ہوتی ہے، اور اپنے امام کی اصل پر نظر کر کے مسائل غیر منصوصہ میں حکم اجتہادی حکم دیتے ہیں اس قسم کے مجتہد موجود تھے۔ ص۱۸۴۔

"ابو سعید مظفر کے عہد میں وہ علماء بڑے عالی درجہ جمیع النظر جامع فروع و اصول تھے یہاں تک کہ بعض ان میں سے اپنے اوپر تقلید ائمہ کی واجب نہ جانتے تھے خود قوت اخذ مسائل کی اپنی عقل میں سمجھتے تھے۔" ص۱۸۵

اور ظاہر ہے کہ تقلید ائمہ کو اپنے لئے واجب نہ جاننا یہ شان مجتہد مطلق کی ہوتی ہے یا غیر مقلد کی، نہ کہ مجتہد فی المسائل کی کہ جو فروع و اصول میں اپنے امام کی مخالفت نہیں کر سکتے اور جب کہ اس وقت مجتہد مطلق مستقل کا تو کیا ذکر ہے، مجتہد مطلق منتسب کا بھی وجود مفقود تھا۔ تو وہ اپنے لئے تقلید ائمہ کو واجب نہ جاننے والے بعض نہیں بلکہ بقول مورخ مذکور جماعت کی جماعت، گروہ کا گروہ، خصوصاً سلطان اربل جو مجتہد و فقیہ کیا معنی عالم بھی نہ تھے، یقیناً سب کے سب غیر مقلد تھے۔

دوم۔ سبط ابن جوزی متوفی ۶۵۴ھ نے تاریخ مرآۃ الزمان میں لکھا ہے

کہ سلطان اربل۔

یعمل للصوفیہ سماعاً من الظهر الی العصر ویرقص بنفسه معهم	ظہر سے عصر تک صوفیوں کے لئے مجلس سماع کرتا تھا اور ان کے ساتھ خود بھی ناچتا تھا۔

اور ابن خلکان کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سماع مع المزامیر ہوتا تھا جو بالاتفاق حرام ہے اور خود سماع بلا مزامیر میں بھی اختلاف ہے۔

سوم۔ ابن خلکان اربلی شافعی متوفی ۶۸۱ھ نے وفیات الاعیان میں اپنے ہم وطن و ہم عصر سلطان اربل اور اس کی مجلس مولد کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور مولود کے ذکر میں تصریح کی ہے کہ قبول کے ہر طبقہ میں ایک ایک جماعت گانے والے خیال اور ملاہی والوں کی بیٹھتی تھی۔

مولود کے دو دو دن رہ جاتے تو سلطان طبلوں، گویوں، ملاہی وغیرہ راگ باجے کی قسم سے بے شمار سامان نکلواتا۔ شب میلاد میں قلعہ میں بعد مغرب سے گانا کراتا اور اس کو گانے کے سوا دوسری چیز میں مزہ نہیں ملتا تھا۔ چنانچہ مورخ موصوف کی طویل عبارت کے وہ مخصوص جملے یہ ہیں:۔

(۱) تعد فی کل طبقة جوق من المغانی وجوق من ارباب الخیال وجوق من اصحاب الملاهی۔

(۲) من الطبول والمغانی والملاهی وغیرها من اقسام الغناء والمزامیر۔

(۳) عمل السماعات بعد ان یصلی المغرب فی القلعة۔

(۴)۔ ولم یکن لہ لذۃ فی سوا السماع ۔

غرض سلطان اربل اس حیثیت سے کہ شجاع تھا منصف تھا سخی تھا یقیناً قابل تعریف تھا اور اس لحاظ سے کہ مسرف تھا، مزامیر کے ساتھ گانا سنتا تھا، تقلید ائمہ کا مخالف تھا، غلط کار اور غیر ثقہ تھا۔

مولود کی کتاب کا پہلا مصنف

جس مصنف نے مولود کی سب سے پہلی کتاب لکھی تھی ان کا نام ابوالخطاب عمر بن حسن بن دحیہ کلبی اندلسی بلنسی ہے، وہ ۵۴۴ھ میں پیدا ہوئے۔ بڑے ہو کر طلب علم کے لئے اکثر شہروں کا سفر کیا۔ بقول ابن خلکان وہ اپنے وقت کے مشہور عالم تھے قاہرہ میں ۶۲۱ھ میں جو دارالحدیث بنا تھا اس میں ابن دحیہ کسی وقت شیخ بھی تھے کتاب مستوفی کہتے ہیں کہ انہیں کی تصنیف ہے جس میں اسماء نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان ہے انہوں نے مولود کی جو کتاب لکھی تھی حسب تحریر ابن خلکان اسکا نام۔ "التنویر فی مولد السراج المنیر" ہے بعض نے "التنویر فی مولد البشیر والنذیر" بھی لکھا ہے۔ ابن دحیہ نے یہ کتاب اس وقت لکھی تھی جب کہ ۶۰۴ھ میں وہ خراسان جاتے ہوئے یہ سن کر اربل آئے کہ سلطان کو مجلس میلاد سے عشق ہے، سلطان تک رسائی پیدا کی اور وہ کتاب لکھ کر بادشاہ کی خدمت میں پیش کی، خود پڑھ کر سنایا، سلطان نے خوش ہو کر ایک ہزار دینار یا اشرفی ان کو انعام دیا۔ اس واقعہ کو اکثر مورخین نے لکھا ہے اور ان سے مجوزین مجلس میلاد نے نقل بھی کیا ہے۔ چنانچہ قدماء میں سے علامہ سیوطی حسن المقصد میں ناقل ہیں کہ۔

قد صنف الشیخ ابوالخطاب — شیخ ابوالخطاب ابن دحیہ نے میلاد رسول

بن دحیہ مجلدا فی مولد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سماہ التنویر فی مولد البشیر
والنذیر فجازاہ علی ذلک بالف
دینار وکانت طالت مدتہ فی
الملک الی ان مات وھو حاصر الفرنج
بمدینۃ عکا سنۃ عام ثلاثین وستمائۃ

میں ایک کتاب لکھی اور اس کا نام التنویر رکھا
تو بادشاہ نے اس کے صلہ میں ایک ہزار
دینار دیا ابن دحیہ عرصہ تک اربل میں
رہے اور ۶۳۰ھ میں اس حال میں انتقال
کیا کہ وہ اہل فرنگ کا محاصرہ کئے ہوئے
تھے شہر عکاسہ میں ۔

اور مولوی عبدالسمیع صاحب نے انوار ساطعہ میں لکھا ہے کہ سلطان اربل کے
زمانہ میں ایک عالم ابوالخطاب بن دحیہ جو حضرت دحیہ کلبی صحابی کی
نسل اور ان کی اولاد میں تھا، جس کی بابت شرح علامہ زرقانی اور
دوسری تواریخ عربی میں لکھتے ہیں کہ وہ علم حدیث میں بڑا معتبر پختہ کار تھا
علم نحو اور لغت اور تاریخ عرب میں کامل تھا، بہت ملکوں میں پھر کے
اس نے علم حاصل کیا تھا، اکثر شہروں ملک اندلس اور مراکش اور افریقہ
اور دیارِ مصر اور ملکِ شام و دیار شرقیہ و غربیہ و عراق و خراسان و
مازندران وغیرہ میں خود علم حدیث حاصل کرتا اور دوسروں کو فائدہ دیتا
پھر انجام کار ۶۰۴ھ (چھ سو چار ہجری) میں وہ شہر اربل آیا ۔ یہاں
سلطان ابوسعید مظفر کے لئے مولد شریف تصنیف کیا، اس کا نام رکھا،
"التنویر فی مولد السراج المنیر" اور خاص آپ اس کے سامنے پڑھا ایک
ہزار اشرفی انعام میں سلطان سے پائی: ص ۱۴۱ ۔

مولوی محمد اعظم صاحب نے بھی فتح الودود میں لکھا ہے :-

"مولانا حافظ ابوالخطاب نے سنہ ۶۰۴ھ میں کتاب التنویر فی مولد البشیر والنذیر تالیف کر کے خدمت میں بادشاہ کے تحفہ گذرانا جس کے صلہ میں ایک ہزار دینار ان کو مرحمت ہوئے" ص ۳۳

پس ابن دحیہ پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے مولود کی پہلی کتاب التنویر فی مولد السراج المنیر، ۶۰۴ھ میں لکھی اور سلطان اربل کی خدمت میں پیش کر کے ایک ہزار اشرفی حاصل کی۔

مُصنّف کا حال ابن دحیہ کا مختصر حال اوپر لکھا جا چکا، جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عالم تھے، ادیب تھے۔ مورخ تھے۔ مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ ثقہ تھے یا غیر ثقہ؟ مانعین انھیں غیر ثقہ کہتے ہیں، چنانچہ مولوی عبدالسمیع صاحب انوار ساطعہ میں اس کی بھی شکایت کرتے ہیں کہ :-

"منکرین لوگ اس عالم محدث کو بھی بباعث مولد شریف لکھنے اور پڑھنے کے دشمن جانتے ہیں اور ان کی برائی لکھتے ہیں حالانکہ کتب معتبرہ میں ان کی تعریف مندرج ہے۔" ص ۱۶۲۔

حالانکہ ابن دحیہ کی برائی کرنے والے اسلئے ان کی مذمت نہیں کرتے کہ وہ مولد لکھتے پڑھتے تھے، بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مورخین اور اصحاب رجال نے اُن کی مذمت کی ہے۔

چنانچہ ان میں سے بعض کے اقوال ملاحظہ ہوں :-

اوّل۔ علامہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں :-

عمر بن الحسن ابو الخطاب — عمر بن حسن بن دحیہ اندلسی محدث نقل

بن دحیه الاندلسی المحدث متهم فی نقله۔	میں متہم ہے۔

نیز فرماتے ہیں:۔

قلت وفی توالیفه اشیاء	میں کہتا ہوں کہ ابن دحیہ کی کتابوں میں ایسی
تنقم علیه من تصحیح	چیزیں ہیں کہ جو اس پر عیب لگاتی ہیں تصحیح
وتضعیف (ایضاً)	وتضعیف کے قبیل سے۔

دوم۔ علامہ ذہبی نے حافظ ابوبکر بن عبدالغنی مشہور بہ ابن النقطہ حنفی بغدادی سے نقل کیا، انہوں نے فرمایا کہ:۔

کان موصوفا بالمعرفة والفضل	ابن دحیہ معرفت اور بزرگی کے ساتھ موصوف
الا انه کان یدعی اشیاء	تھا مگر بعض ایسی چیزوں کا دعویٰ کیا کرتا تھا
لا حقیقة لها (ایضاً)۔	جن کی کچھ اصل و حقیقت نہیں ہے۔

سوم۔ حافظ ضیاء مقدسی نے فرمایا:۔

یعجبنی حاله کان کثیر الوقیعة	مجھے اس کا حال اچھا لگتا ہے (لیکن وہ) اکثر کو
فی الائمة (ذیل کامل)	بہت برا کہتا تھا (یہ بات اس کی مجھے اچھی نہ معلوم ہوئی)۔

چہارم۔ حافظ ضیاء کو علامہ ابراہیم سنہوری نے خبر دی کہ:۔

ان مشائخ المغرب کتبوا له	بیشک مشائخ مغرب نے ابن دحیہ کی جرح
جرحه وتضعیفه (ایضاً)	تضعیف لکھی ہے۔

اس کے بعد حافظ ضیاء پھر خود اپنا مشاہدہ لکھتے ہیں:۔

فرأیت انا منه غیر شئی مما یدل علی ذلک (ایضاً)۔	پھر میں نے ابن دحیہ سے بہت سی وہ چیزیں دیکھیں جو اس کی جرح و تضعیف پر دلالت کرتی تھیں۔

پنجم۔ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ حافظ ابو الحسن بن المفضل سے ناقل ہیں کہ:۔

کان ظاهری المذهب کثیر الوقیعة فی الائمة وفی السلف من العلماء خبیث اللسان احمق شدید الکبر قلیل النظر فی امور الدین متهاوناً۔ (لسان المیزان)	ابن دحیہ ظاہری المذہب تھا ائمہ اور علماء سلف کو بہت بُرا کہتا تھا اس کی زبان خبیث تھی، وہ احمق، سخت مغرور اور امور دین میں کوتاہ نظر اور متہاون تھا یعنی دینی امور کو معمولی باتیں سمجھتا تھا۔

ششم۔ علامہ ابن عساکر نے اپنی کتاب رجال میں لکھا ہے:۔

کان شاعراً مطبوعاً الا انه کان یتهم فی الروایة لانه کان مکثاراً۔	ابن دحیہ اچھا شاعر تھا مگر روایت میں متہم تھا کیونکہ وہ بہت روایت کیا کرتا تھا۔

ہفتم۔ ابن نجار نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے:۔

رأیت الناس مجتمعین علی کذبه وضعفه وادعائه سماع ما لم یسمعه ولقاء	میں نے لوگوں کو ابن دحیہ کے کاذب و ضعیف ہونے پر متفق پایا اور اس پر کہ وہ ان حدیثوں کے سننے کا مدعی تھا جن کو

من لم یلقہ وکانت امارات ذلک علیہ لائحۃ۔ | اس نے سنا نہیں تھا اور ان لوگوں سے ملاقات بیان کرتا تھا جن سے نہیں ملا تھا اور اس کی نشانیاں اس پر ظاہر تھیں۔

ہشتم۔ پھر ابن بجار اس کے بعد لکھتے ہیں (طویل عربی عبارت کا خلاصہ یہ ہے) کہ:۔

"مجھ سے بعض علماء مصر نے اور ان سے حافظ ابوالحسن بن الفضل نے جو آئمہ دین سے تھے، بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ دربار عام میں بادشاہ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ایک حدیث سنانے کی فرمائش کی۔ میں نے سنا دی۔ پھر پوچھا یہ حدیث کس نے روایت کی ہے؟ مجھے اس وقت سند یاد نہ تھی اسلئے لاعلمی ظاہر کی۔ جب وہاں سے واپس چلا تو راستہ میں ابن دحیہ ملا اور کہنے لگا کہ تم نے اپنی طرف سے حدیث کی کوئی سند بنا کر کیوں نہ بیان کر دی؟ بادشاہ اور حاضرین مجلس کیا جانیں کہ سند صحیح ہے یا نہیں۔ بادشاہ تم کو بڑا عالم سمجھتا اور اس سے تمہیں نفع حاصل ہوتا۔ یہ سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ ابن دحیہ بڑا جھوٹا اور دین کے کاموں کو نہایت ہلکا جاننے والا ہے"۔

نہم۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ "تدریب الراوی شرح تقریب النواوی" میں، فرماتے ہیں کہ:۔

ضرب یلجئون الی اقامۃ دلیل علی ما افتوا بہ بآرائھم | ایک قسم کے وضاعین وہ ہیں کہ اپنی عقل سے فتوے دیتے ہیں، جب دلیل مانگی جاتی

يفعلون وقيل ان ابا الخطاب	ہے تو اپنی طرف سے حدیث بناتے ہیں،
ابن دحية كان يفعل ذلك	کہا جاتا ہے کہ ابن دحیہ بھی ایسا ہی کیا کرتا
وكانه الذي وضع الحديث	تھا اور شاید اسی نے مغرب کی نماز قصر پڑھنے
في قصر المغرب۔	کی حدیث بنائی تھی۔

دیکھئے! ابن دحیہ پر یہ سخت جرحیں کرنے والے علامہ ذہبی، حافظ ابن نقطہ، حافظ ضیا۔ ابراہیم شہوری، حافظ ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری، حافظ ابو الحسن، ابن عساکر۔ ابن نجار اور علامہ سیوطی ہیں جو نئے نہیں بلکہ پرانے اور چھوٹے نہیں بلکہ بڑے علماء ہیں۔ اور بعض ان میں سے ائمہ فن ہیں۔ پھر ان میں حنفی بھی ہیں جیسے ابن نقطہ اور مجوز مولود بھی جیسے علامہ سیوطی۔ ان میں سے ایک نے بھی ابن دحیہ کی اسلئے برائی نہیں کی کہ وہ مولود پڑھتے لکھتے تھے بلکہ اسلئے کی کہ ابن دحیہ میں واقعی یہ برائیاں تھیں۔

پس سچی بات یہ ہے کہ ابن دحیہ اس حیثیت سے کہ محدث تھے، ادیب تھے نحوی تھے، مورخ تھے، شاعر تھے، عالم تھے، فاضل تھے، سیاح تھے۔ وہ قابل تعریف تھے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ مذکور الصدر تصریحات کے مطابق ظاہر المذہب، غیر مقلد، متہم فی النقل تھے، ائمہ وعلماء سلف کو برا کہتے تھے، امور دین کو ہلکا جانتے تھے، جھوٹی حدیثیں بناتے تھے، اپنی عقل سے فتوے دیتے تھے، بے اصل باتیں کہتے تھے، خبیث اللسان تھے، بدزبان تھے، احمق تھے، مغرور تھے، کم نظر تھے، کاذب تھے۔ وہ قابل مذمت تھے، لہٰذا غیر ثقہ تھے۔

میلاد کے موجد مروج، مصنف تینوں غیر مقلد تھے

اوپر ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ

مجلس میلاد کو دنیا میں سب سے پہلے ایجاد کرنے والے عمر بن محمد موصلی اور اس کو رواج و شہرت دینے والے ملک معظم مظفر الدین ابو سعید کوکبوری اربلی، اور مولود کی پہلی کتاب لکھنے والے عمر بن حسن بن وحیہ کلبی اندلسی تھے، نیز یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ سلطان اربل غیر مقلد تھے، کیونکہ بقول معز الدین حسن خوارزمی وہ علماء وقت کو حکم دیتے تھے کہ خود اپنے اجتہاد پر عمل کریں دوسرے کے مذہب پر نہ چلیں، اور علماء وفضلاء وقت کی ایک جماعت ایسا کرنے بھی لگی تھی، جن کی بابت مولوی عبد السمیع صاحب کو بھی اقرار ہے کہ وہ بعض ان میں سے اپنے اوپر تقلید ائمہ کی واجب نہ جانتے تھے۔"

ابن وحیہ کے بھی غیر مقلد ہونے میں کچھ شبہ نہیں، کیونکہ بقول حافظ ابن حجر عسقلانی وہ ظاہری المذہب تھے، ائمہ کو برا کہتے تھے اور بقول علامہ جلال الدین سیوطی وہ اپنی ہی عقل ورائے سے فتویٰ دیتے تھے، اور پھر اس کی تائید میں فرضی سند و حدیث تک بنا لیتے تھے۔

رہ گئے عمر بن محمد، تو ان کی افتاد طبیعت کا پتہ ان کے ایجاد میلاد ہی سے چلتا ہے پھر عمل میلاد میں وہ سلطان اربل کے مقتدا تھے، اس پر طرہ یہ کہ ترک تقلید کا سلطانی حکم تھا اور وہ حکم چل بھی گیا تھا، اسلئے عمر بن وحیہ کی طرح عمر بن محمد کا بھی غیر مقلد ہونا بالکل قرین قیاس ہے۔

الغرض! مجلس مولد کے پہلے موجد عمر بن محمد موصلی، اور پہلے مروج ملک معظم مظفر الدین ابو سعید کوکبوری اربلی۔ اور مولود کی پہلی کتاب کے اول مصنف ابو الخطاب عمر بن حسن بن وحیہ کلبی اندلسی تینوں کے تینوں غیر مقلد تھے۔

اب اگر مجوزین میلاد غیر مقلدوں کا حال اور ان کے احکام معلوم کرنا چاہیں

تو آپ نے مجدد و مقتدا مولٰینا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا رسالہ ازالۃ العار ملاحظہ فرمائیں جس میں کم سے کم درجہ کے غیر مقلد کو یعنی اس کو جو بلا حصولِ منصبِ اجتہاد صرف تقلید شخصی کا تارک ہو جیسے کہ یہ تینوں صاحبان تھے اور اس کے سوا کوئی اور اعتقادی اور عملی خرابی بھی اسمیں نہ ہو غرض ایسے ہلکے درجے کے غیر مقلد کو، قرآن اور آئمہ سلف و خلف کا مخالف، خارقِ اجماع اور متبع غیر سبیل المومنین اور گمراہ و بددین لکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو صفحہ ۲۰، ۲۱)۔

نیز انہی فاضل بریلوی کا ایک رسالہ ہے "النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید" جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ کسی غیر مقلد کے پیچھے نماز درست نہیں۔ اس میں غیر مقلدین کے احکام اس سے بھی زیادہ سخت لکھے ہیں۔

بہرحال مولوی احمد رضا خاں صاحب کے اس فتوے کی رو سے مجلس میلاد کے موجد، مروج اور اول مصنف تینوں کے تینوں مخالفِ قرآن و مخالف اجماع مومنین

لہ مولانا محمد عبدالشکور صاحب لکھنوی مدیر النجم مدظلہ نے علم الفقہ حصہ ۲ صفحہ ۲ میں لکھا تھا کہ اقتداء بالمخالف یعنی مالکی، شافعی، حنبلی امام کے پیچھے حنفی کی نماز جائز ہے۔ صفحہ ۹۲ میں یہ بھی لکھا تھا کہ حنفی کی نماز غیر مقلد امام کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ اس کے خلاف مولوی احمد رضا خاں صاحب کا فتوٰی بنام اشتہار واجب الاظہار چھپا تھا جو مع جواب پیش نظر ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ غیر مقلد امام کے علاوہ مالکی شافعی حنبلی امام کے پیچھے بھی حنفی کی نماز ناجائز ہے پس مولانا اور ان کے تلامذہ و مریدین جو اپنے آپ کو بخرضہ قادری کہتے ہیں یاد رکھتے ہیں اگر وہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلی علیہ الرحمۃ کے عہد میں ہوتے تو نماز کے وقت یہ قادری حضرات شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھتے اور صاف کہہ دیتے کہ آپ کے پیچھے ہماری نماز ناجائز ہے آپ حنبلی ہیں اور ہم حنفی ہیں ۱۲۰۔

گمراہ و بد دین تھے، اُن کے پیچھے نماز بھی درست نہیں، چہ جائیکہ مسائل شرعیہ میں ان کی پیروی کی جائے یا ان کی ایجاد کردہ چیز کو شعارِ دین بنا کر فروغ دیا جائے۔

اہل مولود و عمل مولود میں کس کے مقلد ہیں

اس عنوان کو دیکھ کر اوّل ہر شخص کو یہی خیال ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ تابعین یا تبع تابعین کا نام لیا جائے گا، لیکن افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ چودھویں صدی ہجری کے اہل مولود عمل مولود میں تقلید کے لئے نہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیتے ہیں، نہ خلفائے راشدین میں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ یا حضرت عمر فاروقؓ یا حضرت عثمان غنیؓ یا حضرت علی رضی اللہ عنہم کے مقتدی ہیں، نہ ائمہ مجتہدین میں سے امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد بن حنبل یا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہم کی تقلید کرتے ہیں۔ آخر پھر کس کی تقلید کرتے ہیں، یہ مجھ سے نہیں بلکہ آجکل کے خود اہل مولود ہی کی زبانی سنیئے۔

مولوی عبدالسمیع صاحب بیدل رام پوری نے اپنے مایہ ناز رسالہ انوار ساطعہ میں بڑے فخر کے ساتھ اس راز کو یوں آشکارا کیا ہے۔

> ہر پس خوب سمجھ لو کہ ہم اس عمل میں تابع ہیں دستور العمل سلاطینِ روم اور فرمانروایانِ ملکِ شام اور ملوک ممالک مغربیہ اور اندلس اور مفتیانِ عرب کے۔ صفہ ۱

دستور العمل فرمانروایانِ روم و شام و مغرب و اندلس و مفتیانِ عرب میں بیچارے مفتیانِ عرب کو پانچویں نمبر میں شاید اس لئے جگہ دی گئی کہ مجلس مولود کا دار و مدار علمائے عرب کے فتوے پر نہیں بلکہ سلاطین کے دستور العمل پر ہے۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ سلطان اربل

شب کی صبح کو جب قلعہ سے تمام سامان نکلوایا تو اس کو صوفی جیسے مقدس لوگ بھی اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے امیروں کے آگے نہیں بلکہ پیچھے پیچھے خانقاہ تک پیدل جاتے تھے یہ بات علماء اور صوفیہ کے لیے عزت کی ہے یا ذلت کی، ناظرین خود فیصلہ کر لیں۔

مجلس میلاد کی بنیاد چونکہ غیر مقلدین نے رکھی تھی، شاید اسی کی برکت ہے کہ بیساختہ مولوی عبدالسمیع صاحب نے بھی عمل مولود میں اہل مولود کو کسی ایک شخص خاص کے دستور العمل کا نہیں بلکہ سلاطین فرمانروایان، ملوک مفتیان (بصیغہ جمع) بہتوں کے دستور العمل کا پیرو بتا کر اس میں بھی غیر مقلدیت کی شان پیدا کر دی۔

حاصل یہ ہے کہ عمل مولود میں حسب تصریح مورخین و مجوزین، سلطان اربل مقلد اول تھا عمر بن محمد موصلی موجد میلاد کا، اور سلطان اربل کے بعد کے تمام اہل مولود مقلد ہیں سلطان اربل غیر مقلد کے۔ غرض اہل مولود مولوی عبدالسمیع صاحب کے اصول کے مطابق خود غیر مقلد ہیں اور تقلید سلطان اربل غیر مقلد کے مقلد ہیں۔

ایجاد میلاد کی وجہ

احکام شرعیہ مثلاً نماز روزہ حج زکوٰۃ کے متعلق کوئی پوچھے کہ اس کا حکم کیوں ہوا؟ تو جواب دیا جائے گا کہ اس پر عمل کرنا وجہ معلوم ہونے پر نہیں بلکہ حکم پر موقوف ہے، بس خدا کا حکم واجب العمل ہے، وجہ معلوم ہو یا نہ ہو، بہرحال اس پر عمل کرو۔ مگر جو امور ایجاد بندہ ہوں تو ان کی وجہ معلوم ہونا ضروری ہے۔ مروجہ مجلس میلاد جب عمر بن محمد موصلی کی ایجاد ہے تو اس کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوگی، جس کا پتہ لگانا چاہیئے۔ میں نے اس کے لئے بڑی محنت کی اور فریقین کی بہت سی کتابوں اور رسالوں میں بھی تلاش کیا مگر یہ نہ معلوم ہو سکا کہ عمر بن محمد کو کیا ضرورت پیش آئی اور انہوں نے مجلس میلاد کو کیوں ایجاد کیا؟ ہاں اور لوگوں نے وجہ جو بیان

کی ہیں لیکن اصل موجد مذکور کے ایجاد میلاد کی وجہ نہیں بلکہ عام طور پر مطلق مجلس مولد کے کرنے کی وجہ بیان کی ہے، پھر اس میں بھی خود مجوزین میں سے کسی نے کوئی وجہ بیان کی تو دوسرے نے اور وجہ ظاہر کی ہے۔ بعض وجہیں ملاحظہ ہوں:۔

(۱) ملا علی قاری کے رسالہ مورد الروی میں ابن جزری متوفی ۸۳۳ھ کا قول منقول ہے کہ:۔

اذا کان اهل الصلیب اتخذوا	جب نصاریٰ اپنے نبی کی پیدائش کی رات
لیلة مولد نبیهم عیدا	کو عید اکبر مناتے ہیں تو اہل اسلام کو ان
اکبر فاهل الاسلام اولی	سے زیادہ اپنے نبیؐ کی تکریم و تعظیم کرنا
بالتکریم واجدر ۔	چاہیئے ۔

اس پر جب تشبہ بالنصاریٰ اعتراض ہوا اور لوگوں نے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث جو بطور پیش گوئی ہے، نقل کر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا کہ:۔

لتتبعن سنن من کان	بے شک تم پیروی کروگے اگلوں یہود و
قبلکم شبرا بشبر وذراعا	نصاریٰ کی بالشت بالشت اور ہاتھ ہاتھ
بذراع (رواہ الشیخان)	(قدم بہ قدم)

تو ابن جزری کی تائید میں مولوی عبدالسمیع صاحب نے اسی چیز کو کچھ زیادہ حاشیہ آرائی سے لکھا، چنانچہ فرماتے ہیں کہ:۔

(۱) اسی طرح ممالک مغربی وغیرہ میں کہ عدد قوم نصاریٰ سے ملتی ہیں جب وہ لوگ اپنے پیغمبر مسیحؑ کی یوم ولادت میں احتشام و شوکت ظاہر کرتے

فخر دکھلاتے تھے اور ضعفاء اہل اسلام وہ ظاہری شوکت دیکھ کر
افسردہ خاطر اور خستہ دل ہوتے تھے تب ملوک متقدم اندلس و مغربی نے
جو اہل اسلام تھے قوم نصاریٰ سے بہت زیادہ رونق و جلال کے ساتھ
اعلاء کلمۃ الحق اور اظہار شان اسلامی کے لئے اپنے نبی مختار صلی اللہ علیہ و
سلم کے روز میلاد ماہ ربیع الاول میں تزک اور احتشام ظاہر کیا تاکہ شوکت
اسلامی ان کے مقابل میں بخوبی ظاہر ہو اور طرح طرح کے معجزات
کا پڑھنا شروع کیا تاکہ عمدہ طور پر حضرات کا جاہ و جلال اور جمال
و کمال کل عالم پر ہر طرف مشہور و منتشر ہو" ص۱۶۱

حالانکہ نصاریٰ عید میلاد مسیح کچھ اسی زمانے میں نہیں کرتے تھے جب کہ چھٹی صدی
ہجری کے آخر میں عمر بن محمد نے موصل میں مجلس میلاد کی ابتدا کی تھی، بلکہ وہ تو آغاز
اسلام کے بھی بہت پہلے سے عید میلاد مسیح کرتے آئے تھے اور خیر القرون میں بھی حکومت
اسلامی کے حدود عیسائی ممالک سے متصل تھے، ضعفاء اسلام بھی موجود تھے خصوصًا
عہد رسالت میں اور اس وقت بمقابلہ کفار اظہار شوکت اسلام و خوشنودی ضعفاء
اسلام کی ضرورت زیادہ داعی تھی۔ لیکن اس کے لئے یہ نسخہ کہ بمقابلہ عید نصاریٰ ساتویں
صدی ہجری یا آج کی طرح مجلس مولود ہوا کرے، اہل اسلام کے لئے نہ حضور پرنور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے جاں نثار صحابہ نے تجویز فرمایا نہ تابعین و تبع تابعین اور
آئمہ مجتہدین نے۔

ایجاد میلاد کی دوسری وجہ خود مولوی عبدالسمیع صاحب نے اپنے اسی رسالہ
(انوار ساطعہ) میں یہ لکھی کہ:۔

و حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ماہ ربیع الاول میں کوئی عمل مقرر نہیں
فرمایا تھا، ابن حاج رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا یہ عذر بیان کیا ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ڈرتے تھے کہ مبادا ایسے کرنے سے امت پر فرض ہو
جاوے[1] لیکن اشارہ اس کی فضیلت کا کر دیا کہ "میں پیر کے دن اس لئے
روزہ رکھتا ہوں کہ اس میں پیدا ہوا ہوں" یعنی اس حدیث کا اشارہ نکل آیا
کہ جب ہفتہ کے سات دنوں میں یہ ایک دن محل عبادت شکریہ ہو
گیا، بباعث وقوع ولادت کے، پس برس کے اندر بارہ مہینوں میں
ایک وہ مہینہ بھی بلاشک محل شکریہ ہوگا جس میں میلاد شریف ہوا[2]۔ اسی
بناء اور اصل پر اہل اسلام نے اس مہینہ میں مجلس شکریہ جو مشتمل چند عبادات

---

[1] اللہ اکبر! وہاں تو وہ شفقت ہے کہ حضور صلعم ربیع الاول میں کوئی عمل مقرر نہیں فرماتے کہ ڈرتے ہیں کہ اگر میں کچھ کر دوں تو کہیں امت پر فرض نہ ہو جاوے لیکن یہاں اہل مولود کا یہ حال ہے کہ نہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفقت کا خیال، نہ ڈرنے کا لحاظ اور بطور خود ربیع الاول میں عمل مقرر کرتے ہیں اور مجلس مولود کی مثل فرض قرار دیتے ہیں اور نہ کرنے والوں کو ملامت کرتے اور بدعتی سمجھتے ہیں، یہ امر یہودی سنت سے قریب ہے یا بعید ناظرین خود فیصلہ کر لیں۔ ۱۲ منہ۔

[2] ان اللہ کے بندوں سے کوئی پوچھے کہ اگر یہ چیز حضرت کو مطلوب تھی تو پھر صراحۃً فرما دینے سے کون سی چیز مانع تھی، نیز اس کا کیا سبب کہ اس اشارہ کو آج آپ نے سمجھا صحابہ کرام جو اس حدیث کے مخاطب اول تھے اور ان کے شاگرد تابعین اور ائمہ مجتہدین نے کیوں نہ سمجھا اور اگر سمجھا تو عمل کیوں نہ کیا۔ ؎

سر خدا کہ عارف و زاہد بکس نگفت ۔۔۔ در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

بدل رسالہ پر ہے ایجاد کی گئی ۱۹۱۴ء۔

اصل حدیث جو صحیح مسلم میں ابو قتادہؓ سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ:۔

سئل رسول اللہ صلی اللہ	رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دو شنبہ
علیہ وسلم عن صوم یوم	کے روزہ کے بارہ میں دریافت کیا گیا تو آپؐ
الاثنین فقال فیہ ولدت	نے فرمایا کہ اس دن میں پیدا کیا گیا اور اسی دن
وفیہ انزل علیّ	مجھ پر قرآن نازل ہوا۔

اگر یہ تسلیم کر لیا جاوے کہ اس روایت میں دو شنبہ کے دن کے روزہ کی علت بیان کی گئی ہے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ علت صرف ولادت شریف ہی نہیں بلکہ نزول وحی بھی ہے تو چاہیئے کہ ہر دو شنبہ کو ورنہ سال میں کم از کم ایک مرتبہ کوئی مجلس نزول وحی کی تقریب میں بھی ایجاد کی جائے۔ علاوہ ازیں یہاں ارباب دین و انصاف کے لئے ایک یہ چیز بھی قابل غور ہے کہ ان حامیان میلاد کے نزدیک حضور اپنی ولادت طیبہ کے شکریہ میں ہر دو شنبہ کو روزہ رکھتے تھے اور اس کام کے لئے آپ نے کوئی اور ماہانہ یا سالانہ عمل مقرر نہیں فرمایا تھا بلکہ یہی ہر پیر کا روزہ تھا، مگر ان جدت طراز دن اور بدعت پسندوں نے اسی شکریہ کی ادائیگی کے لیے حضورؐ کے معمولہ طریقہ یعنی روزہ کو ترک کر کے ایک نیا طریقہ محفل میلاد کا ایجاد کیا، کیوں؟ اس لئے کہ روزہ میں نفس کو زحمت ہوتی ہے اور یہاں محفل آرائی میں اس کی تفریح کا سامان ہوتا ہے نظر انصاف سے دیکھیئے اتباع سنت کی جگہ اختراع بدعت اسی کو کہتے ہیں یا نہیں

فسبحان اللہ مقلب القلوب والابصار۔

(۳) مولوی محمد اعظم صاحب نے فتح الودود میں خیر القرون میں نفس ذکر ولادت

ہونے اور مروجہ مجلس میلاد کے ایجاد نہ ہونے کی جو وجہ لکھی ہے اس سے ایجاد میلاد کی ایک تیسری وجہ سمجھ میں آتی ہے، لکھتے ہیں:-

> "وجہ اس کی یہ تھی کہ اس زمانۂ سعادت نشان میں بسبب نزدیکی زمانہ نبوت و رسالت ہر وقت بلکہ ہر لحظہ آپ کا ذکر مبارک خاص و عام کے وردِ زبان تھا حتیٰ کہ بجز اس ذکر کے دوسرا ذکر نادر الوجود تھا پھر ایسے زمانہ میں بدیں وضع خاص انعقاد محفل میلاد کی کون ضرورت تھی، پس یہی باعث ہے کہ انعقاد محفل کا زمانہ صحابہ و قرون ثلاثہ میں نہ ہوا، نہ ان بزرگانِ خیر القرون کو اس کی احتیاج تھی کیونکہ وہ سب کے سب بوجہ قرب زمان نبوت احوال آنحضرت ﷺ سے بخوبی واقف تھے۔" ص ۹

دیکھیے! ایجاد میلاد کی وجہ ابن جبیر نے نصاریٰ کی "عید میلاد" کو، مولوی عبد السمیع صاحب نے ایک "اشارہ بعید" کو، مولوی محمد اعظم صاحب نے "عوام نا واقفیت احوال آنحضرت ﷺ" کو قرار دیا اور ہر ایک نے دوسرے سے جدا وجہ بیان کی بلکہ سچ پوچھیے تو مولوی عبد السمیع صاحب نے ایک حیثیت سے گویا دو وجہ بیان کیں اور دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں، لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی یہ نہیں ظاہر کیا کہ اصل موجد میلاد شیخ عمر بن محمد موصلی نے مروجہ مجلس مولد کو آخر کیوں ایجاد کیا لہٰذا ناظرین کو میں بھی ایجاد میلاد کی کوئی واقعی وجہ نہیں بتا سکتا۔

مجلس میلاد میں تبدیلیاں و ترقیاں

زمانۂ ایجاد سے اب تک مجلس میلاد میں مختلف حیثیتوں سے بہت سے تغیرات اور بہت سی ترقیاں ہوئیں۔ سب کو اگر جمع کیا جائے تو یہ مختصر کتاب اس کی متحمل نہیں ہاں ان میں سے بعض کو نمونۃً پیش کرتا ہوں، ملاحظہ فرمائیے:۔

بلحاظِ حقیقت مروجہ مجلس مولد کی حقیقت پہلے کیا تھی اور اب کیا ہے بیان کرنے والے اس کی حقیقت کیا بیان کرتے ہیں؟ ان میں سے اوّل پہلے زمانہ کی حقیقت سنیئے۔

عمر بن محمد نے موصل میں جو سب سے پہلے مجلس مولد کی تھی، افسوس کہ اس کی حقیقت معلوم نہ ہو سکی۔ ہاں ان کی اقتدا میں سلطان اربل جو سالانہ مجلس مولد کرتے تھے اس کی مفصل کیفیت چونکہ تاریخوں میں مذکور ہے لہٰذا معلوم ہے لیکن اس کو میں ہیئتِ میلاد میں پیش کروں گا۔ اس وقت مجوزین کی بیان کردہ حقیقت مجلس مولد درج ذیل ہے:۔

(۱) علامہ ابن حجر نے (عربی میں) لکھا ہے اور اسی کو مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے فارسی میں ادا کیا ہے کہ:۔

دو ذکر مولد عبارت است ازینکہ ذکر آیتے از آیات قرآنیہ یا حدیثے از احادیث نبویہ بولادت کردہ و در شرح آں قدرے از فضائل نبویہ و معجزات

اعتقادیہ و تبہ سے از احوال ولادت و نسب نبوی دخوار ستے کہ بوقت ولادت وقبل ازاں ظاہر گردیدند و اشاں آنہا بیاں سازند۔ (مجموعہ فتاوی ص ۲۴۲)

(۲) علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے حسن المقصد میں لکھا ہے جس کو موافق و مخالف سب نے نقل کیا ہے:۔

عندی ان اصل المولد وھو	میرے نزدیک اصل مولد جس کی حقیقت یہ ہے
اجتماع الناس وقراءۃ ما تیسر	کہ لوگ جمع ہوں اور جتنا ہو سکے قرآن پڑھیں
من القرآن وروایۃ الاخبار	اور کچھ حدیثیں جو ابتدا امر سے پیدائش
الواردۃ فی مبدأ امر النبی	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وارد ہیں
صلی اللہ علیہ وسلم وما وقع	کچھ معجزات جو ولادت کے وقت واقع ہوئے
فی مولدہ من الآیات ثم یمد لھم	بیان کئے جائیں، پھر دستر خوان بچھایا
سماط یاکلونہ وینصرفون	جائے لوگ کھانا کھائیں اور چل دیں
من غیر زیادۃ علی ذلک	اس سے زیادہ اور کچھ نہ کریں تو بدعت
من البدع الحسنۃ الخ۔	حسنہ ہے الخ۔

(۳) مولانا محمد سلامت اللہ صاحب نے اشباع الکلام فی اثبات المولد والقیام میں لکھا ہے کہ:۔

درحقیقت ایں عمل خیر غیر ازیں نیست کہ در شہر ربیع الاول یا شہرے دیگر از شہور مسلمانان از علماء و فضلاء و صلحاء و فقراء و اغنیاء بہ عوت مسلمانے در مکانے جمع شوند و خواص و عوام اہل اسلام باذن بیکجا فراہم آیند و دراں مجلس بعضے از آیات قرآن محتوی بر فضائل و نشر کمالات آں سرور

کہ بشارات علیہ الصلوٰۃ والتحیات مذکور شوند و بعد ازاں احادیث صحیح متضمن معجزات و حالات سعادت آیات ولادت باکرامت و رضاع مقدس و حلیہ مطہر آں افضل البشر بمعرض بیان آید و ہمیں کہ ایں تذکیر پر برکت بہ تقریر بپایاں رسد حفاظ حاضرین مجلس بکرم بقرآت آیات معدودہ از قرآن شریف مشرف شدہ ختم ایں ذکر خیر بہ تحریر نمایند بعد ازاں با حضرے بقدر میسور از طعام و شرینی ہر چہ باشد تقسیم بحاضرین کنند پس از ان تفریق ایں جمع اتفاق افتد ہر کسے بجائے خود رود۔"

(۴) مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے اپنے رسالہ اقامۃ القیامۃ ص۲۴ میں لکھا ہے کہ

"جس قدر ہو سکے لوگ جمع کئے جائیں اور انہیں ذکر ولادت باسعادت سنایا جائے اسی کا نام مجلس میلاد ہے۔"

(۵) مولوی محمد عرفان علی نے عرفان ہدایت میں لکھا ہے کہ:۔

"ولادت پاک کا ذکر کرنا، چند آدمیوں کا آواز ملا کر نعت پڑھنا، فرش بچھانا، روشنی کرنا، گلدستوں اور مختلف قسم کی آرائشوں سے اس محافل کو آراستہ کرنا، خوشبو لگانا، گلاب پاشی کرنا، شیرینی کا تقسیم کرنا، منبر بچھانا، قیام کرنا۔ (ملخصاً) ص۱۲۳

(۶) مولوی سید حمزہ صاحب نے درالمنظم پر اپنی تقریظ میں گن کر نمبر وار لکھا ہے کہ:۔

"وہ مجلس کہ جو امور مذکورہ ذیل پر مشتمل ہے۔ ذکر ولادت[۱] سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ استعمال[۲] خوشبو۔ آراستگی[۳] مکان۔ شیرینی[۴]۔ کثرت[۵] درود شریف۔ قیام[۶]۔ مداحی[۷]۔ تعیین[۸] وقت[۹] ص۱۲۔"

(۱) مولوی عبدالسمیع صاحب نے انوار ساطعہ میں ایک موقع پر لکھا ہے کہ:۔

"اور محفل مولد شریف میں کچھ نہیں سوائے خیرات و حسنات کے مجموعہ کا پڑھنا، اطعام طعام، یا تقسیم حلویات، و شیرینی وغیرہ اور کثرت درود و سلام و تعظیم اور مدائح نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں"

یہ مجوزین میں سے ان بعض متقدمین اور بعض متاخرین کے اقوال ہیں جنہوں نے مجلس مولد کی حقیقت مستقلاً اس کے اجزا کا نام لے کر بیان کی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وقتاً فوقتاً حقیقت میلاد میں کمی اور زیادتی رہی ہے۔

بلحاظ ہیئت مجلس مولد کی حقیقت پر اس کی سابقہ اور موجودہ ہیئت سے بھی کافی روشنی پڑتی ہے۔ زمانہ سابق میں عمر بن محمد موصلی موجد اول کے مجلس مولد کی ہیئت معلوم نہیں کہ کیا تھی، ہاں ملک معظم مظفر الدین ابو سعید کوکبوری اربلی مروج اول کے مجلس کی جو صورت و کیفیت تھی اس کے بارے میں سبط ابن جوزی نے تاریخ مراۃ الزمان میں لکھا ہے کہ:۔

"جو لوگ سلطان اربل کے ہاں میلاد میں ایسے دستر خوان پر شریک ہوتے تھے ان کا بیان ہے کہ دستر خوان پر پانچ ہزار بکرے، دس ہزار مرغ سو گھوڑے، تیس ہزار تابے حلوے کی ہوتی تھیں، بہت عالم اور صوفی مدعو ہوتے تھے، صوفیوں کے لئے ظہر سے عصر تک گانا ہوتا تھا جس میں ان کے ساتھ سلطان اربل خود بھی ناچتا تھا۔ ہر سال اس محفل میں تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا اور علماء و صوفیا جو حاضر محفل ہوتے تھے ان کو انعام و اکرام سے خوش کرتا تھا۔"

ابن خلکان اربلی شافعی المتوفی ۶۸۱ھ جو سلطان اربل کے ہم وطن و ہمعصر اور اس کی مجلس کے چشم دید گواہ ہیں وہ وفیات الاعیان میں مفصل کیفیت لکھتے ہیں جس کا خلاصہ اردو میں یہ ہے :۔

"سلطان اربل کو مجلسِ مولد سے جو عشق و اعتقاد تھا اہل ملک اس سے خوب واقف تھے۔ اسی لئے ہر سال اربل کے قرب و جوار کے شہروں مثلاً بغداد، موصل، جزیرہ، نصیبین، بخارا، ملک عجم اور اطراف سے شرکتِ محفل کے لئے اس کے پاس ہر سال بے انتہا لوگ آتے تھے، ان میں علماء، صوفیاء، واعظین، حفاظ، شعراء وغیرہ ہر طرح کے لوگ ہوتے تھے، ابتداء سے محرم سے شروع ربیع الاول تک لوگوں کے آنے کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ سلطان لکڑی کے قبے اور خیمے بنواتا تھا۔ قبے تقریباً بیس اور چار پانچ منزلے ہوتے تھے۔ جن میں زیادہ تر سلطان کے باقی دیگر امراء ارکانِ حکومت کے ہوتے تھے، ہر امیر کا ایک قبہ ہوتا تھا۔ ماہ محرم ان کی تیاری میں ختم ہو جاتا تھا۔ شروع صفر سے ان قبوں کی آرائش و زیبائش ہونی شروع ہوتی تھی۔ ہر قبے میں موسیقی کے مختلف ساز اور باجے ہوتے تھے حتیٰ کہ تمام قبے پُر ہو جاتے، اس زمانہ میں لوگ کاروبار چھوڑ کر بس اسی سیر و تفریح میں مشغول رہتے تھے۔ وہ قبے دروازۂ قلعہ سے دروازۂ خانقاہ تک جو میدان کے قریب تھا کھڑے رہتے تھے۔ سلطان روزانہ بعد عصر یہاں آتا، ایک ایک قبہ پر کھڑے ہو کر گانا سنتا، سیر کرتا اور شب خانقاہ میں بسر کرتا وہاں

بزم سماع منعقد کرتا، فجر کے بعد سوار ہو کر شکار کو نکلتا، دوپہر تک قلعہ میں
واپس آ جاتا۔ اسی طرح شب در روز روزانہ شب ولادت تک یہی کرتا تھا
مجلس میلاد ایک سال آٹھویں اور ایک سال بارھویں ربیع الاول کو اس
لیے کرتا کہ تاریخ ولادت میں آٹھویں اور بارھویں کا اختلاف ہے۔
شب ولادت کو دو دن رہ جاتے تو بے انتہا اونٹ، گائیں یا بھیڑ بکریاں
گانے باجے کے ساتھ نکلوا کر میدان تک لے جاتا وہاں انہیں ذبح
کراتا اور انواع و اقسام کے کھانے پکواتا تھا۔ شب میلاد میں بعد مغرب
قلعہ میں مجلس مولود منعقد کرتا تھا پھر قلعہ سے اس شان سے اترتا تھا کہ
اس کے آگے آگے بکثرت شمعیں ہوتیں جن میں سے دو چار بڑی شمعیں
خاص جلوس کی ہوتیں، ان میں سے ہر شمع ایک ایک خچر پہ ہوتی جسکے پیچھے
ٹیک لگانے کو ایک آدمی ہوتا۔ وہ شمعیں خچروں کی پشت سے بندھی
ہوتی تھیں، حتیٰ کہ اسی طرح سلطان خانقاہ تک پہنچ جاتا۔ اور اسی
شب کی صبح کو تمام سامان قلعہ سے منگواتا جس کو صوفی لوگ اپنے اپنے
ہاتھوں سے اٹھائے ہوتے تھے۔ ہر شخص کے ہاتھ میں کپڑوں کی ایک
ایک گٹھری ہوتی تھی اور وہ سب کے سب امیروں کے پیچھے ہوتے تھے
پھر خانقاہ میں بڑے بڑے ارکان دولت اور سفید پوش لوگ جمع ہوتے
ان کے لئے کرسیاں رکھی جاتیں اور سلطان کے لئے ایک برج ہوتا جس
میں حسب موقع بڑی بڑی کھڑکیاں ہوتیں یہ میدان نہایت وسیع تھا جس
میں اہل فوج جمع ہوتے، ان کے لئے فرش بچھتا پھر تماشا جرل کو کھانا

کھلایا جاتا۔ ایک اور عام دستر خوان جمع ہونے والوں کے لئے ہوتا، عصر تک یہی قصہ رہتا اور رات کو سلطان خانقاہ میں ٹھہرتا، صبح تک گانا سنتا جب یہ میلہ ختم ہو جاتا تو ہر شخص اپنے اپنے وطن کو واپس ہوتا۔ ہمیشہ ہر سال سلطان اربل کا یہی طریقہ تھا۔"

۷۸۵ھ میں شاہ مصر نے بھی بڑے دھوم دھام سے مولود کیا تھا، چنانچہ مولوی عبد السمیع صاحب انوار ساطعہ میں ناقل ہیں کہ نور الدین ابو سعید بورانی کا بیان ہے کہ:-

"پادشاہ مصر سائبانے ساختہ بود کہ دوازدہ ہزار کس در سایہ آدمی نستند در غایت آراستگی از جہت آنکہ دریں شب در روز آزاد ابرا نفروخ در غیر آں پیچیدہ باشند" صـ۱۶۲

اس سے پہلے اسی مجلس مولد کی کیفیت بحوالہ ابن جزری لکھی ہے کہ ابن جزری فرماتے ہیں کہ:-

"سن سات سو پچاسی میں بادشاہ مصر نے محفل مولد شریف کی تھی، میں اس میں حاضر ہوا، محفل کا انتظام دیکھ کر مجھ کو حیرت ہوئی اور میں اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ خیال کرتا ہوں کہ اس محفل میں دس ہزار مثقال سونا خرچ ہوا ہوگا، کھانے پینے کی چیزوں اور خوشبوؤں اور روشنی شمعوں میں، پچیس حلقے نو چھوٹی عمر کے لڑکوں قرآن قراءت سے پڑھنے والوں کے تھے۔"

مولوی عبد السمیع صاحب نے ابن جزری کی حکایت میں جہاں نصاریٰ کی عید میلاد مسیح کے

مقابلہ میں ملوک مصر و اندلس و مغرب کا مجلس میلاد کرنا لکھا ہے، وہیں حافظ ابوالخیر سخاوی کا یہ کلام نقل کیا ہے :-

واما ملوك اندلس والمغرب فلهم فيه يعني في ربيع الاول

ليلة تسير بها الركبان ويجتمع فيها ائمة العلماء الاعيان

من كل مكان ويعلو بين اهل الكفر كلمة الايمان "

(انوار ص ۱۶۷)

اس کے بعد نورالدین ابوسعید نورانی کا قول نقل کیا ہے کہ :-

و علما را از اطراف عالم جمع آیند و در تعظیم آں شب یعنی شب میلاد شریف از عام

اہل کفر و ضلال فرمایند " (ایضاً ص ۱۶۸) -

پھر ابن جندی جو مشہور مجوز مولد ہیں ان کی عبارت درج کی ہے، کہ

لم يكن في ذلك الا ارغام الشيطان وسرور اهل الايمان "

(ایضاً ص ۱۶۸)

اس سے ان مجالسِ میلاد کی ہیئت و کیفیت کا پورا پتہ تو نہیں چلتا ہے جو نصاریٰ کی عید میلادِ مسیح کے مقابلہ میں ہوتی تھیں لیکن اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ نصاریٰ سے بھی زیادہ اتنے دھوم دھام سے مولود ہوتا تھا کہ نصاریٰ دیکھ کر جلتے تھے، اور ان کی ذلت ہوتی تھی -

علامہ ابن الحاج جو علامہ تقی الدین سبکیؒ کے شیخ ہیں وہ کسی خاص مجلس مولد کی نہیں بلکہ عام مجالسِ میلاد کی حالت مدخل میں لکھتے ہیں :-

ومن جملة ما احدثوه من البدع   منجملہ ان بدعات کے جن لوگوں نے بہ

مع اعتقادهم ان ذلك من اكبر العبادات واظهر الشعائر ما يفعلونه في شهر الربيع الاول من المولد وقد احتوى ذلك على بدع ومحرمات؟

بڑی عبادت اور بڑا شعارِ اسلام سمجھ کر ایجاد کیا ہے وہ محفلِ میلاد ہے جو ماہ ربیع الاول میں کرتے ہیں وہ بہت سی بدعات اور محرمات پر مشتمل ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ بھی ما ثبت من السنۃ میں فرماتے ہیں کہ:۔

ولقد اطنب ابن الحاج في المدخل في الانكار على ما احدثه الناس من البدع والاهواء والغناء بالآلات المحرمة عند عمل المولد الشريف؟

بے شک ابن الحاج نے مدخل میں اس پر بہت انکار کیا ہے جو لوگوں نے بدعتیں اور ہوا و ہوس اور حرام مزامیروں سے گانا بجانا عمل میلاد کے وقت مقرر کر رکھا ہے۔

یہ تو زمانۂ گذشتہ کی مجالسِ میلاد کا خاکہ تھا، اب ذرا زمانہ موجود کی مجالس میلاد کا بھی نقشہ ملاحظہ ہو۔ نفس ذکر ولادت جو پہلے عام اور مطلق تھا اس کو اخیر چھٹی صدی یا شروع ساتویں صدی ہجری میں مقید کیا گیا جیسا کہ مولوی عبدالسمیع صاحب نے لکھا ہے کہ:۔

یہ ذکر پاک بسکہ موجب فرحت و سرور تھا اسمیں بعض سامانِ سرور مثل زینت مجلس اور استعمال بخور و عطریات، اور اطعام طعام و شیرینی و اجتماع اخوان و خلان بھی داخل اور شامل ہو گئے۔ (انوار صـ۱۵۳)

اضافہ اور ترقی کی یوں ابتدا ہوئی جس کا سلسلہ برابر جاری رہا اور اب چودھویں

صدی ہجری میں اس کی تکمیل ہوئی۔ مجلس میلاد کا رواج تھا لباً افغانستان میں نہیں ہے اور دیگر ممالک کا حال معلوم نہیں، عرب میں بھی اب سلطان ابن سعود کے وقت میں تو پتہ نہیں کہ مولود ہوتا ہے یا نہیں اور ہوتا ہے تو کیونکر، ہاں ان سے پہلے معلوم ہے کہ ہوتا تھا اور اتنی سادگی و بے تکلفی سے ہوتا تھا کہ آج ہندوستان میں اگر کوئی ویسا مولود کرے تو وہ یقیناً وہابی کہا جائے گا۔ وہاں کے مولود کی بابت مولانا عبدالحی لکھنوی نے لکھا ہے کہ:۔

"شیرینی کبھی اثنائے مولد خوانی میں اور کبھی بعد مولد خوانی کے تقسیم ہوتی ہے۔" مجموعہ فتاویٰ ج ۱۰ ص ۳۳۹

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ نے اپنے وعظ "شکر النعمہ بذکر رحمۃ الرحمۃ" میں اس کی حکایت یوں کی ہے کہ:۔

"اگر انصاف سے دیکھا جائے تو ہندوستان کے لوگوں کو اہل عرب کے فعل سے استناد کرنے کا کوئی حق بھی نہیں کیونکہ وہ لوگ ان قیود سے اس قدر پابند نہیں ہیں، اگر اتفاق سے مجمع ہو گیا تو مجمع میں ذکر رسول ہو گیا۔ اور کہیں مجمع کی بھی قید نہیں، دو چار آدمی کھانا کھانے بیٹھے جی چاہا کہ حضورؐ کا ذکر سنیں، ایک دوسرے سے کہتا ہے۔ یا مولانا المولد الصغیر یعنی مختصر طور پر حضورؐ کا ذکر میلاد تو سنا دو۔ اُس نے مولد مختصر سنا دیا، پھر کھانا شروع کر دیا، اگر مجمع میں میلاد کا ذکر ہوا تو مٹھائی وغیرہ کے وہ ایسے پابند نہیں۔ ایک شخص مٹھائی تقسیم کرنے اٹھتا ہے، جہاں تک تقسیم ہو گئی بانٹ دی جب ختم ہو گئی صاف کہہ دیا خلاص کر لیس جاؤ

ختم ہو گئی، نہ صاحب خانہ کو اس کا خیال ہوتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے میری ناک کٹے گی، نہ ان لوگوں کو کچھ خیال ہوتا ہے جن کو مٹھائی نہیں مل کر دیکھو ہم مٹھائی سے رہ گئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجمع صرف ذکرِ رسول کے لئے اکٹھا ہوا تھا مگر خوش طبعی کے لئے مٹھائی بھی تقسیم ہو گئی۔ یہ نہیں کہ مجمع کی علت غائی صرف مٹھائی ملنا ہو جیسا کہ ہندوستان میں ہے کہ صاحب خانہ جب دیکھتا ہے کہ لوگ بہت جمع ہو گئے اور مٹھائی کم ہے تو فوراً ایک آدمی مٹھائی کیلئے چلتا کرتا ہے اور مولود خواں سے اشارہ سے کہہ دیتے ہیں کہ ذرا کوئی غزل گانی شروع کر دو۔ ابھی مٹھائی نہیں آئی۔ اب مولود تو ختم ہو چکا تھا مگر مٹھائی کے واسطے گلا پھاڑ پھاڑ کر مولود خواں صاحب غزلیں گا رہے ہیں جس سے سننے والے بھی سمجھ جاتے ہیں کہ یہ سارا جوش و خروش مٹھائی کے اشتیاق میں ہے اور وہ جہاں مٹھائی آئی سارا جوش و خروش ختم ہو گیا۔ بھلا ان لوگوں کو اہل عرب کے فعل سے استناد کرتے ہوئے شرم نہیں آتی، وہ اللہ کے بندے مٹھائی کے واسطے مجلس میں جمع نہیں ہوتے نہ صاحب خانہ ہی کو اس کا اہتمام ہوتا ہے نہ آنے والوں کو اس کا خیال ہوتا ہے ا ه ص ۹۹

یہ سادگی و بے تکلفی نہ پہلے سلطان اربل کی مجلس مولد میں تھی نہ اب ہندوستان کی محفلِ مولد میں ہے۔ بلکہ سچ پوچھئے تو قیود، تخصیصات اور تکلفات میں ہندوستان کی مجلسیں سلطان اربل کی مجلسوں پر بھی فوقیت لے گئیں۔ یہ سچ ہے، ایک

وقت وہ بھی تھا جسے علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ :-

(ترجمہ) "اہل حرمین و مصر و یمن و شام اور عرب کے مشرقی و مغربی شہروں کے آدمی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مولد میں جمع ہوتے۔ ماہ ربیع الاول کا چاند دیکھ کر خوشیاں مناتے ہیں غسل کرکے اچھے کپڑے پہنتے ہیں، طرح طرح کی زینتیں کرتے ہیں اور خوشبو لگاتے ہیں۔ اور نہایت خوشی سے فقراء پر صدقہ کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مولد شریف سننے کے لئے اہتمام بلیغ کرتے ہیں" (در المنظم ص۹۵)

یا مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے خود اپنا سالانہ معمول بیان فرمایا ہے کہ :-

"باقی ماندہ مجلس مولود شریف پس حالش این ست کہ بتاریخ دوازدہم شہر ربیع الاول ہمیں کہ مردم موافق معمول سابق فراہم شدند و در خواندن درود مشغول گشتند فقیر می آید اولاً بعضے از احادیث فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مذکور مے شود بعد ازاں ذکر ولادت باسعادت و شمہ ازحال رضاع و حلیہ شریف و بعضے از آثار کہ در آوان ظہور آمد بمعرض بیان می آید پستر برما حضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آں بحاضرین مجلس مے شود و علاوہ بر آں زیارت موئے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز معمول قدیم است"

(منقول از در المنظم ص۹۹)

لیکن علامہ ابو شامہ، حافظ ابن حجر، علامہ جلال الدین سیوطی، ملا علی قاری، حافظ سخاوی
ابن جوزی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہا یہ ہر دو بزرگوار اگر آج زندہ ہوتے
اور ہندوستان کی عام مجالس میلاد میں اپنی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھتے جیسے میں نے
یا اور لوگوں نے بچشم خود دیکھا ہے تو وہ یقیناً وہی کہتے جس کی بدولت ویسے ہی وہابی
کہے جاتے جیسے مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے حضرت شیخ احمد سرہندی
مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو رسالہ "الیاقوتۃ الواسطہ" میں وہابیوں کا آقا پیشوا
خداوند دولت وغیرہ وغیرہ، اور فضل رسول صاحب بدایونی نے حضرت شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو رسالہ البوارق محمدیہ صفحہ ۲۲ میں وہابیت کا بیج بونے والا،
شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کو اس کا چھپانے والا، مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کو اس میں پانی
دینے والا قرار دیا ہے۔

ہندوستان میں اکثر جگہ کی مجلسوں میں میں نے جتنا دیکھا ہے اگر سب کا
حال لکھوں تو ایک دفتر ہو جائے۔ لہٰذا میں اپنا نیز دوسروں کا بس اتنا مشاہدہ
پیش کرتا ہوں جو اس کی عام ہیئت کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے کافی ہوگا۔
۱۹۱۹ء میں جب کہ میں بمبئی میں مقیم تھا وہاں تین قسم کا مولود دیکھا۔
ایک اعلیٰ درجہ کا جو اپنی زینت و شوکت کے اعتبار سے نہ صرف حد اسراف میں داخل
ہوتا ہے بلکہ اس کی ظاہری ہیئت اور غیر شرعی حیثیت کو دیکھ کر نعوذ باللہ ہنود
کی مشرکانہ تقریب کا دھوکا ہوتا ہے۔ دوسرا اوسط درجہ کا جو بناوٹ و سجاوٹ
میں اعلیٰ درجہ سے کچھ کم ہوتا ہے۔ تیسرا ادنیٰ درجہ کا جو عام طور پہ اکثر روزانہ گلی
کوچوں میں ہوا کرتا ہے۔ یہ عجیب قسم کا مضحکہ خیز مولود ہوتا ہے، شام ہی سے

سڑک کے ایک طرف پٹری پر ایک تخت اور اس کے چاروں طرف معمولی درجہ کا مختصر سا فرش بچھ جاتا ہے۔ بعد مغرب پڑھنے والوں کی متعدد جوڑیاں آ جاتی ہیں جو تخت پر بیٹھ کر باہم مقابلہ کرتی ہیں، وسط چوکی پر لالٹین اور سامنے غزل کی کوئی مطبوعہ کتاب یا قلمی بیاض ہوتی ہے اور ایک دوسرے کے بالمقابل بیٹھ کر اس انداز سے غزلخوانی کرتے ہیں کہ سننے والے کو بجز آواز کے مضمون کا بالکل پتہ نہیں چلتا۔ بس معلوم ہوتا ہے کہ کوئی پاگل ہے جو مہمل الفاظ الاپ رہا ہے۔ چند سامعین اِدھر اُدھر بے قاعدہ بیٹھے لیٹے باتیں کرتے رہتے ہیں۔ مولود خواں اور سامعین وہیں چائے نوشی کرتے اور بے تکلف بیڑی بھی پیتے جاتے ہیں۔

غیر جگہ کے ہم جیسے نووارد آتے جاتے دیکھ کر ہرگز نہیں سمجھ سکتے کہ یہ مولود کی مجلس ہے، خدا خدا کر کے نصف شب یا آخری رات میں جب قیام کرتے ہیں اور اس میں یا نبی سلام علیک کی آواز بلند ہوتی ہے تو آس پاس کے سوئے ہوئے آدمی آنکھیں ملتے ہوئے آکر دست بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر بعد تقسیم شیرینی یہ مشغلہ ختم ہو جاتا ہے اور اب مولود خواں گھر جا کر ایسے سوتے ہیں کہ فجر کی نماز بھی کھا جاتے ہیں بلکہ زیادہ تر تو وہ ہوتے ہیں۔ جو نماز وغیرہ فرائض دینی کے سرے سے پابند ہی نہیں ہوتے نیز ان کی ظاہری صورت و ہیئت بھی عموماً خلاف شرع ہوتی ہے۔ جب مولود خواں کا یہ حال ہوتا ہے تو بیچارے سامعین کی ذہنی حالت کا آپ خود اندازہ کر لیں۔

مدرسہ قرآنیہ واقع جامع مسجد جون پور میں عرصہ ہوا جبکہ میں قرآن مجید حفظ

کرتا تھا، جامع مسجد میں جو طولاً و عرضاً تقریباً جامع مسجد دہلی کی برابر ہے، ایک مرتبہ مولانا ہدایت اللہ خاں صاحب رامپوری مرحوم (مدرس مدرسہ حنفیہ جونپور) کے زیر انتظام و اہتمام بڑے دھوم دھام سے مولود ہوا تھا، اندر باہر پوری مسجد کو غالباً ایک لاکھ سے زیادہ چراغوں سے اس طرح زینت دی گئی تھی کہ معلوم ہوتا تھا یہ پتھر کی عالی شان عمارت چراغوں ہی کی بنی ہوئی ہے، مجمع بہت تھا۔ لیکن سامعین سے زیادہ تماش بین تھے۔

جونپور ہی کا ابھی حال کا واقعہ ہے کہ کئی سال تک بارہ ربیع الاول کو اس طرح مولود ہوتا تھا۔ کہ اس کے کارکن ہفتوں پہلے اس کی تیاری میں مصروف ہو جاتے تھے، تاریخ معینہ پر دن کو شہر کے ایک خاص مقام سے باجے گاجے کے ساتھ بڑی شان جلوس نکلتا تھا کہ قطار بقطار بہت سے "کیمت خلقت" (والنٹیر) ہوتے تھے۔ جتنی انجمنیں ہوتیں سب کی طرف سے الگ الگ ایک ایک جماعت اپنی اپنی امتیازی شان کے ساتھ خاص خاص انداز سے شعر خوانی کرتی تھی چھوٹے بڑے بہت سے جھنڈے اور جھنڈیاں بھی ہوتی تھیں۔ ساتھ خلقت کا ہجوم ہوتا تھا، راستہ میں بعض لوگ سبیل محرم کی طرح شربت پلاتے تھے۔ اس روز شہر میں عجیب ہلچل ہوتی اور لوگوں کو یہ کوشش بھی کرتے دیکھا کہ رنڈیاں تک اپنے یہاں چراغاں کر کے اظہار فرحت و سرور کریں، وہ جلوس اسی دھوم دھام سے قریب عشا اس مقام پر پہنچتا جہاں مجلس میلاد کا انتظام ہوتا پھر مولود ہوتا، غرضکہ یہ میلا اس طرح مجلس مولود پر ختم ہوتا تھا۔

ابن جزری نے کہا تھا کہ نصاریٰ کی عید میلاد مسیح کے مقابلہ میں مسلمانوں کو

بھی عید میلاد نبی کرنا چاہیئے۔ مورخ عبد السمیع صاحب کے قول کے مطابق ملوک مصر واندلس ومغرب نے ایسا کر ہی ڈالا اور ہیں نے جون پور میں جلوس والا مولود شیعوں کے مقابلہ میں اور مرزا پور میں ہنود کے جنم اشٹمی کے مقابلہ میں بھی مجلس مولود ہوتے دیکھا ہے۔

مرزا پور کا ہی واقعہ ہے کہ خاص بھرت ملاپ کے دن ایک محلہ میں مولود تھا۔ مقام مولود کو اہل محلہ نے اس طرح غیر اسلامی طریقہ سے سجایا تھا کہ میرے ایک دوست عبد الحیٔ خاں جو خود میلاد کے حامی ہیں، جب ادھر سے گزرے تو انہیں دیکھ کر جنم اسٹمی کا شبہ ہوا مگر دریافت کرنے پر اُن کو پتہ چلا کہ مولود کی تیاری ہے کانوں پہ ہاتھ رکھ کر نہایت افسوس وندامت کے ساتھ وہ مجھ سے کہنے لگے کہ دیکھیے، ان مسلمانوں نے ہندوؤں کے جنم اشٹمی کو بھی مات کر دیا۔

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے "وعظ النور" میں فرمایا ہے کہ۔

"بعض لوگ محض اس لئے میلاد کرتے ہیں کہ اس کی بدولت کسی تقریب میں رونق ہو جائے گی، چنانچہ کان پور میں ایک صاحب نے اپنے لڑکے کی شادی کی اور اس میں ناچ کرانا چاہا۔ لیکن چونکہ بعض احباب ان کے ایسے بھی تھے کہ وہ ناچ میں شریک ہونا پسند نہ کرتے اس ضرورت سے رونق مجلس پوری کرنے کو انہوں نے مولود بھی کرایا۔ چنانچہ پہلے مولود ہوا اور اگلے روز اسی جگہ رنڈی کا ناچ ہوا۔" صـ۹۶

مجلس میلاد جب ایجاد ہوئی تھی اس وقت میلاد خواں غالباً مرد ہی ہوتے تھے اور اہل علم میں سے ہوتے تھے، آجکل کی طرح نہ بے علم وجاہل مولود پڑھتے تھے۔ نہ

وہ مولود خوانی کو بطور پیشہ کرتے تھے، اور مولود شریف بھی آٹھویں یا بارہویں ربیع الاوّل کو ہوتا تھا۔ مگر اب اس میں یہ ترقی ہوئی کہ عورتیں بھی مولود پڑھنے اور کرنے لگیں، مولود خوانی کو پیشہ بنا لیا گیا اور زیادہ تر بے علم جاہلوں نے اس کو اپنا پیشہ بنایا، نیز ربیع الاوّل کی دوسری تاریخوں اور دیگر مہینوں میں بھی مولود ہونے لگا ہاں زیادہ دھوم دھام ۱۲ ربیع الاوّل ہی کو ہوتی ہے، اور اب تو اس تاریخ میں رسم میلاد کو کہیں یوم النبیؐ کہیں عید میلاد النبیؐ کے نام سے عالمگیر بنانے کی بھی کوشش ہونے لگی ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی مدظلہ نے بھی ان میں سے بعض باتوں کو بیان فرمایا ہے چنانچہ وہ اپنے وعظ السرور میں فرماتے ہیں:

"ہم نے یہاں تک دیکھا ہے کہ ہندوؤں کے یہاں اور رنڈیوں کے یہاں مروّج مولد شریف ہوتا ہے۔" ص۱۱

"چند روز سے اس میں ایک اور ترقی ہوئی ہے کہ اس دن عید منانے لگے ہیں اور اس کا نام رکھا ہے عید میلاد النبیؐ۔" ص۱۹

"افسوس ہے کہ بعض مقامات پر محض عید میلاد النبیؐ کے منانے کو مٹھائی کے واسطے چھ سو روپے کا چندہ ہوا۔۔۔ پھر غضب یہ کہ اس چھ سو روپے کو مٹھائی میں بھی صرف نہیں کیا بلکہ اس سے مسجد کو سجایا گیا جس میں بیان تھا اور سجایا بھی ہندوؤں کے طرز پر! اس میں ایک ہندوانہ چھتر بنایا گیا، جھاڑ لٹکائے گئے۔ بہر حال اس مسجد کو ایسا بنایا جیسا معلوم ہو کہ کسی ہندو نے اپنے گھر کو سجایا ہے۔"

(وعظ السرور ص۲۸)

غور فرمایا جائے کہ اس کو اسلام کی فطری سادگی سے کیا نسبت ہے؟ کیا یہ مجالس جن میں اغیار کی تقریبوں کی نقل اتاری جائے اور جن سے اغیار کی تہذیب کو ترقی ہو خدا اور اس کے رسول کی رضامندی کا باعث ہو سکتی ہیں؟

نیز مولانا موصوف اس نو ایجاد عید میلاد النبیؐ کے متعلق "وعظ الظہور" میں فرماتے ہیں:-

"جن لوگوں نے عید میلاد النبیؐ تراشی ہے انہوں نے بیانِ ولادت شریف میں یہاں تک بے ادبی کی ہے کہ صبح صادق کے وقت وہ بیان ہو اس واسطے کہ حضورؐ کی ولادت شریف اسی وقت ہوئی ہے اور ایک گہوارہ لٹکایا گیا۔ غرض پوری نقل اتاری گئی" ص ۲۷، ۲۸

پھر بایں الفاظ اندیشہ ظاہر فرمایا ہے کہ:-

"اگر یہی نقل ہے تو خدا خیر کرے، ایک عورت بھی لادیں گے اور کہدیں گے کہ چلایا کرے" ص ۲۸

افسوس ہے کہ مولانا کا یہ اندیشہ ایک حد تک صحیح نکلا۔ چنانچہ مولوی عبدالخالق خاں صاحب رائے بریلوی نے رسالہ فتح الموحد حصہ اول میں خود اپنا مشاہدہ لکھا ہے کہ:-

"ملک بنگال کے ضلع دیناجپور میں ایک مقام پر میں نے سنا کہ یہاں بارہویں ربیع الاول کی شب کو ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا مولود ہوتا ہے اور یہ سامان کیا جاتا ہے۔ نئے طرز کا مولود سن کر میں بھی چلا گیا کہ دیکھوں یہ باتیں کہاں تک سچ ہیں۔ غرض جا کر دیکھا کہ صدہا قندیلیں روشن ہیں۔ اور بہت بڑا مجمع ہے۔ وسطِ محفل میں ایک مسہری کھڑی ہے جس پر نہایت

پر تکلف پردہ پڑا ہے اور صدہا ہار پھولوں کے ہر چہار طرف لٹک رہے
ہیں، مسہری سے ملی ہوئی ایک بلند چوکی ہے، اس پر ایک نوجوان
مولود خواں صاحب رونق افروز ہیں جن کے دا ہنے بائیں دو کم سن لڑکے
خوش گلو بطور بازو آواز ملا کر کچھ پڑھ رہے ہیں اور ایک شخص قریب
بیٹھا ہوا مردنگ، بجا رہا ہے۔ گو مجمع زیادہ تھا مگر کوشش سے مجھ
کو چوکی و مسہری کے برابر جگہ مل گئی۔ (غلام امام شہید کے) پورے برگ
دہا بروگ سے تڑپت جیو آلو) کو ختم کر کے ذکر ولادت شروع کیا
جیسے ہی زبان سے یہ شعر نکلا ؎

اٹھو تعظیم کو سب وقت میلاد پیمبر ہے　　　یہاں تشریف فرما خود شفیع روز محشر ہے

بجز میرے سب اہل محفل دست بستہ کھڑے ہو گئے اور پردہ کے اندر سے
بچہ کے رونے کی آواز آئی، مجھے سخت حیرت ہوئی کہ رب العالمین یہ کیا
ماجرا ہے، بیٹھے بیٹھے آہستہ پردہ کا ایک گوشہ اٹھا کر میں نے دیکھا تو
اندر کوئی آٹھ دس برس کا ایک لڑکا زنانی ساری سرخ رنگ پہنے رو بہ
قبلہ بیٹھا ہے۔ بعد ختم محفل خود میں نے کہا کہ ایسا مولد ہم نے اپنی طرف
نہیں سنا کہ جس میں راگ و باجا اور مسہری ہوتی ہو"۔ ملخصاً

دیکھئے! مجلس مولد نے بلحاظ ہیئت سابق سے اب کتنی ترقی کی ہے، اگر یہی رفتار
رہی تو آئندہ ابھی نہ معلوم اور کیا کیا ترقی ہوگی۔ جن لوگوں نے پہلے زمانہ کی مروجہ
مجلس مولد کی حقیقت بیان کی ہے اُن کی بیان کردہ حقیقت کے سامنے اب
کی مجالس مولد کی ہیئت کو دیکھئے اور انصاف سے کہئے کچھ بھی مناسبت ہے؟

بلحاظِ مشابہت شرع سے اب تک لوگوں نے قولاً اور فعلاً ہر طرح مجلس مولد کو دوسری چیزوں سے تشبیہ دی ہے۔ مثلاً

قولاً: نصاریٰ کی عید میلاد مسیح کے مقابلہ میں مجلس مولد کرنے کی بابت ابن جزری اور ان کی تائید میں مولوی عبد السمیع صاحب کے منقولہ بالا کلام کا حاصل اس کے سوا اور کیا ہے کہ جس طرح نصاریٰ دھوم دھام سے ہر سال عید میلاد مسیح مناتے ہیں، اسی طرح ہم بھی تزک و احتشام سے سالانہ عید میلاد حضورؐ کرتے ہیں حق یہ ہے کہ کیا طرح اثباتاً تشبیہ بالنصاریٰ کی ابتدا ابن جزری نے کی تھی، اور اب اس کی تکمیل مولوی عبد السمیع صاحب نے فرمائی، حالانکہ ہر دو بزرگ مجوز مجلس مولد ہیں اور مخالفین مجلس مولد نے نفیاً تشبیہ دی ہے۔ جیسے جناب مولانا مفتی سید محمد اشرف صاحب لکھنوی نے اپنے فتوے میں لکھا ہے کہ:-

"چوں در بلاد ہند مشرکین جشن محفل سرود منعقد کنند و امراء توران و ایران و کفار ترک در تاریخ میلاد بزرگان خود جشن نمایند دریں دیار محفل میلاد نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در تاریخ میلاد نمودن تشبہ است الخ"

از فتح الموصد ص

حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ نے فتوے میں قیام مولد کی بابت فرمایا ہے کہ:-

"یا یہ وجہ ہے کہ روح پاک علیہ السلام کی عالم ارواح سے عالم شہادۃ میں تشریف لائی اس کی تعظیم کو قیام ہے تو یہ بھی محض حماقت ہے کیونکہ اس وجہ میں قیام کرنا وقت وقوع ولادت شریف کے ہونا چاہیئے۔ اب ہر

روز کرن سی ولادت مکرر ہوتی ہے۔ پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے نقل، کہ نقل شہادت اہلبیت ہر سال بناتے ہیں، معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے۔
براہین قاطعہ ص۱۴۸

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ نے وعظ شکر النعمۃ بذکر رحمۃ الرحمۃ میں فرمایا ہے کہ:۔

"ہندوستان کے مولود کی مثال تو شیعوں کی مجلس جیسی ہے۔ لکھنؤ میں محرم کے مہینہ میں جا بجا مجالسِ حسین ہوتی ہے، ایک شیعی شخص نے ایک سنی وکیل صاحب سے کہا کہ آپ مجلسِ حسین میں شریک نہیں ہوتے انہوں نے کہا کہ مجلسِ حسین تو میں نے آج تک یہاں کہیں ہوتے ہوئے نہیں سنی۔ اس نے کہا، واہ صاحب لکھنؤ میں خدا جھوٹ نہ بلا دے روزانہ پچاس جگہ تو مجلسِ حسین آج کل محرم میں ہوتی ہے۔ ان وکیل صاحب نے کہا کہ صاحب میں نے تو کہیں بھی مجلس حسین نہیں سنی اور اگر آپ کو میرا اعتبار نہ ہو تو تھوڑی دیر آپ یہاں تشریف رکھئے ابھی معلوم ہو جائے گا۔ تھوڑی دیر میں ایک شخص دعوت دینے آیا کہ فلاں صاحب کے یہاں آج مجلس ہے۔ وکیل صاحب نے پوچھا کہ بھائی کاہے کی، اس نے کہا فقیر بیگ کی۔ اس کے بعد دوسرا شخص آیا کہ فلاں رئیس کے یہاں رات کو مجلس ہے، انہوں نے

پوچھا کہ میاں کا ہے کی مجلس ہے۔ انہوں نے کہا شیر مال کی۔ تیسرا آیا
اس نے کہا کہ شیرینی کی۔ وکیل صاحب نے ان سے کہا کہ آپ نے
سن لیا، امام حسین کا تو کہیں بھی ذکر نہ آیا۔ کہیں شیر مال کی مجلس ہے
کہیں فیرنی کی، کہیں شیرینی کی ہے۔۔ بس یہی حال آجکل ہمارے
مجالس میلاد ہے کہ اکثر مٹھائی کی بدولت مجمع ہو جاتا ہے۔ اگر
مٹھائی نہ تقسیم ہو تو نہ کوئی پڑھے اور نہ کوئی سننے آئے۔ غلط کو
بھی دھوکہ دینا چاہتے ہیں کہ ہم ذکر رسول کر رہے ہیں۔" ص ۹

مولوی عبدالسلام صاحب ندوی نے اپنے مضمون "بدعت" میں تغیر مذہبی کے
سبب اختلاط مذاہب کے ذیل میں بحوالہ حجۃ اللہ البالغہ مثالاً لکھا ہے کہ:

"مثلاً مولود کے موقع پر یا رمضان کے زمانہ میں چراغاں کرنا اب تقریباً
ایک مذہبی شعار ہو گیا ہے۔ لیکن درحقیقت اس کا ایک دقیق سبب
ہے، اس قسم کی روشنی کی ابتداء برامکہ کے زمانہ میں ہوئی۔ اس زمانہ میں
شعبان کی پندرھویں شب کو ایک مبتدعانہ نماز پڑھی جاتی تھی۔ جس کو
الفیہ کہتے تھے اور اس کے لئے نہایت اہتمام کیا جاتا تھا، برامکہ
پہلے مجوسی مذہب رکھتے تھے اور آگ مجوس کا معبود ہے۔ اس بنا پر
انہوں نے قدیم مذہب کی محبت سے اس موقع پر آگ کو روشنی
اور چراغاں کی صورت میں اسلام کا بھی ایک شعار قرار دیا۔"

(پرچہ الندوہ جلد ۸ نمبر ۱۱ بابت نومبر ۱۹۱۱ء)

ان میں سے مولانا رشید احمد صاحبؒ کی تشبیہ پر مجوزین میلاد آج تک بہت

خفا ہیں۔ چنانچہ مولوی عبد السمیع صاحب انوار ساطعہ میں علامہ ابن جوزی کی طرف سے جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

خلاصہ یہ کہ امام القراء والمحدثین علامہ ابن جوزی اور جمیع اہل سنت والجماعت کا مشرب نہایت صاف اور تشبیہات کفریہ سے بالکل پاک ہے، ہاں یہ حضرات ایسی تشبیہات جنم کنہیا وغیرہ کی محفل پاک کی نسبت پیدا کرکے کچھ اپنی عاقبت بخیر ہونے کا سامان کر رہے ہیں۔ اگرچہ مجھ کو اکثر ہندیین کی تکفیر میں سکوت ہے۔ ہاں البتہ بعض اہل علم تحریر فرماتے ہیں کہ ایسی تشبیہ دینے اور محفل ذکر پاک سید الابرار کو اس قسم کی اہانت اور استحقار کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

لیکن میرے خیال میں تشبہ بالنصاریٰ، تشبہ بالیہود، تشبہ بالروافض، تشبہ بالمجوس سب کی جب ایک حقیقت تشبہ بالکفار ہے تو علامہ ابن جوزی کو بری کرنا اور مولانا رشید احمد صاحب کو کافر بنانا بعید از انصاف ہے۔ بلکہ سچ پوچھئے تو ثبوت کا پہلو علامہ ابن جوزی اور خود مولوی عبد السمیع صاحب ہی کی طرف ہے، مولانا رشید احمد صاحب کی طرف تو نفی کا پہلو ہے، وہ بھی خود بعض مجوزین مولد کے ہندوانہ یا رافضیانہ طرز عمل کی بنا پر ہے اور ظاہر ہے کہ ناپاک نسبت پیدا کرنے، اہانت و استحقار کرنے کا جرم ثبوت و عمل میں ہوگا نہ کہ نفی و منع میں۔

فعلاً، مولوی عبد السمیع صاحب کے قول کے مطابق ملوک مصر و اندلس و مغرب نے ابتدا کی اور انتہا اہل ہند کی قسمت میں لکھی تھی، چنانچہ ہیئت میلاد میں ان کی مجلس مولد کی صورت و کیفیت دیکھئے جس میں درحقیقت اغیار کی تقریبات کا پورا پورا

تھا کہ موجود ہے پس اگر اس کے فاعل کی بدولت ایسی مجلس کو ہنود کے سانگ کنہیا یا روافض کے نقل شہادت اہلبیت سے کوئی مشابہ کہہ دے تو اس میں فاعل کا قصور ہے نہ کہ تشبیہ دینے والے کا۔

بلحاظ بانی مجلس یعنی مولود کرنے والوں کے لحاظ سے بھی مجلس میلاد میں بہت سے تغیر و تبدل ہوئے ہیں۔ شروع میں لوگ تنہا بلا شرکت غیرے مولود کرتے تھے، مگر اب تو لوگ چندے سے بھی کرنے لگے ہیں اور رسول کے علاوہ عورتیں حتیٰ کہ رنڈیاں تک مولود کرتی ہیں، پرانے مجوزین کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مولود کرنے والے حاضرین کو کھانا بھی کھلاتے تھے، فقراء و مساکین کو صدقہ و خیرات بھی دیتے تھے، لیکن اس زمانہ میں عموماً اطعام طعام و خیر خیرات کا پتہ نہیں، ہاں صرف شیرینی تقسیم کرنے کی رسم جاری ہے اور اب مولود کرنے والوں کے ذمہ مٹھائی کا ٹیکس ایسا واجب الادا ہے کہ بلا مٹھائی کے مولود ہو ہی نہیں سکتا وہ غریب چاہے خود فاقہ مست ہو اور اُسے قرض ہی لینا پڑے مگر رواج عام اور شرما حضوری کا ناس ہو کہ اس کی بدولت مٹھائی ضرور تقسیم کرتا ہے، دولت مندوں کو دیکھا ہے کہ دیگر دینی ضروری کام درپیش ہیں، لیکن وہ اس کی پروا نہیں کرتے اور بڑے دھوم دھام سے مولود کر کے مٹھائی تقسیم کرتے ہیں۔

بلحاظ مولود خواں معلوم نہیں کہ عمر بن موجد کے ہاں موصل والی مجلس مولود میں میلاد خواں کون اور کس حیثیت کے تھے۔ ہاں سلطان اربل کے ہاں مجلس میں اتنا پتہ چلتا ہے کہ مولود خواں علامہ ابن المفضل کی طرح صاحب تقریر تو تھے۔ لیکن عالم تھے اور ابتدا میں پڑھنے والے اہل علم نیز

مرد ہوتے تھے، وہ مولود کو بطور پیشہ نہیں پڑھتے تھے لیکن بعد کو خصوصاً ہندوستان کے مولود خوانوں نے میلاد خوانی کے ہر شعبہ میں خوب ترقی کی، چنانچہ گیارہویں صدی ہجری کا واقعہ ہے جسے خود مولوی عبدالسمیع صاحب نے نقل کیا ہے کہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ متوفی ۱۰۳۴ھ کے زمانے میں۔

کسو نے تالی بجا بجا کر اور قواعد موسیقی و نغمات کی رعایت سے مولود پڑھا تھا: انوار ساطعہ ص۲۵۳۔

اور اب اس زمانہ میں تو اس کی ترقی کی حد ہو گئی۔ میلاد خوانی کے لیے نہ تو شریعت کی پابندی اور دینداری کی ضرورت ہے، نہ علم کی حاجت ہے، نہ مرد کی خصوصیت ہے، نہ خلوص کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پڑھنے والوں کی صورت اور سیرت اکثر خلاف شریعت نظر آتی ہے، کسی کے سر پر انگلش فیشن بال ہیں، کسی کی مونچھیں بڑی ہیں، کسی کی داڑھی صاف ہے، کوئی بے نمازی ہے، کوئی تارک جماعت ہے، کوئی تاڑی پیتا ہے کوئی شرابی ہے، کوئی جواری ہے، کوئی گانے بجانے کا پیشہ کرنے والا ہے۔ غرض طرح طرح کے فسق و فجور میں مبتلا ہیں۔ مگر مجلس میلاد میں بڑے شان و تجبر سے تخت پر بیٹھتے ہیں۔

جہالت کا یہ عالم ہے کہ نہ عربی آتی ہے، نہ فارسی۔ مولود خوانی کے لیے بس اردو دانی کافی ہے وہ بھی اگر نثر پڑھنی ہو ورنہ نظم میں تو اردو دانی کی بھی حاجت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک نہیں سینکڑوں جاہل ناخواندہ حرف ناشناس بھی بڑی شان سے مولود خوانی کرتے ہیں۔

ایک خصوصیت اکثر مولود خوانوں کی یہ بھی ہے کہ یہ لوگ عموماً مجلس کا رنگ دیکھتے ہیں، شریعت کے مطابق نہیں بلکہ بانی مجلس و حاضرین محفل جیسے ہوتے ہیں ان کی مرضی

کے موافق بیان کرتے ہیں۔ مرزا پور کے ایک خان بہادر صاحب کے ہاں ایک دفعہ ایک بدایونی مولانا نے مولود پڑھا، سامعین میں کچھ شیعہ اور ان کے ایک بنارسی مولوی بھی تھے جنہیں خوش کرنے کے لئے جناب مولانا نے شروع سے آخر تک شیعوں ہی کا صد ہا بار مسدس پڑھا اور صرف حضرت علی حضرت فاطمہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کا رقت آمیز تذکرہ کیا وہ بھی اس قدر غلط اور مبالغہ آمیز کہ پس پشت ایک بنارسی شیعہ مولوی نے بھی تکذیب کی۔

اسی طرح ان ہی خان بہادر کے ہاں ایک مرتبہ صوبۂ بہار کے ایک مشہور شاہ صاحب نے مولود پڑھا اور شیعوں سے اپنے حسن بیان کی داد حاصل کرنے کیلئے سارے میلاد میں برابر حضرت علی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بڑے القاب و آداب کے ساتھ فضیلت بیان کرتے رہے اور دیگر صحابۂ کرام میں سے صرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا محض بہ لفظ عمر نام لیا وہ بھی بیان فضیلت کیلئے نہیں بلکہ ضمن واقعہ میں نام آ گیا تھا۔

ان میں سے بعض لوگ جب فضیلت بیان کرنے لگتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خدا تک بنا دیتے ہیں۔ جون پور میں ایک جگہ وہاں کے مشہور مولود خواں کو میں نے سنا کہ مولود پڑھنے بیٹھے، تو حضور صلعم کی فضیلت میں آپ کو عالم الغیب بتاتے ہوئے وہابیوں کو گالی دیتے جاتے اور حضور صلعم کا جب نام لیتے تو کہتے تھے خدا کے محبوب علام الغیوب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو مجھے اُن کی اس جہالت پر بڑی حیرت ہوئی کہ ایک عالم الغیب سے دو عالم الغیب تو بنائے ہی تھے اب ان لوگوں نے علام الغیوب بھی دو بنا ڈالے۔

بعض ایسے کورے ہوتے ہیں کہ انہیں اُردو بھی نہیں آتی لیکن اردو رسالوں کا ایک بستہ لے کر مجلس میں بڑے شوق کے ساتھ مولود پڑھنے بیٹھ جاتے ہیں، بعض تنہا

پڑھتے ہیں بعض شعرواشعار پڑھنے والوں کے ساتھ مل کر آواز ملاتے ہیں بعض
جگہ یہ بھی ہوتا ہے کہ ملکر پڑھنے والی متعدد جوڑیاں جمع ہوجاتی ہیں پھر آپس میں خوب مقابلہ
کی ٹھہرتی ہے یہ بھی دیکھا ہے کہ آواز پڑھنے کے خیال سے بعض شوقین خوش آواز شراب پی
کر مولود پڑھنے آتے ہیں یہ بھی سنا ہے کہ کہیں پڑھتے پڑھتے تھک گئے تو جاکر تاڑی
پیتے ہیں اور آکر پھر آواز ملانے لگتے ہیں، ان میں سے کوئی اپنے کو مداح نبی کہتا ہے، کسی
نے دروازے پر مداح رسول لکھ رکھا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خلوص کی یہ حالت ہے کہ بنتے تو ہیں شاہ، مجذوب، محب نبی، عاشق رسول
مداح نبی، مداح رسول، لیکن مولود خوانی کو پیشہ بنا رکھا ہے۔ تنہا پڑھنے والے تو
بلا شرکت غیرے اجرت پاتے ہیں اور ٹولی والے آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں، یہ لوگ،
اپنا پیشہ چمکانے کی غرض سے سارے ہندوستان کا اپنے آپ کو کبھی طوطی مشہور
کرتے ہیں کبھی بلبل کہتے ہیں، کبھی قمری بنتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اگر ان کا تماشہ دیکھنا ہو
تو ربیع الاول یا محرم کے شروع عشرہ میں بمبئی جائیے اور دیکھئے کہ اس موسم میں برساتی
مینڈکوں کی طرح یہ کس کثرت سے وہاں ابل پڑتے ہیں۔

ان پیشہ وروں کو میں نے یہاں تک دیکھا ہے کہ بعض نے رنڈی کے ہاں مولود
پڑھا اور پڑھوائی میں مجرا سنا، باز پرس پر وہابی کہہ کر خاموش کر دیا گیا۔ کاش مولود خوانی
کی اجرت اور مٹھائی بند ہو جاتی، تو ان پیشہ ور میلاد خوانوں کے دعوی محبت اور عشق
رسول کا پتہ چل جاتا۔ غرض مجلس مولود نے مولود خوانوں کے لحاظ سے چودھویں صدی
ہجری میں کافی ترقی کی ہے اور امید ہے کہ آئندہ ابھی اور ترقی ہوگی۔

بلحاظ سامعین | معلوم نہیں عمر بن محمد موصلی کی مجلس میں کون اور کس قسم کے لوگ

شریک ہوتے تھے، البتہ سلطان اربل کی مجلس کی بابت مولوی عبدالسمیع صاحب نے انوار ساطعہ میں بحوالہ سبط ابن الجوزی لکھا ہے۔

وکان یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیۃ" ص۱۴۴

بڑے بڑے علماء اور مشائخ صوفیہ مولد شریف میں حاضر ہوتے تھے اور اوپر بحوالہ وفیات الاعیان لابن خلکان ہیئت میلاد کے ذیل میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ علماء و صوفیہ کے علاوہ واعظین حفاظ، شعراء، اور گانے بجانے، رقص کرنے والے بھی ہوتے تھے۔ امراء، غرباء، فوجی وغیرہ مزید براں۔ اور اب اس زمانہ میں تو عجیب حالت ہے جس کی مولوی عبدالسمیع صاحب کو بھی شکایت ہے کہ:۔

"زمانہ سلف میں جو محفلیں ہوتی تھیں ان میں لکھا ہے کہ یحضر فیہ اعیان العلماء ومشائخ الطریقۃ ویکون فیہ اجتماع الصالحین اور اس زمانہ میں آدمیوں کی صلاحیت اور عشق الٰہی اور تقویٰ اور اجتناب مناہی کا حال معلوم۔" (انوار ص۱۲)

سچ ہے جہاں دیکھئے مجالس میلاد میں علماء، مشائخ، صلحاء کے بجائے عموماً دین و شریعت سے آزاد عوام ہی کی تعداد ہوتی ہے، زیادہ تر لوگ مٹھائی کے لالچ سے آتے ہیں یہ لوگ عموماً قریب ختم پہنچتے ہیں۔ ان کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی کہ مولود کرنے والا امیر ہے یا غریب، مٹھائی حلال روپے کی ہے یا حرام کی۔ ان کو صرف مٹھائی سے مطلب ہوتا ہے، عورتیں الگ پچھلے دوسرے حصہ کی منتظر بیٹھی رہتی ہیں، جن کے ساتھ کئی بچے ہوتے ہیں وہ خوب حصہ وصول کرتی ہیں۔ نوخیز لڑکوں کے علاوہ جو مرد بھی دو چار بار حصہ حاصل کرنے کے مشتاق ہوتے ہیں وہ مزے میں رہتے ہیں۔ مرزاپور میں ایک خان

صاحب کے ہاں ایک دفعہ تقریباً ایک ہزار روپے کا خرچ میلاد میں ہوا تھا ساسمیں شیشے کی تشتریوں میں حلوہ سوہن کی ٹکیاں تقسیم ہوئی تھیں ختم پر دیکھا گیا کہ بعض مہذب قسم کے لوگ بھی دو دو چار چار حصے لینے سے نہ چوکے، اور سینکڑوں آدمیوں کے اچھے جوتے الگ غائب ہو گئے، سب سامعین زمین پر، لیکن طرائفیں الگ گول کمرہ میں گدیوار کرسیوں اور کوچ پر بیٹھی تھیں۔

کئی جگہ ایک ہی وقت میں اگر مولود ہو تو جہاں مٹھائی زیادہ ملنے کی امید ہوتی ہے وہاں زیادہ اور جہاں کم ملنے کی امید ہوتی ہے وہاں کم جاتے ہیں، حصہ کم یا بالکل نہ ملنے پر میں نے یہ بھی سنا کہ واپسی میں وہ لوگ بانی مجلس اور تقسیم کنندہ کو خوب خوب صلواتیں سناتے جاتے ہیں۔ اگر مولود کرنے والے مٹھائی تقسیم کرنا بند کر دیں تو پھر دیکھئے کہ مجلس مولود شریف میں کتنے عاشقان رسول حاضر ہوتے ہیں، الغرض اس میں کچھ شک نہیں کہ مروجہ مجلس مولود نے سامعین وحاضرین کے اعتبار سے بھی کافی "ترقی" کی ہے۔

بلحاظ کتب میلاد پہلے کئی بار لکھا جا چکا ہے کہ مولود کی پہلی کتاب اول عربی میں ابن وحیہ اندلسی نے ۶۰۴ھ میں لکھی تھی، جس پر سلطان اربل سے انہیں ایک ہزار اشرفیاں انعام میں ملی تھیں، پھر بعد کو بہتوں نے عربی، فارسی ترکی، اردو وغیرہ میں بھی مولود کی بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں تصنیف و تالیف کیں مولوی عبدالسمیع صاحب بھی انوار ساطعہ میں لکھتے ہیں:۔

وہیں اسی طرح وہ جو روایتیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ شریف کے باجتہ اور روتاریخ میلاد و رضاع وغیرہ کی بابت صحابہ میں متفرق منتشر تھیں ایک وقت وہ آیا کہ محدثین کے دل میں آیا ان کو ایک جگہ جمع کر دیجئے تب

محدثین نے ان کو جمع کیا وہ رسالے بن گئے، سینکڑوں رسائل میلادیہ تصنیف
ہوگئے۔ ان میں جملہ مولد شریف حافظ شمس الدین محدث دمشقی کا ہے مورد
الصادی فی مولد الہادی۔ اور لکھا محمد بن عثمان لؤلؤی دمشقی نے
الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم اور لکھا امام القراء والمحدثین
ابن جزری نے عرف التعریف فی مولد الشریف اور لکھا مجد الدین
صاحب قاموس نے نفحات العنبریہ فی مولد خیر البریہ۔ سب
کا نام لکھنا طول کو پہنچانا ہے۔ غرضیکہ علامہ سخاوی اور ابن حجر وغیرہ محدثین
ہر کسی نے شریک ہونا اس خیر میں اور جمع کر دینا اس قسم کی روایات ایک
الفاظ پاکیزہ اور ترکیب نفیس میں نظماً و نثراً اپنی مایہ سعادت سمجھا، اور پڑھے
جانے لگے وہ رسائل محافل میں۔ پھر فارسی زبان میں اور بلاد روم میں
ترکی زبان میں اور ہندوستان میں ہندی زبان میں ترجمہ ہو کر
پڑھے جانے لگے ص۱۵۳۔

لیکن مولوی صاحب شاید یہ لکھنا بھول گئے کہ اس کی ابتدا عالموں نے کی تھی اور انتہا
جاہلوں پہ ہوئی، شروع میں روایات ضعیفہ کم درج ہوتی تھیں اور اب ضعیف بلکہ
موضوع روایتوں کی بھرمار ہے، یقین نہ آئے تو مولود سعیدی، مولود سعدی، مولود شہیدی
وغیرہ رسائل میلادیہ ملاحظہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کو کہ انہوں نے
سیرت النبی جلد سوم طبع دوم میں "معجزات نبوی کے متعلق غیر مستند روایات" کے
ذیل میں اس پر خوب بحث کی ہے اور صفحہ ۵۷ سے ۱۱۷ تک تقریباً ان تمام روایتوں

کی اچھی طرح پردہ دری کی ہے جن سے مولود کے یہ اردو رسائل بھرے ہوئے ہیں اور جنہیں جاہل مولود خواں شوق سے پڑھتے ہیں اور عوام ذوق سے سنتے ہیں، بلکہ ان رسائل میلادیہ و معراجیہ میں ان سے بھی زیادہ جھوٹی بلکہ شرمناک روایتیں موجود ہیں انھیں نقل کرنا فضول ہے، رسائل عام ہیں جس کا جی چاہے دیکھ کر تصدیق کرلے۔

وہ تو نثر کی ترقی کا حال تھا اور نظم میں ترقی کا یہ عالم ہے کہ ایمان والوں کے لئے "نعوذ باللہ" پڑھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ چوتھی صدی ہجری کا واقعہ ہے جو موضوعات علی قاری مطبوعہ دہلی ص۱۰ میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ بغداد میں کسی واعظ نے حدیث بیان کی کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضور صلعم کو عرش پر اپنے ساتھ بٹھائے گا۔ امام ابن جریر طبری نے سنا تو برہم ہو کر اپنے دروازہ پر لکھ دیا "خدا کا کوئی ہمنشین نہیں" لیکن آج میلاد اور معراج کی مجلسوں میں جس مولود خواں کو دیکھئے مولود سعدی، مولود سعیدی گلدستہ معراج کا یہ شعر ؎

خدا رخ سے پردہ اٹھاتا ہے آج محمد کو جلوہ دکھاتا ہے آج
دکھاتا ہے کیا مرتبہ قرب کا! کہ زانو سے زانو ملاتا ہے آج

پڑھ کر روزانہ حضور صلعم کو خدا کا ہمنشین بناتا ہے اور کسی کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی یہ تو حضور صلعم کو نہایت بدتمیزی کے ساتھ خدا کا ہم نشین بنانے کا شعر تھا اب حضور صلعم کو خدا بنانے کا شعر بھی سن لیجئے۔ جونپور کے ایک مولود خواں کو بارہا مجلس میلاد میں یہ شعر پڑھتے ہوئے خود میں نے سنا ہے ؎

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا تھا مدینہ میں مصطفےٰ ہو کر

اسی طرح مولود شہیدی کے مصنف غلام امام شہید نے بھی حضور صلعم کو تخمس میں خدا بنایا ہے اور مولود خواں اس کو اکثر پڑھا کرتے ہیں، تخمس کا وہ خاص شعر یہ ہے ۔

فرماتا ہے تجھ سے خدا دل میں رکھو اپنے خودی — تیری نگین طبع پر میری حقیقت ہے کھدی

جب علین وحدت کی صفت خلق نے اپنے تجھ کو دی — من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی

تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ نے التبلیغ کے تیسرے وعظ شکر النعمہ کے صفحہ میں بیان فرمایا ہے کہ :-

"کسی شاعر نے آپ کی نعت لکھنے کے لیے خیالی سیاہی تیار کی ہے، تو اس کے لیے دیدۂ یعقوب کو کھرل بنایا ہے[1]۔ استغفر اللہ یعقوب علیہ السلام کی شان میں کس قدر گستاخی ہے، کسی دوسرے شاعر نے اس کا خوب جواب دیا ہے ۔

ابھی اس آنکھ کو ڈالے کوئی پتھر سے کچل — نظر آتا ہے جسے دیدۂ یعقوب کھرل

توبہ ہے یوں جو کہیں چشم نبی مستعمل

کوئی تشبیہ نہ تھی اور نصیبا جہل"

پھر صـ۹ پر لکھا ہے کہ :-

"امیر خسرو کی غزل جو کسی محبوب مجازی کی شان میں ہے تضمین کر کے اسکے

---

[1] وہ شعر یہ ہے ۔

دو شنائی بھی بنا لیجیے اگر ہے منظور — پھر نہیں ملنے کا جبریل امیں سا مزدور

پیسنے کے لیے جو دیدۂ یعقوب کھرل

اس کو حضورؐ کی نعت میں پڑھتے ہیں، جس میں یہ مصرعہ بھی ہے ؎

اے نرگس زیبائے تو آوردہ رسم کافری

اسی طرح اور لوگوں کے بھی بہت سے اشعار ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں :-

شب وروزاں کے ماہ نزاد دنکا گہوارہ جنبانا تھا ۔۔۔ عجیب ڈھب یاد تھا روح الامین کو بھی خوشامد کا

پئے تسکین خاطر صورت پیراہن یوسفؑ ۔۔۔ عدم کو جو بھیجا حق نے سایہ رکھ لیا قد کا

طواف کعبہ مشتاق زیارت کو بہانہ ہے

کوئی ڈھب چاہیئے آخر رقیبوں کی خوشامد کا

بر آسمان چہارم مسیح بیمار است ۔۔۔ تبسم تو برائے علاج درکار است

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے

جو کچھ مجھے لینا ہے لے لوں گا محمدؐ سے

بعض خدا ترس مجوزین میلاد بھی اس شکایت میں میرے ہم زبان ہیں، مثلاً حافظ عبد اللہ صاحب کان پوری مرحوم نے مجموعہ مولود شریف میں تحریر کیا ہے :-

"اب اس زمانہ کے شاعر بڑی بے ادبی اور نہایت گستاخی کرتے ہیں۔ اپنے اشعار کے اندر کہیں مجبت، کہیں مست شراب، کہیں چیر را کہتے ہیں اور حضورؐ کی آنکھوں کو غضب اور جادو گر اور شوخ اور کافر بتاتے ہیں اور کوئی بدیاک حضورؐ کو تنہا کہتا ہے۔ کوئی کہتا ہے خدا تو محمد ہوا اور محمد خدا ہو گیا، خدا بدن ہو گیا اور محمدؐ جان ہو گئے، کوئی خدا کو دولہا اور محمد کو دلہن سے تشبیہ

ؔ چنانچہ مولود کی مشہور کتاب شمع لا ہوت بزم ملکوت کے ۳ پر ہے ؎ ۔

خبر لیجیو موری علی جی کے بھیا ۔۔۔ کالی کملی والے کنھیا

دیتا ہے، کوئی محمد کو بعینہٖ خدا بتاتا ہے، کوئی کہتا ہے کہ مجھ کو اللہ میاں نے بدولت گناہ کرنے کے بخشا، کوئی کہتا ہے کہ میں تو محمد کا عاشق ہوں اور خدا کا رقیب ہوں ۔ صفحہ ۔

اور حاشیہ میں لکھا ہے :-

بعض شعراء نے بے ادب نے آپ کی شانِ مبارک میں مثل لفظ جاناں و دلبر یا ستمگر باندھا ہے، کسی نے رہزن، سفاک، غارتگر، جلاد، بے مہر، رہزن ۔ خدا کی پناہ کیا بیباکی ہے، شعر درست ہو جائے، ایمان رہے یا جائے کچھ پروا نہیں اور غضب تو یہ ہے کہ جن اشعار میں یہ لفظ ہیں ان کو مولود خواں پڑھا کرتے ہیں ۔

ہو دیکھو حضرت خضرؑ اور جبرئیل امینؑ اور یعقوبؑ و موسٰیؑ کی شان میں شعراء نے کیسے کیسے الفاظ تحقیر و بے ادبی کے اپنے شعر میں کہے ہیں، کوئی کہتا ہے شعر

حضرت خضرؑ ذرا عشق میں مر کر تو دیکھیں

کوئی کہتا ہے کہ حضورؐ کی نعت لکھنے کے واسطے سہ

روشنائی بنا لیجئے اگر ہے منظور پھر نہیں ملتے کا جبرئیل امیں سا زردور
پیسنے کے لئے جو دیدۂ یعقوبؑ کھرل

بعض نسخہ میں ہے ۔ شعر

دیدۂ حضرت موسٰیؑ ہوا پہ زور کھرل

خدا کی پناہ ایسی حمد و نعت کو کہ جس میں انبیاء کی نسبت بے ادبی اور استخفاف

نشان لازم آوے خاک ثواب ہوگا بلکہ یہ تو گناہ کبیرہ ہے اور قائل ایسے اشعار کا بیشک کافر ہو جاتا ہے کیا عرض کیا جائے مولود شریف کی جس کتاب کو دیکھئے بجز چار پانچ رسالوں کے سب میں کچھ نہ کچھ سقم اور قابلِ اعتراض موجود ہے مثلاً مولود شریف جدید مؤلفہ صحرائی بیان معراج شریف میں یہ اشعار موجود ہیں جن کو اکثر مولود خواں پڑھا کرتے ہیں ؎

دیوانہ زلف تھا سلیمان — اور عشق میں مو ہو پریشان

یونس بھی جو منتظر کھڑا تھا — مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا

تھا تشنہ لبی سے خضر بیتاب — دیدار سے ہو گیا وہ سیراب

اور نوحؑ غریقِ لجّہ غم — دیکھ اس کو ہوا خوشی سے توام

یعقوبؑ کو جو دیا دکھائی — بینائی چشم پھر کے آئی

یوسفؑ جو کھڑا تھا پیشتر سے
دیکھا اسے چاہ کی نظر سے

مقام غور ہے کہ یہ الفاظ اولی العزم بزرگ کی نسبت نکالنا بے ادبی ہے کہ کھڑا ہوا تھا اور تڑپ رہا تھا چہ جائیکہ انبیاء علیہم السلام کی ذواتِ مقدسہ پر جو مورد وحی الٰہی اور تمام جہان سے افضل ہیں۔ الخ" صفحہ ۴۶"

چودھویں صدی ہجری میں مولود کی برکت سے نعت گوئی کا یہ مختصر نمونہ ہے جس میں خدا کی توہین، فرشتوں کی توہین، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین، دیگر انبیاء علیہم السلام کی توہین صاف موجود ہے۔ اس طرح مجلسِ میلاد نے بہ لحاظ کتبِ میلاد نثر میں بھی اور نظم میں بھی پہلے سے اب بہت کچھ ترقی کی ہے، میلاد کے مجوزہ اکثر علماء کے سکوت، مولود خوانوں کے

جہل سامعین کی بدمذاقی کا اگر یہی حال رہا تو آئندہ خدا جانے کیا کیا "ترقی" اور ہو گی۔

بلحاظ استدلال خوب یاد ہے کہ احکام شرعیہ جن ادلہ شرعیہ سے ثابت ہوتے ہیں وہ صرف چار ہیں، قرآن، حدیث، اجماع، قیاس، جیسا کہ کتب اُصول میں مصرح اور عند الفریقین مسلم ہے، اب سنئے! کہ مروجہ مجلس مولد کے جواز پر مجوزین میلاد نے سابق زمانہ میں بھی استدلال کیا تھا اور زمانۂ حال میں بھی استدلال کرتے ہیں۔ زمانۂ سابق میں عمر بن محمد موصلی موجد اور سلطان اربل مروج کے وقت میں معلوم نہیں جائز کہنے والوں نے کس چیز سے استدلال کیا تھا۔ لیکن علامہ ابو شامہ کے قول "ومن احسن البدع ما ابتدع فی زماننا ھذا الخ" سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ قرآن، حدیث اجماع سے استدلال نہ کیا ہوگا۔ ہاں بعد کو علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے بجواب علامہ تاج الدین فاکہانیؒ حسن المقصد میں صاف لکھا کہ:۔

لیس فیہ نص ولکن فیہ قیاس — جواز مولد میں نص نہیں، صرف قیاس ہے۔

اور قیاس بھی کس کا؟ ائمہ مجتہدین کا نہیں بلکہ بعض علماء غیر مجتہدین کا قیاس ہے جن میں حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ جلال الدین سیوطی کا سب سے پہلے نام لیا جاتا ہے اور ان ہر دو بزرگوں کا شمار مجتہدین میں نہیں ہے۔ مجوزین میں مشہور ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے جواز مجلس مولد پر حدیث صوم عاشورہ سے بطور قیاس استدلال کیا ہے لیکن اس استدلال کو علامہ جلال الدین سیوطی نے حافظ ابن حجرؒ متوفی ۸۵۲ھ کی طرف اور علامہ زرقانی نے ابن رجب متوفی ۷۹۵ھ کی طرف منسوب کیا ہے، نہ معلوم دونوں میں سے کس کی بات زیادہ صحیح ہے۔ اور لطف یہ کہ اس استدلال کا پتہ بجز ناقلین کے نہ ابن حجر کی کتابوں میں ہے،

نہ ابن رجب کی تصانیف میں، ہاں علامہ جلال الدین سیوطی نے خود جو بطور قیاس استدلال کیا وہاں کی کتاب میں موجود ہے، جس کی بابت انہوں نے لکھا ہے "ولیس فیہ نصٌ ولکن قیاسٌ علی الاصلین"، کہ ثبوتِ مجلس مولد میں نص نہیں، صرف قیاس ہے۔ دو اصلوں پر، اس میں سے ایک اصل تو وہی ابن حجر والی حدیث صوم عاشورہ ہے۔ دوسری اصل جو علامہ سیوطی نے تلاش کر کے نکالی ہے وہ حدیث عقیقہ ہے۔ لیکن اس قیاس و استدلال کی صحت میں بھی علماء کو کلام ہے۔ چنانچہ مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنیؒ نے براہین قاطعہ میں اس پر کافی بحث کی ہے۔

یہ تو قدیم مستدلین کا حال تھا کہ ابن حجر نے ابتدا کی اور علامہ سیوطی نے اس پر ایک اصل کا اضافہ کیا۔ پھر متاخرین مجوزین نے بھی کچھ ترقی دی، چنانچہ الدر المنظم میں مولینا سلامت اللہ صاحب کا قول منقول ہے وہ حافظ ابن حجر اور علامہ سیوطی کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

"وراقم الحروف بر دو اصل دیگر ظفر یافتہ"

پھر دونوں اصلوں کو لکھا ہے، اصل اوّل میں حدیث صوم یوم الاثنین سے اور اصل دوم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس اثر سے قیاس کیا ہے جس میں آیۂ تکمیل دین کے یوم نزول کو عید بنانے کے متعلق کسی یہودی سے آپ سے گفتگو کی ہے، میرے خیال میں حافظ ابن حجر اور علامہ سیوطی کے قیاس کی صحت سے مولانا سلامت اللہ صاحب کے قیاس کی صحت زیادہ مشتبہ ہے لیکن اس وقت میری حیثیت ناقد اور مناظر کی نہیں بلکہ مورخ کی ہے، لہٰذا میں حدِ تاریخ سے آگے قدم رکھنا نہیں چاہتا، غرض اب تک استدلال میں محض قیاس غیر مجتہدین پر قناعت تھی، صرف اصلوں میں اضافہ ہوتا رہا لیکن مولوی عبد السمیع

صاحب نے انوار ساطعہ میں جہاں لکھا ہے کہ "سلطان اربل کے وقت میں مجتہدین فی المسائل موجود تھے بعض ان میں سے اپنے اوپر تقلید ائمہ کی واجب نہ جانتے تھے۔"
وہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ:-

"اس وقت جمیع علماء نے سوائے شیخ تاج الدین کے محفل مولد شریف کو مع اطعام طعام و تعیین یوم میلاد وغیرہ جائز رکھا پس ان خصوصیات کی اسناد بھی مجتہدین تک پہنچ گئی۔" صفحہ ۱۱ –

اسطرح مولوی صاحب نے مروجہ مجلس مولود کو ثابت کرنے کیلئے غیر مجتہد کے اوپر مجتہد فی المسائل بلکہ مجتہد مطلق تک ترقی کرنے کی کوشش کی یعنی قیاس غیر مجتہد پہ قیاس مجتہد کا اضافہ کیا پھر اور مجوزین کی کتابیں دیکھئے اور ان کی وہ دلیلیں ملاحظہ فرمایئے جو بغرض رد مخالفین انکی کتابوں میں منقول ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے لوگوں نے اجماع، بلکہ حدیث اور قرآن تک سے بھی مروجہ مجلس مولد کو ثابت کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ غور فرمایئے امام المجوزین علامہ سیوطی تو فرمائیں "لیس فیہ نص" اور ہمارے زمانہ کے مجوزین، ادلہ اربعہ شرعیہ پیش کرتے ہیں۔ پس اس میں کچھ شک نہیں کہ مروجہ مجلس مولد نے بلحاظ استدلال بھی سابق سے حال میں کافی ترقی کی ہے۔

بلحاظ عقیدہ مروجہ مجلس مولد کے متعلق متعدد عقیدے ہیں۔ بعض کو مختصراً لکھتا ہوں:-

عقیدہ (۱) "مجلس میلاد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے ہیں"
مجلس میلاد جب ایجاد ہوئی اس وقت یہ عقیدہ کسی کا نہ تھا، پھر معلوم نہیں اس عقیدہ کی ابتداء کب ہوئی۔ مگر ہاں قاضی شہاب الدین دولت آبادی (متوفی ۸۴۹ھ) کی عبارت

سے جو بحث قیام میں نقل ہوگی، اتنا پتہ چلتا ہے کہ نویں صدی ہجری میں اس عقیدہ کا وجود تھا، اور متاخرین مجوزین میں سے مولانا محمد بن یحییٰ حنبلی مفتی حنابلہ کے کلام سے اسے بھی بحث قیام میں نقل کروں گا، معلوم ہوتا ہے کہ ان کا بھی یہی خیال تھا، مولوی عبد السمیع، صاحب انوار ساطعہ، مولوی محمد اعظم، صاحب فتح الودود وغیرہ کی تحریروں سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے۔ اور اب ہندوستان کے جہلا میں یہ طریقہ عام ہو رہا ہے۔

مجھے اس وقت اس سے بحث نہیں کہ یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط، لیکن معتقدین سے اتنی شکایت ضرور ہے کہ اس عقیدہ کے ثابت کرنے کے لئے وہ منکرین کے مقابلہ میں جو کہہ دیا کرتے ہیں، کہ جب خدا نے شیطان کو اتنی قوت دی ہے کہ وہ آنِ واحد میں دور و نزدیک پہنچ جاتا ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی اس قوت کا ہونا اور ایک وقت میں اکثر جگہ مجالس میلاد میں پہنچنا کونسی بڑی بات ہے۔ میں کہتا ہوں اس سے قطع نظر کہ یہ دلیل کیسی لچر اور پوچ ہے، یہ امر کس قدر قابل افسوس ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو مردودِ خدا کی نجس ذات پر قیاس کیا جاتا ہے یہ بڑی جرأت ہے۔

عقیدہ کا (۲) "مجلسِ میلاد سے خیر و برکت ہوتی ہے"؛

اس میں کوئی شک نہیں کہ بالاتفاق آپ کے دیگر اذکار کی طرح آپ کا نفسِ ذکر ولادت بھی موجب خیر و برکت ہے لیکن یہ کہ مروجہ مجلس مولد بھی باعث خیر و برکت ہے غالباً ایجاد میلاد کے وقت یہ کسی کا خیال نہ تھا، پھر معلوم نہیں اس کی ابتدا کب ہوئی؟ ہاں محدث ابن جوزی نے اپنے رسالہ مولد شریف میں لکھا ہے کہ مجلس میلاد کرنے والے

ینالون بذلک اجراً عظیماً ۔ اس سے اجر جزیل اور فوز عظیم کو پہنچتے

وخزنا اعظيما دسما جرب عن ذلك انه وجد فی ذالك العام کثرة الخیر والبرکة مع السلامة والعافیة دوسعة الرزق وزدیاد المال والاولاد والاحفاد ودوام الامن فی البلاد والامصار والسکون والقرار فی البیوت والدار ببرکة مولد النبی صلی اللہ علیه وسلم

ہیں اور مجرب ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مولد کی برکت سے اس سال میں خیر وبرکت وسلامت وعافیت فراخی رزق و زیادتی مال واولاد اور شہروں میں امن وامان اور گھروں میں سکون وقرار پایا جاتا ہے یہ برکت مولد شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

منقول از درالمنظم ص۴۳

شمس الدین ابن جزری مقری نے بھی لکھا ہے کہ :-

الجرب من خواصه انه امان تام فی ذلك العام وبشری تعجیل بنیل ما ینبغی ویرام (ایضاً ص۴۳)

عمل مولد کے مجرب خواص سے یہ بھی ہے کہ اس سال بلاؤں سے امن وامان رہتا ہے اور مقصود کے جلد حاصل ہونے کی بشارت ہوتی ہے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بھی ما ثبت بالسنۃ میں قریب ایسا ہی لکھا ہے ص۸۱ غرض یہ خیال ابن جوزی اور ابن جزری کے وقت میں موجود تھا، پھر رفتہ رفتہ یہ خیال عام ہوتا گیا حتیٰ کہ اب بعض مجوزین نے اسی بناء پر مجلس مولد کو حصول مقاصد کے لئے عملیات کی طرح مستقل طور پر ایک عمل کہنا شروع کر دیا، چنانچہ مولوی عبد السمیع صاحب نے انوار ساطعہ میں صاف لکھا ہے کہ :-

"جو کوئی یہ محفل کرے گا ملائکہ سے نجات اور حصول مراد انت کا ثمرہ پائیگا اپنے اخلاص کے موافق یعنی عام طور پر اور خواص خاص طور پر نفع اٹھائیں گے" ؛ صـ۲۰۹ ـ

پھر مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے رسالہ قول جمیل سے حصول امر دنیاوی کے لئے کھیعص اور حمعسق کا عمل جسے ثواب عقاب سے کچھ تعلق نہیں نقل کر کے لکھا ہے کہ :-

"پس اس طرح مولد شریف ایک عمل ہے واسطے حصول خیر و برکت وغیرہ کے . چنانچہ ابو سعید بوری و سخاوی و علی قاری وغیرہم نے اس عمل کرنے سے برکات کثیرہ کا حاصل ہونا بیان کیا ہے کہ حصول منافع دینی و دنیوی کیلئے اس عمل کو بہت اہل اسلام بیلاد اسلامیہ میں کرتے ہیں" ؛ صـ۲۱۱

یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں بہت سے لوگ محض اسی خیال سے مجلس میلاد کرتے ہیں کہ سال بھر تک خیر و برکت رہے گی ، بلکہ خیر و برکت کے معنی سمجھنے میں لوگوں نے اس حد تک ترقی کی ہے کہ مولانا اشرف علی صاحب نے وعظ النور میں فرمایا ہے کہ :-

"اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ان کو مقصود یہی ہے مگر وہ اس لئے مولود کرتے ہیں کہ سال بھر تک برکت رہے گی اور شوت لیں گے فراسکا وبال نہ ہوگا حتیٰ کہ رنڈیاں تک مولود کراتی ہیں جن کو کچھ بھی مناسبت دینی اعمال سے نہیں ہے" ؛ صـ۲۳

عقیدہ (۳) :- مولود سے عذاب میں کمی ہوتی ہے ۔

اس عقیدہ کی بھی ابتداء کا حال معلوم نہیں لیکن اسکا ماخذ غالباً ابولہب کی تخفیف

عذاب کا واقعہ ہے کہ جب حضور صلعم تولد ہوئے تو اس خوشی میں آپ کے چچا ابو لہب نے ثوبیہ
رنڈی کو آزاد کر دیا تھا۔ اور مرنے کے بعد ابو لہب نے کسی سے خواب میں بیان کیا کہ اس کا یہ
ثمرہ ملا کر مجھ پر دوشنبہ کے دن عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ اس واقعہ کو ابن جزری نے
عرف التعریف بالمولد الشریف میں، ابن ناصر الدین دمشقی نے مورد الصاری فی المولد الہادی
میں، شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت میں، اسی طرح اور لوگوں نے بھی بیان کیا ہے
اس میں شبہ نہیں کہ یہ ماخذ قدیم اور اتنا مہتم بالشان ہے کہ بخاری شریف میں مذکور ہے
لیکن نہ قرآن کی آیت ہے نہ رسول کی حدیث ہے نہ صحابہ کا اثر ہے، بس زیادہ سے زیادہ
ایک صحابی کا خواب ہے اور خواب میں ایک کافر ابو لہب کا قول ہے۔

بہر حال ابن جزری ابن ناصر الدین، شیخ دہلوی وغیرہ کے زمانہ میں اس عقیدہ کا
وجود تھا اور اب تو بہت سے لوگ محض اس عقیدہ سے بھی مروجہ مجلس مولود کرتے ہیں کہ اس سے
ابو لہب کی طرح ہمارے اوپر بھی عذاب میں تخفیف ہو گی۔

عقیدہ کا (۴) مولود سے ثواب ملتا ہے :

واضح رہے کہ بندوں کے افعال اعمال کے متعلق احکام خداوندی کی آٹھ قسمیں ہیں
فرض، واجب، سنت، مستحب، حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی، مباح۔ ان میں سے
ثواب کا تعلق فرض، واجب، سنت، مستحب سے ہے، اور عذاب و عتاب کا تعلق حرام مکروہ
تحریمی، مکروہ تنزیہی سے ہوتا ہے۔ مباح سے نہ ثواب ہوتا ہے نہ عذاب، جب
یہ ہو چکا تو اب سنئے: مروجہ مجلس مولود جو ایک عمل ہے اگر اس سے ثواب ملتا ہے۔
تو وہ مستحب ہو گا یا سنت ہو گا، یا واجب ہو گا یا فرض ہو گا۔ ورنہ اس سے ثواب کا تعلق
کیونکر ہو سکتا ہے۔؟

اب دیکھنا چاہیئے کہ مجوزین میلاد، مروجہ مجالس میلاد سے کس درجہ ثواب کی توقع رکھتے ہیں؟ زمانہ سابق میں عمر بن محمد موجد کے متعلق تو معلوم نہیں ہاں سلطان اربل مروج کی بابت مولوی محمد اعظم صاحب نے فتح الودود میں لکھا ہے کہ وہ "موجب اپنی بخشائش و برکت کا جانتا تھا اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ثواب سمجھتا تھا، لیکن معلوم نہیں کس درجہ کا ثواب سمجھتا تھا، پھر بعد کو جن لوگوں نے مروجہ مجالس مولد کے جواز پر کتابیں لکھی ہیں ان میں ان لوگوں نے عموماً بدعت حسنہ، ملحق بالسنۃ، مندوب، مستحب وغیرہ الفاظ کا استعمال کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ مجلس مولد سے ایسے ثواب کی امید رکھتے تھے کہ کریں تو ثواب ہے اور نہ کریں تو کچھ عذاب نہیں علماء کو اس امید ثواب میں بھی کلام تھا جو عنقریب مذکور ہوگا۔ لیکن فی زمانہ اہل مولود نے اس قسم کے ثواب پر قناعت نہ کی اور اپنے قدیم مجوزین کی امید ثواب پر بھی ترقی کی مثلاً مولوی محمد اعظم صاحب نے فتح الودود میں بعض علماء کے اقوال نقل کرکے لکھا ہے۔

"پس ان اقوال علمائے اعلام و فقہائے کرام سے محفل میلاد کا مندوب و مستحسن ہونا کمال خوبی سے ثابت ہوتا ہے اور بسبب ہونے اتفاق و اجماع جمہور علمائے مذاہب اربعہ حرمین شریفین و اکثر علمائے بلاد اسلام کے اس عمل مولود شریف کو ضروری ترین سمجھنا چاہیئے کیونکہ اتباع جمہور علماء کی واجبات سے ہے۔ اور مخالفت بعض اشخاص کی مانع انعقاد اجماع نہیں ہوسکتی" ص۱۰

اس کا پتہ ان الفاظ سے بھی چلتا ہے جو مجوزین ترک مروجہ مجلس مولد پر مخالفین کے حق میں استعمال کرتے ہیں، اس کیلئے مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور انکے ہم خیالوں کے رسائل دیکھئے۔ مجالس میلاد میں جاکر مولود خوانوں کی زبانی سنیئے۔

مولوی عبدالخالق خاں صاحب نے فتح المودود ص۱۹۵ پر کسی حامی میلاد کا یہ شعر

نقل فرمایا ہے ؎

مولود مروجہ میں جو کہتے ہیں مت ترک ہو
دین سے وہ نکل گئے کفر میں انکے شک نہیں

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مجلسِ مولد کو فرض بھی سمجھا جانے لگا ہے، پس مروجہ مجلس مولود نے بلحاظِ عقیدہ بھی سابق سے اب کافی ترقی کی ہے۔

بلحاظ اختلاف شروع میں جب یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ذکرِ ولادت مع القیود کا نام مروجہ مجلسِ مولد ہے اور قیود دو قسم کی ہیں ایک حرام دوسری مباح تو اب یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مروجہ مجلسِ مولد میں قیود حرام ہونگی یا محض قیود مباح اگر اسمیں حرام قیود ہوں تو وہ مجلس بالاتفاق ناجائز ہے، مخالفین اور حامیین میں سے صرف دو مسلم بزرگوں کی عبارتیں یہاں پڑھ لیجئے۔

مخالفین میں سے مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ، نے اصلاح الرسوم میں پہلی صورت کے بعد اسی کو دوسری صورت قرار دے کر لکھا ہے کہ۔

"دوسری صورت" وہ محفل میلاد جس میں قیود غیر مشروعہ موجود ہوں جو کہ اپنی ذات میں بھی قبیح و معصیت ہیں مثلاً روایاتِ موضوعہ خلاف واقعہ بیان کی جائیں یا خوش سرود خوش الحان لڑکے اس میں غزلخوانی کریں، یا رشوت یا سود وغیرہ کا حرام مال اسمیں خرچ کیا جائے، یا حد ضرورت سے زیادہ اسمیں روشنی فرش و آرائش مکان وغیرہ کا تکلف کیا جائے، یا لوگوں کو جمع کرنے کا اہتمام بہت مبالغہ سے کیا جائے کہ اس قدر اہتمام نماز جماعت و وعظ کے لیے بھی

(۱) مولود گیارہ حریں ہیں جواہر

نہ ہوتا ہو۔ یا نثر یا نظم میں حضرت حق تعالیٰ شانہ یا حضرات انبیاء علیہم السلام یا حضرات ملائکہ علیہم السلام کی توہین و گستاخی صراحۃً یا اشارۃً کی جائے یا اس مجمع میں جانے سے نماز یا جماعت فوت ہو جائے یا وقت تنگ ہو جائے یا اس کا قوی احتمال ہو۔ یا بانی مجلس کی نیت شہرت اور تفاخر کی ہو، یا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہاں حاضر و ناظر جانا جائے، یا اور کوئی امرا ہی رقسم کا خلاف شرع اس میں پایا جائے۔ یہ وہ صورت ہے جو اکثر عوام و جہلا میں شائع و ذائع ہے، اور شرعاً بالکل ناجائز و گناہ ہے ؎

مجوزین میں سے مولانا عبدالحق صاحب الہ آبادی مہاجر مکی مرحوم نے رسالہ الدر المنظم میں لکھا ہے کہ:۔

واضح جاننا چاہیئے کہ اگر یہ عمل مولود شریف بہ تعیین و تخصیص روز ہو یا بلا تعیین و تخصیص روز ہو مگر اس میں ادخال محرمات و منکرات ہو تو تمام اکابر علماء محققین متفق ہیں اس بات پر کہ انعقاد مجلس مولود شریف با دخال محرمات و منکرات شرعیہ ناجائز ہے اس طرح کی مجلس کرنے کو وہ بھی نہیں تجویز فرماتے ہیں، بلکہ اس طرح کی مجلس کرنے کو منع فرماتے ہیں، سو اس میں تمام علماء و محققین متفق ہیں نزاع و اختلاف اس میں کوئی نہیں ؎ ملخصاً

اور اگر مروجہ مجلس مولد میں محض قیود مباح ہوں تو وہ علی الاطلاق نہ محض ذکر ولادت یا مولانا تھانوی کی بیان کردہ پہلی صورت کی طرح جائز ہے، نہ دوسری صورت کی مانند مطلقاً ناجائز۔ چنانچہ مولانا تھانوی دوسری صورت کے بعد فرماتے ہیں:۔

تیسری صورت۔ وہ محفل جس میں نہ تو پہلی صورت کا سا اطلاق دیتے تکلف

ہو اور نہ دوسری صورت کی طرح اس میں قیود حرام ہوں، بلکہ قیود تو ہوں اگر
ایسے قیود ہوں جو خود اپنی ذات میں مباح و حلال ہیں یعنی روایات بھی صحیح و
معتبر ہوں، بیان کرنے والا بھی ثقہ و دیندار ہو اور محل شہوت بھی نہ ہو، مال
بھی اس میں حلال و طیب صرف کیا جائے، آرائش و زیبائش بھی حد اسراف
تک نہ ہو، حاضرینِ محفل کا لباس و وضع بھی موافق شرع کے ہو اور جو اتفاقاً
کوئی خلافِ شرع ہیئت سے حاضر ہو جائے تو بیان کرنے والا بشرط قدرت امر
بالمعروف سے دریغ نہ کرے، اسی طرح حسب مواقع اور ضروری احکام بھی بیان
کرتا جائے، اگر کچھ نظم ہو تو قواعد موسیقی سے نہ ہو، مضمون اسکا حد شرع سے متجاوز
نہ ہو، لوگوں کو بلانے اور اطلاع کرنے میں مبالغہ نہ ہو، کسی ضروری عبادت میں
اس مجمع میں حاضر ہونے سے خلل نہ پڑے، بانی کی نیت بھی خالص ہو، محض
امید برکت و محبت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا باعث ہو، اگر صیغہ
ندا کسی کلمہ میں ہو تو قرائن قویہ سے اعتماد کامل ہو کہ حاضرین میں سے کوئی ایسا
کم فہم نہیں ہے جو آپ کو حاضر و ناظر و عالم الغیب سمجھے گا، اور بھی جمیع منکرات سے
پاک ہو، مگر اس میں یہ امور بھی ہوں تعیین یا قیام و فرش و عنبر و بخور و عطر اور
مثل اس کے جو اپنی ذات میں خلاف شرع نہیں ہیں۔ یہ وہ محفل ہے جو نہایت
احتیاط والوں میں شاید کہیں شاذ و نادر پائی جاتی ہو، پس ایسی محفل نہ تو پہلی محفل
کی طرح علی الاطلاق جائز ہے اور نہ دوسری محفل کی طرح علی الاطلاق ناجائز
ہے، بلکہ اس کے جائز ہونے اور ناجائز ہونے میں تفصیل ہے۔

مروجہ مجلس مولود کی یہی وہ صورت ہے جس میں دراصل اہل علم کا اختلاف ہے مجوزین کہتے ہیں

کہ عمل الاطلاق جائز ہے اور فریق ثانی کا مسلک یہ ہے کہ عمل الاطلاق نہ جائز ہے نہ ناجائز۔ جیسا کہ مولانا تھانوی نے مندرجہ بالا عبارت میں تصریح کی ہے۔

چونکہ مولانا نے اس صورت کے جواز عدم جواز کی تفصیل کی بنیاد چند قواعد شرعیہ پہ رکھی ہے اسلئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ مولانا کے ان تمہیدی مقدمات کا خلاصہ بھی یہاں درج کر دیں۔

"پہلا قاعدہ: کسی امر غیر ضروری کو اپنے عقیدہ میں ضروری اور موکد سمجھ لینا یا اس کی پابندی اس طرح کرنا کہ فرائض و واجبات کی مثل یا زیادہ اس کا اہتمام ہو اور اس کے ترک کو مذموم اور تارک کو قابل ملامت و شناعت جانتا ہو یہ دونوں امر ممنوع ہیں کیونکہ اس میں حکم شرعی کو توڑ دینا ہے اور تقیید و تعیین و تخصیص والتزام و تصریر وغیرہ اسی قاعدہ مسلمہ کے عنوانات و تعبیرات ہیں"

مولانا نے تصریحات کتب و سنت اور ارشادات فقہاء و اقوال علماء سے اس مقدمہ کا ثبوت بھی دیا ہے لیکن چونکہ ہمارے نزدیک کوئی عالم شریعت بلکہ کوئی واقف دین مسلمان بھی اس سے انکار کی جرات نہیں کر سکتا اسلئے ہم مولانا کے ان دلائل کو یکسر حذف کرتے ہیں۔

"دوسرا قاعدہ: فعل مباح بلکہ مستحب بھی کبھی امر غیر مشروع کے مل جانے سے غیر مشروع و ممنوع ہو جاتا ہے جیسے دعوت میں جانا مستحب بلکہ سنت ہے لیکن وہاں اگر کوئی امر خلاف شرع ہو اسوقت جانا ممنوع ہو جائیگا، جیسے احادیث میں آیا ہے، اور ہدایہ وغیرہ میں مذکور ہے"

یہ مقدمہ بھی مسلم فریقین ہے چنانچہ رسالہ "احکام شریعت" میں مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا یہ فتویٰ موجود ہے۔

ہو ہاں نیت مذموم یا باعث مذموم یا طور مذموم پر دلیہ بھی ہو تو وہ بھی مذموم ہو جائیگا۔ احکام شریعت حصہ دوم ص۔

تیسرا قاعدہ :- چونکہ درستی سے مسلمانوں کو بھی ضرر سے بچانا فرض ہے اسلئے اگر خواص کے کسی غیر ضروری فعل سے عوام کے عقیدے میں خرابی پیدا ہوتی ہو تو وہ فعل خواص کے حق میں بھی مکروہ ہو جاتا ہے۔

حضرت مولانا نے اس مقدمہ کے ثبوت میں احادیث و تصریحات فقہ سے جو دلائل پیش فرمائے ہیں ہم بقصد اختصار ان کو بھی نظر انداز کرتے ہیں، البتہ یہ عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ مسئلہ بھی مسلمہ فریقین ہے چنانچہ جناب مولوی امجد علی صاحب خلیفہ اعظم جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب کی مصنفہ اور خود مولوی احمد رضا خاں صاحب کی مصدقہ کتاب "بہار شریعت" میں ہے:-

"مسئلہ سورتوں کا معین کر لینا کہ اس نماز میں ہمیشہ وہی سورت پڑھا کرے مکروہ ہے، مگر جو سورتیں احادیث میں وارد ہیں ان کو کبھی کبھی پڑھ لینا مستحب ہے مگر مداومت نہ کرے کہ کوئی واجب نہ گمان کرے۔"

(در مختار رد المحتار) بہار شریعت حصہ سوم ص

نیز اسی بہار شریعت میں ہے:-

"مسئلہ ساتوں قرائتیں جائز ہیں مگر اولیٰ یہ ہے کہ عوام جس سے ناآشنا ہوں وہ نہ پڑھے کہ اس میں ان کے دین کا تحفظ ہے، جیسے ہمارے یہاں قرأت امام عاصم بروایت حفص رائج ہے۔ لہٰذا یہی پڑھے۔"

(در مختار رد المحتار) بہار شریعت حصہ سوم ص

ان دونوں حوالوں سے صاف معلوم ہوا کہ جو چیز جائز بلکہ مستحب بھی ہو لیکن اس سے عوام کے

فسادِ عقیدہ کا خوف ہو تو وہ قابلِ ترک ہو جاتی ہے اور یہی منشاء اس تیسرے قاعدہ کا ہے۔

چوتھا قاعدہ: ”جس امر میں کراہت عارضی ہو اختلاف ازمنہ وامکنہ و اختلاف تجربہ و مشاہدہ اہلِ فتویٰ سے اس کا حکم مختلف ہو سکتا ہے یعنی یہ ممکن ہے کہ ایسے امر کو ایک زمانہ میں جائز کہا جائے اسلئے کہ اس وقت اس میں وجوہ کراہت نہیں تھیں اور دوسرے زمانہ میں جب کہ کراہت کی کوئی علت پیدا ہو جائے تو اس کو ناجائز کہہ دیا جائے یا ایک مقام پر جہاں اس پر مفاسد مرتب نہ ہوتے ہوں اجازت دی جائے اور دوسرے مقام پر جہاں اس سے مفاسد پیدا ہوتے ہوں اس سے منع کیا جائے۔ یا اسی طرح ایک مفتی کو اسکی اطلاع نہ ہو کہ یہ چیز مفاسد کا سبب بن گئی ہے اور اس بنا پر وہ اس کو جائز کہے اور دوسرے ارباب فتویٰ کو تجربہ یا مشاہدہ سے ترتب مفاسد کا علم ہو اور وہ اسی وجہ سے اس کو ناجائز اور ممنوع قرار دیں۔ بہرحال جس چیز میں کسی علت عارضی کی وجہ سے کراہت آئی ہو اس کے جواز و عدم جواز میں اس قسم کے اختلافات اہلِ علم اور ارباب فتویٰ میں ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ اختلاف صرف لفظی اور صوری ہوگا، نہ کہ معنوی اور حقیقی، اور اس کی ایک واضح نظیر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو مساجد میں آکر نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی کیونکہ اس وقت فتنہ کا احتمال نہ تھا لیکن بعد میں صحابہ کرام نے زمانہ کا انقلاب دیکھ کر ممانعت فرمادی، امام صاحب و حضرات صاحبین کے بہت سے اختلافات بھی اسی قبیل سے ہیں“۔

پانچواں قاعدہ: اگر کسی امر خلاف شرع کرنے سے کچھ فوائد اور مصلحتیں بھی

ہوں جن کا حاصل کرنا شرعاً ضروری نہ ہو یا اس کے حاصل کرنے کے اور بھی طریقے ہوں اور ایسے فائدوں کے حاصل کرنے کی نیت سے وہ فعل کیا جاوے یا ان فائدوں کو مرتب ہوتا سمجھ کر عوام کو اس سے تردد کا جائے یہ بھی جائز نہیں "

اس قاعدے کے جو شرعی دلائل مولانا نے اس موقع پہ لکھے ہیں ہم بلحاظ اختصار انکو بھی چھوڑتے ہیں اور صرف ناظرین کی طمانیت کیلئے یہ بتلاتے ہیں کہ دونوں آخری قاعدے بھی مسلمہ فریقین ہیں۔

عشرۂ محرم الحرام میں شہداء کربلا رضی اللہ عنہم کے ایصال ثواب کے نام پر لنگر لٹانے کی جو رسم جاہلوں میں جاری ہے اس سے یہ فائدہ ضرور ہے کہ اللہ کے بندوں کو روٹی مل جاتی ہے لیکن چونکہ وہ طریقہ خلاف شرع ہے اور اس میں ریا و تفاخر ہوتا ہے اسلئے فتاوی تعزیہ داری میں مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اس کو ناجائز اور حرام لکھا جس سے معلوم ہوا کہ امر نامشروع کسی فائدہ یا مصلحت سے مشروع نہیں ہو جاتا۔ نیز اسی فتاوی تعزیہ داری میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضۂ مبارک کی صحیح نقل بنانے کو فی نفسہ جائز لکھنے کے بعد لکھا ہے۔

"مگر اب اس نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا اندیشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے ابتلاء بدعات کا اندیشہ ہے اور حدیث میں آیا۔ اتقوا مواضع التہم اور وارد ہوا۔ من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یقفن مواقف التہم۔ لہٰذا روضۂ اقدس حضرت سید الشہداء کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے"

(رسالہ تعزیہ داری ص[illegible])

مولوی احمد رضا خاں صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی صحیح نقل بنانی پہلے درجہ اباحت میں تھی کیونکہ غیر ذی روح چیز کی نقل بنانی شرعاً جائز ہے لیکن اب چونکہ اسمیں مفاسد پیدا ہوگئے ہیں یعنی اہل بدعت اور روافض اور روافض نما نام کے سنیوں، سے مشابہت، تعزیہ داری کی تہمت اور آئندہ نسلوں کی گمراہی کا خطرہ ان مفاسد کی وجہ سے اب اس کا بنانا ناجائز ہوگیا اس سے مولانا تھانوی کے اس پانچویں مقدمہ کی کھلی تائید ہوگئی بلکہ اگر غور و فکر سے کام لیا جائے تو رسالہ تعزیہ داری کی ان تصریحات سے مولانا کے مذکورہ بالا پانچویں مقدمہ کی تائید ہو جاتی ہے۔

ان پانچوں مقدموں کی تمہید کے بعد مولانا نے مجلس میلاد کی تیسری صورت کے جواز وعدم کے متعلق مندرجہ ذیل تفصیل فرمائی ہے چنانچہ ارقام فرماتے ہیں کہ:۔

"جب یہ قواعد اور مقدمات سمجھ میں آگئے تو اب تیسری صورت کے جواز و ناجواز کی تفصیل سننی چاہیے وہ یہ ہے کہ یہ قیود مذکورہ (یعنی جو قیود کہ اس تیسری صورت میں عام طور پر ہوتی ہیں اور عبارت منقولہ بر صفحہ ۷۸ میں بہ تفصیل مذکور ہو چکی ہیں) چونکہ فی نفسہٖ امر مباح میں سے اسلئے ان کی ذات میں کوئی خرابی نہیں نہ ان کی وجہ سے محفل میں کوئی ذاتی ممانعت، لیکن ان کی وجہ سے اگر کوئی فساد وخرابی لازم آنے لگے تو اس وقت ان امور اور اس محفل کو اس عارض کی وجہ سے ممنوع و ناجائز کہا جائے گا اور اگر کسی قسم کی کوئی خرابی لازم نہ آوے تو وہ امور بھی بحال خود مباح رہیں گے چنانچہ قاعدہ دوئم سے یہ حکم واضح ہے اب دیکھنے کے قابل یہ بات ہے کہ آیا ہمارے زمانہ میں ان مباحات کی وجہ سے کوئی خرابی لازم آرہی ہے یا نہیں اگر لازم آرہی ہو تو دیکھو اس

محفل کو منع سمجھو ورنہ جائز ہے"

اس کے بعد مولانا نے اپنے ذاتی تجربہ کی شہادت سے وہ اعتقادی اور عملی مفاسد لکھے ہیں جو عام طور پر ان قیود مباحہ کی وجہ سے لوگوں میں جاری وساری ہیں مثلاً عوام کا ان قیود کو موکد و ضروری اور لوازم مجلس میں سے سمجھنا اور ان کیلئے نماز جمعہ و جماعت سے بھی زیادہ اہتمام کرنا اور جو ان کو ترک کرے اسکو قابل لعنت ملامت اور فساق بلکہ کفار سے بھی زیادہ مبغوض سمجھنا وغیرہ وغیرہ

اور آخر میں تصریح فرمادی ہے کہ اگر فرضاً کہیں یہ مفاسد نہ ہوں اور نہ عوام میں ان مفاسد کے پھیلنے کا خطرہ ہو تو یہ مجلس جائز ہوگی۔ (ملاحظہ ہو اصلاح الرسوم ص ۷۷)

بس یہی تیسری صورت درحقیقت مابہ الاختلاف ہے مجوزین اس کو علی الاطلاق جائز کہتے ہیں اور دوسرا فریق اس میں مذکورہ بالا تفصیل کرتا ہے "

الغرض جب مروجہ مجلس مولد کی مختلف فیہ صورت متعین ہوگئی اور منشاء اختلاف ظاہر ہوگیا تو اب اس اختلاف کی تاریخ جو زیر بحث عنوان کا اصل مقصد ہے سننا چاہیئے۔

آجکل لوگ عموماً سمجھتے اور کہتے ہیں کہ مجلس مولود سے اختلاف اک نئی بات ہے، حالانکہ یہ بالکل غلط ہے، اس اختلاف کی عمر بھی اتنی ہی ہے جتنی عمر کہ مولود کی ہے یعنی یہ اختلاف اسی وقت شروع ہوگیا تھا جب کہ سلطان اربل کے ہاں ۶۰۴ھ میں مجلس میلاد کے رواج کی ابتداء ہوئی تھی اور اسی اختلاف کا یہ سلسلہ ہے جو اب تک جاری ہے لہذا مروجہ مجلس مولد کی بابت جدید و قدح کوئی نئی چیز نہیں بلکہ پرانی بات ہے۔

البتہ اکثر قدماء کے کلام میں غور کرنے سے یہ پتہ ضرور چلتا ہے کہ مخالفین حرام قید والے مولود کو ناجائز کہتے تھے اور موافقین مباح قید والے مولود کو جائز فرماتے تھے اور شاید اس لئے جائز فرماتے تھے کہ ان کے خیال میں اسوقت تک قیود مباح درجہ اباحت سے

متجاوز نہ رہی ہونگی۔

اور مخالفین اب جو قیود مباح والے مولود کو ناجائز کہتے ہیں وہ اسلئے کہ قیود مباح اس زمانہ میں حد اباحت سے متجاوز ہوگئیں، عوام الناس ان کو سنت بلکہ بعض عقیدتاً و اکثر عملاً واجب و فرض سمجھنے لگے ہیں، رہا قید حرام والا مولود تو وہ جیسے پہلے متفقہ طور پر ناجائز تھا اب بھی حسب قول مولف دار المنظم بالاتفاق ناجائز ہے۔

قدیم اور جدید مولد کی حیثیت و کیفیت و حقیقت پہلے گزر چکی، طرفین کا کلام رسالہ ہذا میں جا بجا اپنے موقعہ پر منقول ہے ان سب پر انصاف سے نظر کرو تو میرے مذکورہ الصدر قول کی تصدیق ہو جائے گی۔

بہرحال مروجہ مجلس میلاد اور اس سے اختلاف دونوں توام ہیں، چنانچہ مجوزین حال میں سے مولوی عبد السمیع صاحب نے بھی انوار ساطعہ میں اس کو تسلیم کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"الحاصل اس بادشاہ کے وقت میں جب رسم سے محفل مولد شریف ہونے لگی، ایک مولوی نے اسمیں یہ عذر کیا کہ یہ تخصیص کہ خاص ربیع الاول کی بارھویں تاریخ ہی کو محفل ہوا کرے، فرض، واجب یا سنت موکدہ تو کسی کے نزدیک نہیں باقی رہی یہ کہ مستحب یا مباح ہوئے سو یہ بھی نہیں، اس لئے کہ بدعت دین میں درست نہیں، پس لابد اس کو مکروہ کہے یا حرام، اور سوا اس ایک عالم کے جس قدر علماء تھے سب نے اس کے قول کو رد کیا۔" صفحہ ۱۹۲

پھر کچھ اور آگے چل کر اس ایک عالم کا نام لے کر فرماتے ہیں:۔

"تواریخ سے ثابت ہے کہ اس وقت جمیع علماء نے سوائے شیخ تاج الدین کے محفل مولد شریف کو مع اطعام طعام و تعیین یوم میلاد وغیرہ جائز رکھا۔" صفحہ ۱۸۱

اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس وقت کے علماء نے محفل مولد کو جن قیود کیساتھ جائز رکھا تھا وہ قیود حرام نہیں بلکہ مباح تھیں، دوسرے رواج میلاد ہوتے ہی مخالفت شروع ہو گئی تھی، تیسرے اختلاف جہلاء یا معمولی مولویوں نے نہیں بلکہ اہل علم نے کیا تھا مگر یہ غلط ہے کہ صرف ایک عالم شیخ تاج الدین نے مخالفت کی تھی، میں ایک اور بڑے عالم کا نام پیش کرتا ہوں، وہ حافظ ابوالحسن علی بن فضل مقدسی تھے جو اس وقت علامہ تاج الدین کی طرح مجلس مولود سے اختلاف رکھتے تھے۔ میں بعض قدیم اور جدید مخالفین کے اقوال نمبروار نقل کرتا ہوں جس سے تاریخ اختلاف کے علاوہ اور امور بھی ضمناً معلوم ہو جائیں گے ملاحظہ ہو۔

(۱) علامہ شیخ تاج الدین فاکہانی مالکیؒ جو اکابر علماء امت میں سے ہیں اور مجوزین میلاد میں سے علامہ جلال الدین سیوطی بھی جن کی جلالت قدر کے معترف اور شاہد ہیں (ملاحظہ ہو قانون شریعت محمدی ص۳۰) سب سے پہلے انہوں نے مجلس مولود سے اختلاف کیا تھا اور انہوں نے رد مولد میں ایک رسالہ بھی لکھا تھا جس کا نام "المورد فی الکلام مع عمل المولد" ہے علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنے وقت میں اس کے جواب میں رسالہ "حسن المقصد فی عمل المولد" لکھا پھر اس کا جواب الجواب علامہ ناصر فاکہانیؒ نے تحریر فرمایا۔ علامہ تاج الدینؒ نے مولد کے متعلق المورد میں لکھا ہے:-

لا اعلم لهذا المولد اصلا فی	نہیں جانتا میں اس مولود کے لئے کوئی اصل نہ
کتاب ولا سنة ولا ینقل عمله	کتاب سے نہ سنت سے اور نہیں منقول ہے یہ
عن احد من علماء الامة الذین	عمل ان علماء امت سے جو پیشوایان دین ہیں اور
هم القدوة فی الدین المتمسکون	جو پوری قوت سے آثار سلف صالحین کو تھامنے
بآثار المتقدمین بل هو بدعة	والے ہیں بلکہ وہ مولود بدعت ہے ایجاد کیا ہے
احدثها البطالون وشهوة نفس	اس کو اہل باطل نے اور خواہشات نفسانی نے

واعتنى بها الاكلون بدليل	اور اس کا اہتمام کیا ہے شکم پرستوں نے اور دلیل
انا اذا ادرنا عليها الاحكام	اس کی یہ ہے کہ جب دائر کیا جائے اس پر احکام
الخمسة قلنا اما ان يكون واجبا	خمسہ کو تو کہا جائیگا کہ یہ مولود کرنا یا تو واجب ہے
او مندوبا او مباحا او مكروها	یا مستحب یا مباح یا مکروہ یا حرام اور اس کے
او محرما وليس بواجب اجماعا	واجب نہ ہونے پر تو سب کا اجماع اور اتفاق ہے
ولا مندوبا لان حقيقة المندوب	اور یہ مستحب بھی نہیں ہے کیونکہ مستحب وہ ہے
ما طلبه الشرع من غير ذم على	جسکا شریعت مطالبہ کرے بدوں مذمت کے اسکے
تركه وهذا لم ياذن فيه الشرع	ترک پر اور شرع میں اس کا حکم وارد نہیں۔
ولا فعله الصحابة والتابعون	اور نہیں کیا اس کو صحابہ نے نہ تابعین متدینین
المتدينون فيما علمت وهذا جوابي	نے اور یہی جواب عرض کردوں گا میں حق جل وعلا
عنه بين يدي الله عز وجل	کے حضور میں اگر مجھ سے اس کا سوال ہوا۔
ان عنه سئلت ولا جائز ان يكون	اور مباح بھی نہیں ہو سکتا اسلئے کہ ایجاد
مباحا لان الابتداع في الدين ليس	فی الدین مباح نہیں ہے باجماع مسلمین پس
مباحا باجماع المسلمين فلم يبق	نہیں باقی رہا بجز اس کے کہ مولود مکروہ ہو
الا ان يكون مكروها او حراما۔	یا حرام[1]۔

(۲) اور حافظ ابوالحسن علی بن فضل مقدسی مالکی مولود کی شہرت کے وقت متوفی ۶۱۱ھ جو بقول ابن نجار آئمہ دین سے تھے اور انکا میلادی کتاب کے پہلے مصنف ابن دحیہ سے سابق بھی پڑھ چکا تھا۔ وہ اپنی کتاب جامع المسائل میں فرماتے ہیں کہ:

ان عمل المولد لم ينقل عن السلف	بے شک عمل مولد سلف صالح سے منقول نہیں

[1] یعنی اگر اسمیں امور محرمہ کا اختلاط ہوگا تو وہ حرام ہوگا ورنہ کم از کم مکروہ۔

الصالح وانما احدث بعد قرون الثلثة في الزمان الطالح ونحن لا نتبع الخلف فيما اهمل السلف لانه يكفي بهم الاتباع فاي حاجة الى الابتداع ۔

ہے اور وہ قرون ثلثہ کے بعد برے زمانہ میں ایجاد ہوا ہے اور جس عمل کو سلف نے نہیں کیا اس میں ہم خلف کی پیروی نہ کریں گے اسلئے کہ ہمیں سلف کی اتباع کافی ہے پھر ابتداع کی کیا حاجت ہے ۔

(۳) علامہ ابو عبداللہ بن الحاج المالکیؒ جو علامہ تقی الدین سبکیؒ کے شیوخ سے ہیں اور جن کی علمی جلالت پر فریقین کا اتفاق ہے، اپنی مشہور و مقبول کتاب مدخل میں تحریر فرماتے ہیں:۔

ومن جملة ما احدثوه من البدع مع اعتقادهم ان ذلك من اكبر العبادات واظهار الشعائر ما يفعلونه في شهر الربيع الاول من المولد وقد احتوى ذلك على بدع ومحرمات (الى ان قال) وهذه المفاسد مترتبة على فعل المولد اذا عمل بالسماع فان خلا منه وعمل طعاما فقط ونوى به المولد ودعى اليه الاخوان وسلم من كل ما تقدم ذكره فهو بدعة بنفس نيته فقط لان ذلك زيادة في الدين

اور منجملہ ان بدعات کے جنکو لوگوں نے ایجاد کیا اور باوجود اسکے اعتقاد کرتے ہیں کہ افضل عبادات و شعائر سے ہیں وہ چیز ہے جو ربیع الاول میں کرتے ہیں یعنی مجلس مولد حالانکہ وہ بدعات و محرمات پر مشتمل ہے (حتی کہ بعد بیان مفاسد کے کہا) یہ سب مفاسد و قبائح مرتب ہیں مولد کے کرنے پر جب اسکو راگ کے ساتھ کریں اور اگر راگ سے خالی ہو صرف کھانا کیا جائے اور اس سے نیت مولد کی ہو اور بھائیوں کو دعوت دی جائے اور کوئی خرابی جن کا ذکر پہلے ہوا نہ ہو تو بھی بدعت ہے اسلئے کہ یہ زیادۃ فی الدین ہے سلف کا معمول نہیں ہے حالانکہ ہمارے لئے سلف کے نقش قدم

ولیس من عمل السلف الماضین اتباع السلف اولیٰ ولم ینقل عن احد منھم انہ نوی المولد۔

کی پیروی کا ہی بہتر ہے اور سلف صالحین میں سے کسی سے منقول نہیں کہ انہوں نے بہ نیت مولد ایسا کیا ہو۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ماثبت من السنہ میں اس سی اصلاح پر ابن الحاج کو داد دی ہے، فرماتے ہیں :۔

ولقد اطنب ابن الحاج فی المدخل فی الانکار علی ما احدثہ الناس من البدع والاھواء والغناء بالآلات المحرمۃ عند عمل المولد الشریف فاللہ تعالیٰ یثیبہ علی قصدہ الجمیل ویسلک بنا سبیل السنۃ۔

بے شک ابن الحاج نے مدخل میں اس بد زبردست رد کیا ہے جو لوگوں نے بدعتوں اور ہوا وہوس اور حرام مزامیروں سے گانا بجانا عمل میلاد کے وقت نکال کر مقرر کر رکھا ہے پس اللہ تعالیٰ ابن الحاج کو ان کی اچھی نیت کا ثواب دے اور ہم کو راہ سنت پر چلائے۔

(۳) شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ جن کی جلالت وامامت کی شہادت علامہ سیوطیؒ اور ملا علی قاریؒ جیسے ان بزرگوں نے بھی دی ہے جن کو مجوزین میلاد میلاد کے مسئلہ میں اپنا پیشرو مانتے ہیں، اپنی بہترین کتاب "الصراط المستقیم" میں فرماتے ہیں :۔

وکذلک ما احدثہ بعض الناس اما مضاھاۃ للنصاریٰ فی میلاد عیسیٰ علیہ السلام واما محبۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وتعظیماً لہ واللہ حثھم علی ھذا

اور ایسے ہی ہے وہ عمل مولد جس کو ایجاد کیا ہے بعض لوگوں نے یا تو "میلاد مسیح" میں نصاریٰ کی نقل اتارنے کے واسطے اور یا بسبب حضورؐ کی تعظیم ومحبت کے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ کامل اتباع کے آپ کی عظمت ومحبت

المسیح والتعظیم بالاجتهاد
فی الاتباع لا علی البدع من اتخاذ
مولد النبی صلی الله علیه وسلم
عیدا مع اختلاف الناس فی
مولده فان هذا لم یفعله السلف
مع قیام المقتضی له وعدم المانع
منه ولو کان هذا خیرا محضا
او راجحا لکان السلف احق به
منا فانهم کانوا اشد حبا
لرسول الله صلی الله علیه وسلم
وتعظیما له منا وهم علی الخیر
احرص وانما کمال محبته وتعظیمه
فی متابعته واتباع امره واحیاء
سنته باطنا وظاهرا ونشر ما
بعث به والجهاد علی ذلک
بالقلب والید واللسان فان هذه
طریقة السابقین الاولین من
المهاجرین والانصار والذین
اتبعوهم باحسان ۔

کا حکم دیا ہے نہ کہ ان بدعتوں کا کہ آپ کے یوم ولادت
کو عید بنایا جائے۔ حالانکہ ولادت کی تاریخ
میں لوگوں کا اتفاق بھی نہیں ۔
پس یہ عمل مولد نہیں کیا اسکو سلف نے
باوجودیکہ یہ سبب (جواب بیان کیا جاتا ہے) اس
وقت بھی موجود تھا اور کوئی مانع بھی نہیں تھا۔
اور اگر اس میں خیر ہی خیر ہوتا یا خیر کا پہلو راجح
ہوتا تو سلف صالحین ہم سے زیادہ اسکے کرنے
کے حقدار تھے اسلئے کہ وہ ہم سے کہیں زیادہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و محبت کرتے
تھے اور امور خیر پر ہم سے بہت زیادہ حریص تھے
اور آپ کی محبت و عظمت کا کمال تو بس آپ کے
احکام کی پیروی اور آپ کی سنتوں کی ترویج
میں ہے اور آپ کی شریعت کے پھیلانے اور
اس کیلئے دل و زبان اور ہاتھ سے کوشش
کرنے میں ہے کیونکہ یہی طریقہ ہے سابقین
اولین انصار و مہاجرین اور ان کے
تابعین کا ۔

(۵) علامہ شمس الدین ابن قیم حنبلی (علامہ سیوطیؒ اور ملا علی قاری نے جن کی جلالت و امامت کی شہادت دی ہے) اپنی بے نظیر کتاب زاد المعاد میں فرماتے ہیں۔

ولا یخص المکان الذی ابتدء فیہ الوحی ولا الزمان بشئ ومن خص الامکنۃ والازمنۃ من عندہ لا بعبادات لاجل ھذا وامثالہ کان من جنس اھل الکتاب الخ۔

اور نہ خاص کیا جائے وہ مکان جس میں پہلی وحی نازل ہوئی اور نہ زمانہ ساتھ کسی شے کے اور جو شخص کہ خاص کرے مکانوں اور زمانوں کو اپنی طرف سے واسطے عبادات کے بسبب اس کے یا کسی اور وجہ سے وہ ہو جائے گا جنس اہل کتاب سے اور اس کا یہ عمل نصاریٰ کا سا ہوگا۔

(۶) قاضی شہاب الدین حنفی دولت آبادی متوفی ۸۴۹ھ تحفۃ القضاۃ میں لکھتے ہیں۔

وما یفعل الجہال علی راس کل حول فی شہر ربیع الاول لیس بشئ۔

اور جہلا جو ہر سال ماہ ربیع الاول میں کرتے ہیں وہ کوئی چیز نہیں۔

(۷) شیخ عبدالرحمن مغربی حنفی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں۔

ان عمل المولد بدعۃ لم یقل بہ ولم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء والائمۃ

بے شک مولود کرنا بدعت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء اور ائمہ نے اس کو نہ کہا نہ کیا۔

از شرعۃ الالہیۃ۔

(۸) امام نصیر الدین شافعیؒ نے بجواب سائل فرمایا کہ۔

لا یفعل لانہ لم ینقل عن السلف

مولود نہ کرنا چاہیے کیونکہ وہ سلف صالح سے

الصالح وانما احدث بعد القرون الثلاثة في الزمان الطالح ونحن لا نتبع الخلف فيما اهمل السلف لانه يكفي بهم الاتباع فاي حاجة الى الابتداع۔

منقول نہیں اور وہ بیشک قرون ثلثہ کے بعد برے زمانہ میں ایجاد ہوا ہے اور ہم اس چیز میں بعد والوں کی پیروی نہیں کرتے جس کو سلف نے نہیں کیا اسلئے کہ سلف کی اتباع کافی ہے پھر ایجاد بدعت کی کیا حاجت ہے؟

از شرعۃ الالٰہیہ

(۹) شیخ الحنابلہ علامہ شرف الدین احمد حنبلی معروف بابن قاضی جبل دبقول مؤلف فتح المورد ۷۵۹ھ جزری نے جن کی بہت تعریف کی ہے، لکھتے ہیں کہ:

ان ما يعمل بعض الامراء في كل سنة احتفالا لمولده صلى الله عليه وسلم مع اشتماله على التكلفات الشنيعة بنفسه بدعة احدثه من يتبع هواه ولا يعلم ما امر صاحب الشريعة ونهاه عنه في القول المعتمد

یہ جو بعض امراء ہر سال محفل میلاد منعقد کرتے ہیں پس باوجود اس کے مشتمل ہونے کے تکلفات شنیعہ پر وہ فی نفسہ بدعت ہے اسکو ان اہل ہوا نے ایجاد کیا ہے جو صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کو جانتے ہیں نہ نہی کو۔

(۱۰) شیخ نور الدین شبراملسی نے شرح مواہب لدنیہ میں شب قدر اور شب ولادت وغیرہ میں باہم فضیلتوں کے مقابلہ پر بڑی بحث کرکے آخر میں لکھا ہے:

وقد نص الشارع على افضلية ليلة القدر ولم يتعرض لليلة

بیشک نص کیا ہے شارع نے فضیلت شب قدر پر اور نہیں تعرض کیا شب میلاد اور اسکے امثال

مولدہ ولا لامثالها بالتفصیل بل فوجب علینا ان نقتصر علی ما جاء منه ولا نبتدع شیئا اھ

ہے اور ان کی فضیلت پر کوئی دلیل ہاتھ نہیں لگی پس ہم پر واجب ہے کہ اکتفا کریں حکم شارع پر اور نہ پیدا کریں کوئی بدعت اپنی طبیعت سے۔

(۱۱) علامہ حسن بن علی کتاب طریقہ فی رد اہل البدعہ میں لکھتے ہیں کہ :۔

ما احدث الصوفیة الجهلة من مجلس المولد فی شهر ربیع الاول لا اصل له فی الشرع بل هو بدعة مذمومة ۔ الخ

جاہل صوفیوں نے ماہ ربیع الاول میں جو مجلس مولد نکالی ہے شریعت میں اسکی کچھ اصل نہیں بلکہ وہ بدعت سیئہ ہے اور اس میں بہت برائیاں ہیں۔ منجملہ ان کے خاص کردن کا اور دنوں سے واسطے فعل غیر معین کے اور یہ منصب شارع کا ہے۔ پس خاص کرنا اپنی طرف سے دعویٰ کرنا ہے شارع کے منصب کا اور تعیین شارع پر قیاس کرنا بدون علت مشترکہ کے صحیح نہیں، اس لئے کہ علت شرط ہے اجتہاد میں، اور منجملہ برائیوں کے ایک یہ ہے کہ اس میں طعن، مذمت اور ملامت کرنا ہے اگلے بزرگان دین کو اسطرح کر کیوں نہ کیا انہوں نے ایسا کام جس میں خیر کثیر ہے اور جو دلالت کرتا ہے انتہائی محبت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باوجود انکے منہمک ہونے کے محبت آنحضرت صلعم میں اور اسطرح کہ کیوں نہ بتلایا امت کو ایسا کام جس میں انتہائی محبت تھی آنحضرت صلعم کی اور محبت عین ایمان ہے موافق حدیث کے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تم میں نہیں مومن ہوتا کوئی بیشک کہ میں اس کے نزدیک اسکے ماں باپ اور تمام آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں پس لازم آتی ہے نسبت بخل کی حضور صلعم کیطرف بھی کہ کیوں نہ بتلایا ہمکو انتہا ایمان و اسلام کا فعل بلکہ اللہ تعالیٰ پر اسطرح کہ بخل کیا شریعت حضور صلعم کو اور کہہ دیا اللہ تعالیٰ نے

تکمیل شریعت کے واسطے کہ آج مکمل کیا ہم نے دین تمہارا اور ختم کردیں تم پر نعمتیں اپنی اور فرمایا تمام ہوئے کلمے پروردگار کے صدق و عدل سے اور منجملہ برائیوں کے یہ ہے کہ اس میں مشابہت ہے اہل کتاب نصاریٰ کے ساتھ کہ وہ سال میں ایک دن کو بڑا جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دن عیسیٰؑ کی ولادت کا ہے اور ہندو قوموں سے کہ وہ بھی بزرگ سمجھتے ہیں سال میں ایک دن کو اور کہتے ہیں کہ یہ دن کنہیا کی پیدائش کا ہے جس کو ہندی میں جنم دن کہتے ہیں" انتہیٰ۔

(۱۲) علامہ ابن حسن اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ :-

ان هذا العمل لم ينقل عن السلف ولا خير فيما لم ينقل عن السلف"	عمل مولد سلف سے منقول نہیں اور سلف نے جس کام کو نہ کیا ہو اس میں بہتری نہیں ہے"

قرۃ الجبیر لنقلاً عن الصواعق

(۱۳) احمد بن محمد مصری مالکی نے قول معتمد میں لکھا ہے کہ :-

مع هذا فقد اتفق علماء المذاهب الاربعة بذم هذا العمل۔	ساتھ ہی اس کے علماء مذاہب اربعہ نے مذمت عمل مولد پر اتفاق کیا ہے۔

(۱۴) علامہ ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبدالحمید مالکی نے تکملہ التفسیر میں لکھا ہے کہ :-

مما يهتمه بعمل المولد فى ربيع الاول فليق ان ينكر على من يهتم به"۔ از قول معتمد۔	ربیع الاول میں عمل مولد کیلئے جو اہتمام کیا جاتا ہے وہ اس لائق ہے کہ اسکے کرنے والے پر نکیر کرنا چاہیئے۔

(۱۵) محمد بن ابی بکر مخزومی مالکی صاحب تسہیل شرح وافی، کتاب البدع والحوادث میں لکھتے ہیں کہ :-

ومن المنکرات القبیحة والمکروھات الفضیحة فی ھذہ الاعصار ما یعمل بمولد النبی صلعم فی بعض الامصار وما ھلك امة من امم المرسلین الا بابتداع فی الدین۔ ـــــــ قول معتمد

منکرات قبیحہ اور مکروہات فضیحہ میں سے اس زمانہ میں عمل مولد ہے جو بعض جگہ ہوتا ہے اور کوئی امت اگلے رسولوں کی تباہ نہیں ہوئی مگر دین میں نئی باتیں پیدا کرنے سے۔

(۱۶) علامہ علاء الدین بن اسمٰعیل شافعی شرح البعث والنشور میں لکھتے ہیں کہ:-

ما یعتقل لمولدہٖ صلعم بدعة یذمہ فاعلہا۔

مولود بدعت ہے، اس کا کرنے والا قابل مذمت ہے۔

(۱۸) حافظ ابوبکر بن عبدالغنی مشہور بہ ابن نقطہ بغدادی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ:-

ان عمل المولد لم ینقل عن السلف ولاخیر فیما لم یعمل السلف۔

بے شک عمل مولد سلف سے منقول نہیں اور جس کو سلف نے نہیں کیا اس میں خیر نہیں۔

(۱۹) حضرت امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی حنفی علیہ الرحمۃ جو مشہور اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں وہ مجلس مولد کی نہ صرف ناجائز صورت ہی کے مخالف ہیں بلکہ اس کی جائز صورت کو بھی بہ نظر اصلاح امت مناسب نہیں سمجھتے، چنانچہ ان کے مشہور مطبوعہ مکتوبات میں سے ایک مکتوب میں میلاد کے متعلق لکھا ہے:-

"اگر بہ نیجے خوانند کہ تحریفے در کلمات قرآنی واقع نہ شود و در قصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نہ گردد آں را ہم بغرض صحیح تجویز نمایند چہ مانع است۔"

مخدوما! بخاطر فقیر میرسد تا سد ایں باب مطلق نکنند بوالہوساں ممنوع نمی گردند اگر

اندک تجویز کردند منجر به بسیار خواہد شد تکمیلاً لبعض الی کثیرہ وقول مشہور است۔"

(۱۹) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے کہ:۔

"در روز تولد و وفات ہیچ نبی عید نگردانید ند۔"

(۲۰) صاحب طریقہ محمدیہ نے بیان بدعات میں اپنی منہیات میں لکھا ہے کہ:۔

وقرأة مولد النبی صلعم	منجملہ بدعتوں کے عورتوں کا مولود پڑھنا
بالجہر بحیث یسمعہ الرجال من	بلند آواز سے اسطرح کہ لوگ اس کو گھر کے
خارج البیت ۔ الخ	باہر سنیں الخ

(۲۱) صاحب ذخیرۃ السالکین نے لکھا ہے کہ:۔

"چیزے کہ نام آن مولودی نامند بدعت است چہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم ہیچ کس را بدیں نہ فرمودہ ونہ خلفائے اوؓ ونہ ائمہ اوؒ، ونہ خود ایں فعل کردہ اند۔"

(۲۲) صاحب نور الیقین نے بھی ایسا ہی لکھا ہے ۔

(۲۳) شرعۃ الٰہیہ میں لکھا ہے:۔

فاعلم ان البدعۃ المذمومۃ	پس جان تو کہ بیشک خراب بدعت جو ملکوں اور
فی الامصار والبلاد مجلس مولد	شہروں میں رائج ہے محفل مولود ہے کہ یہ نہیں
النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ	ثابت ہے اور شرعیہ سے قرآن وحدیث سے

نہ ثابت ہونا تو ظاہر ہے اور قیاس سے تو قیاس معتبر مجتہدوں کا ہے ان شرطوں سے اصول میں مقرر ہیں اور کسی مجتہد نے اس کو جائز نہیں کہا۔ اور اجماع سے تو بیشک اجماع مجتہدوں کا معتبر ہے اور نہیں ثابت ہوا کہ کسی ایک مجتہد نے بھی اسکو جائز کہا ہو تاکہ مباح و مستحسن ہونے پر اجماع ان کا علاوہ اسکے اجماع کے واسطے ضرور ہے کہ

کتاب وسنت سے اور خلاف ہونا ایک شخص کا بھی مانع اجماع ہے مثل مخالف بہتوں کے اور سند کو اس کی کچھ بھی نہیں اور بہت علماء نے اس کو شدت سے منع کیا ہے۔

(۲۴) حاشیہ شامیہ (ص۱۳۹ ج۲ قبل باب الاعتکاف شامی) میں ہے:-

فھو باطل واقبح منہ النذر بقراءۃ	پس وہ باطل ہے اور اس سے زیادہ بُرا ہے
المولد فی المنائر مع اشتمالہ علی	نذر کرنا قرأت مولود کا مناروں میں ساتھ شامل
الغناء واللعب وایھاب ثواب ذلک	ہونے غنا و لعب کے اور ہبہ کرنے اس کے ثواب
الی حضرت المصطفیٰ صلعم	کو آنحضرت صلعم کے انتہی۔

(۲۵) مولانا عبدالحی لکھنوی فرنگی محلیؒ نے فرمایا ہے کہ:-

"اور اب چونکہ اسکا التزام کر لیا ہے اور اس کنگل اور لوبان وغیرہ جلانے کو اور مولود خواں کے آگے رکھنے کو رکن ذکر ٹھہرا لیا بنا بر علیہ بایں التزام مالا یلزم خالی کراہت سے نہیں ہے۔" مجموعۂ فتاویٰ ص۲۳ جلد۱۔

اسی طرح اور بھی بہت سے علماء ہیں مثلاً ابن رجب آفندی شارح طریقہ محمدیہ، علامہ فخر الدین خراسانی صاحب تاریخ، امام شعرانی صاحب تنبیہہ وغیرہ کہ مروّجہ مجلس مولد سے برابر اختلاف کرتے رہے ہیں، اس مختصر فہرست اور ان بعض علماء متقدمین و متاخرین کے اقوال سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔ اوّل یہ کہ مروجہ مجلس مولد سے اختلاف پرانی بات ہے۔ دوم یہ کہ اختلاف جہلاء یا معمولی مولویوں نے نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء اور ائمہ دین نے کیا ہے۔ سوم یہ کہ اس اختلاف میں علماء مذہب اربعہ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، و حنبلیہ متفق ہیں۔ چہارم یہ کہ علماء و صوفیاء دونوں نے اختلاف کیا ہے۔ پنجم یہ کہ بعض لوگوں نے اس بناء پر اختلاف کیا ہے کہ مولود میں قیود غیر مباح موجود تھیں اور بعض نے نفس میلاد

سے بوجہ اس کے کہ وہ بدعت ہے یہ ممکن ہے کہ پہلے حرام قیود والی مجلسیں کم اور مباح قیود والی محفلیں زیادہ ہوتی رہی ہوں، لیکن اب تو معاملہ بالکل برعکس ہے۔ یعنی محض مباح قیود والی محفلیں شاذ و نادر کہیں ہوتی ہوں، ورنہ زیادہ تر بالخصوص عوام میں ایسی ہی مجلسیں نظر آتی ہیں جو حرام اور مباح دونوں قسم کے قیود سے مرکب ہیں جس میں قید حرام تو حرام ہی ہے، قید مباح بھی اپنے درجۂ اباحت میں باقی نہیں رہی، یہی وجہ ہے کہ مروجہ مجلس مولد نے بلحاظ اختلاف بھی ترقی کی۔ پھر یہ اختلاف غیر محتاطین کا نہیں بلکہ محتاط علماء کی طرف سے ہے، اور بوجہ عداوت اسلام نہیں بلکہ بہ نظر اصلاح اہل اسلام ہے۔ پس اصلاح کا یہ کام جبکہ جدید نہیں بلکہ قدیم ہے اور بُرا نہیں بلکہ اچھا ہے۔ جس پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے بزرگ نے ماثبت السنہ میں علامہ ابن الحاج صاحب مدخل کو دعائے خیر دی ہے تو ان مصلحین کا یہ فعل اصلاح قابل تحسین و دعا ہے، نہ کہ لائق نفرین و ملامت۔ لیکن آج دیکھا جاتا ہے کہ بخلاف زمانہ سابق حال کے مصلحین کو وہابی کہکر بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے حالانکہ بدنام کرنے والے اگر انصاف سے خود دیکھیں تو ان کے علماء مجوزین اپنی کتابوں میں مجلس مولود کی جو حقیقت بیان کرتے ہیں وہ کچھ ہے اور جو عوام کرتے ہیں وہ کچھ ہے۔ علماء کے قولی اور عوام کے عملی حقیقت مولد میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ عوام کی بے راہ روی کا جب حوالہ دیا جاتا ہے تو مجوزین فوراً یہ کہکر الگ ہو جاتے ہیں کہ ہمیں عوام سے کیا مطلب اور ان کے فعل ہے ہمارے خلاف عدم جواز پر استناد کیوں کیا جاتا ہے؟ لیکن عجیب تماشا ہے کہ عوام کی اصلاح نہ وہ خود کرتے ہیں نہ مصلحین کو کرنے دیتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ عوام اتنے آزاد ہو گئے ہیں کہ خود مجوزین کی ہمت

نہیں پڑتی کہ انہیں کے نزدیک بھی جو باتیں خلاف شرع ہیں عوام کو مجلس مولد میں
ان کے کرنے سے روکیں، سابق مجوزین اور حال کے مجوزین میں بھی فرق ہے کہ پہلے
مجوزین کے خلاف اب کے مجوزین عوام کی مرضی کے سانچے میں ڈھل گئے ہیں یہی
وجہ ہے کہ عوام مجوزین کی مرضی کے پابند نہیں، بلکہ خود مجوزین عوام کی مرضی پر چلتے
ہیں۔ اور یہ بات صرف مجلس مولود میں ہی نہیں، بلکہ مجلس رجبی، عرس، قوالی، مروجہ
فاتحہ وغیرہ سب میں یہی رنگ ہے۔ مثال کے طور پر الہ آباد کی سالانہ رجبی کا ذکر کرتا
ہوں۔ اس کی تقریب میں سبزی منڈی سے چوک بلکہ دائرہ شاہ اجمل تک جو تیاری
ہوتی ہے اس میں وہ منکرات ہوتے ہیں جو شرعاً بالاتفاق حرام ہیں۔ مثلاً اب کے سال
رجب میں مرزاپور سے مولوی خلیل صاحب بنیادی مدرسہ مصباح العلوم الہ آباد میں
امتحان دینے گئے تھے انہوں نے وہاں رجبی کی تیاری کا تماشا بھی دیکھا اور
واپس آکر مجھ سے بیان کیا کہ پہلے دن چھوٹی رجبی کی اور دوسرے دن بڑی رجبی کی
تیاری ہوتی ہے۔ صرف چھوٹی رجبی میں یہ سامان دیکھا کہ بڑا پھاٹک بنا تھا، جس
پر شہنائی بج رہی تھی، مسلمانوں نے دو مدیہ دو کانوں میں منجملہ اور بزرگوں کی
تصویروں کے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت علیؓ کی تصویر بھی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کے
ہاتھ میں چھری ہے، سامنے حضرت اسمٰعیلؑ کھڑے اور ذبح ہونے والا مینڈھا
بھی موجود ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دونوں طرف حضرات حسنین رضی
اللہ عنہما بھی بحالت طفلی رونق افروز ہیں۔ کہیں شطرنج اور کہیں تاش ہو رہا
ہے، بعض جگہ گانے بجانے کا بھی مشغلہ جاری ہے۔ پھر لطف یہ کہ رجبی پڑھنے
کے لئے مولانا صاحب اسی طرف سے گزرتے ہیں اور واپسی میں ایک

ایک دو دکان پر رُکتے، فاتحہ پڑھتے اور یہ سب لغویات دیکھتے جاتے ہیں لیکن مسلمانوں کی بھلائی کے لئے اتنا بھی نہیں فرماتے کہ یہ خرافات سب کے نزدیک گناہ کی باتیں ہیں ان کو مت کرو، نہ یہی کرتے ہیں کہ بطور اظہار ناراضگی ایسوں کے یہاں نہ ٹھہریں تاکہ انہیں عبرت ہو۔ بلکہ اپنے طرز عمل سے ان کی اور ہمت افزائی کر جاتے ہیں۔

سال گزشتہ میں محمد عثمان مرزا پوری الٰہ آباد گئے تھے، انہوں نے دیکھا کہ ایک دو دکان پر مولانا محمد حسین صاحب مرحوم کی دستی بڑی تصویر لٹک رہی ہے افسوس! اتنی سخت منکرات اور متفق علیہ محرمات و ممنوعات سے بھی عوام کو مجوزین نہیں روکتے اور نہیں منع کرتے معلوم نہیں خدا کے یہاں اس مداہنت کا کیا جواب دیں گے۔

غرض اسی طرح مجلس مولد میں بھی عوام نے نہ صرف قیود مباح میں غلو کیا بلکہ منکرات و محرمات کا بھی اضافہ کیا، اور زمانہ حال کے مجوزین نے ان کی مرضی کے سانچہ میں ڈھل کر اپنے طرز عمل سے ناجائز باتوں کی تائید کی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ عوام بدعات میں شیر ہو گئے۔ آخر اس کے منع کرنے سے خود مجوزین کی ہمت بھی پست ہو گئی۔ یہ دیکھ کر بہ نظر خیر خواہی امت علماء مصلحین نے مروجہ مجلس مولد سے اگر اختلاف کیا تو بُرا کیا۔ یہ تو وہی علامہ ابن الحاج والی سنت ہے جس پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے دعا دی ہے۔ مجوزین جب شیخ ممدوح کو مستند سمجھتے ہیں تو ان کی اتباع میں چاہیے کہ مصلحین کو وہ بھی دعائے خیر دیں اور وہابی سے دین، کافر و مرتد وغیرہ کہنا چھوڑ دیں، تاکہ عوام

کا دینی بیڑا جو تباہی میں پڑا ہوا ہے وہ ٹھکانے لگے ورنہ قیامت کے دن معطلین کا کچھ نہ بگڑے گا بار انھیں عوام کا ہاتھ اور مجوزین کا گریبان ہوگا، پھر خدا کے سامنے کوئی بات بنائے نہ بنے گی۔

قیام

واضح رہے کہ مولود کی طرح قیام کا بھی حال ہے، یعنی نفس قیام اور قیام مولد دونوں الگ الگ دو چیزیں ہیں اور دونوں میں کوئی معمولی فرق نہیں بلکہ آسمان و زمین کا فرق ہے۔

نفس قیام

نفس ذکر ولادت کی طرح قیام میں بھی کسی کا اختلاف نہیں بلکہ سب کا اتفاق ہے کہ جائز ہے چنانچہ اس کو خود فریقین کی زبانی سنئے۔ مخالفین میں سے مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنیؒ نے براہین قاطعہ ردّ انوار ساطعہ میں متعدد جگہ فرمایا ہے۔

(۱) "مطلق ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نفس قیام جائز ہے کوئی اس کا منکر نہیں۔" ص۱۴۲۔

(۲) معترض نہ ذکر اللہ سے بحث کرتا ہے نہ مطلق قیام سے کہ مطلق اس

کے نزدیک مندوب ہے:

(۳) قیام مباح تو تھا مطلقاً اور تعظیم شان ذکر فخر دو عالم علیہ السلام کے واسطے مستحب بھی تھا، مگر جہلاء کی تقیید و تخصیص اور عوام کی سنت و وجوب سے بدعت و مکروہ ہوا تھا: ص۱۹۳۔

مولانا اشرف علی تھانوی مدظلہ نے بھی محفل مولد کی تیسری صورت میں یہی لکھا ہے جیسے میں ان کے رسالہ اصلاح الرسوم سے سابقاً نقل بھی کر چکا ہوں تاہم میں نفس قیام کی بابت ان کے یہ الفاظ ہیں۔

"اس میں یہ امور بھی ہیں، شیرینی و قیام و فرش و تکبر و بخور و عطر اور مثل اس کے جو اپنی ذات میں خلاف شرع نہیں ہیں۔

نیز اسی صورت سوم کے جائز پہلو کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

"کبھی اثنا بیان فضائل و شمائل نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ میں اگر شوق وجد غالب ہو جائے کھڑے ہو جائیں، پھر اس میں کسی خاص موقعہ کے تعین کی کوئی وجہ نہیں۔ جب کیفیت غالب ہو خواہ اول میں یا وسط میں، یا آخر میں اور خواہ تمام بیان میں ایک بار یا دو چار بار اور جب یہ غلبہ نہ ہو بیٹھے رہا کریں، کبھی باوجود غلبہ کے اسی طرح ضبط کر کے بیٹھے رہیں اور نہ محفل مولد کی تخصیص کریں۔ اگر اور مواقع پر بھی حضورؐ کے ذکر سے غلبہ و شوق ہو تو وہاں بھی گاہ گاہ کھڑے ہو جایا کریں۔"

اسی طرح مولانا نے اپنے "وعظ النور" میں بھی ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

"غرض ہم نفس قیام کو منع نہیں کرتے۔ مگر قیام حرکت و وجد یہ ہے اور

یہ طاری ہو جاتی ہے تو اگر کوئی شخص وارد کے غلبہ سے مضطر ہو جائے تو اس
کو جائز ہے مگر یہ یاد رہے کہ وہ اضطرار کسی خاص مضمون کے ساتھ مخصوص
نہ ہوگا۔ صد ۔

نیز اسی میں ہے۔

"غرض قیام کی ابتداء یوں ہوئی کہ اول کسی کو وجد ہوا، پھر بلا وجد ہی،
اس کو رسم کر لیا اور ہم اس رسم ہی کو منع کرتے ہیں حالت کو منع نہیں کرتے
کیونکہ حالت تو غیر اختیاری ہے اسکو کیونکہ منع کیا جا سکتا ہے" صد

مجوزین میں سے مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اپنے رسالہ "اقامۃ القیامہ"
بحث اثبات قیام مولد میں ایک جگہ لکھا ہے کہ۔

"اصل اشیاء میں اباحت ہے یعنی جس چیز کی ممانعت شرع مطہر سے ثابت
اور اس کی برائی پر دلیل شرعی ناطق وہی تو ممنوع و مذموم ہے، باقی سب چیزیں
جائز و مباح رہیں گی خواہ ان کا ذکر جواز قرآن و حدیث میں منصوص ہو یا اُن
کا کچھ ذکر نہ آیا ہو" صد ۲۵ ۔

مولوی عبد السمیع صاحب انوار ساطعہ میں بالکل صاف فرماتے ہیں کہ:۔
"پس جبکہ نہی ثابت نہ ہوئی تو موافق قواعد مقررہ علماء فقہ کے جن کو علامہ
شامی اور محقق ابن ہمام وغیرہ لکھتے ہیں کہ جمہور حنفیہ و شافعیہ کے نزدیک اصل
اشیاء میں اباحت ہے یہ قیام مباح الامر ٹھہرا" صد ۱۹۳ ۔

ان حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ نفس قیام، مطلق اور بلا قید چیز ہے جو مباح
اور فریقین کے نزدیک جائز ہے۔

قیام مولد

واضح رہے کہ قیام غیر مخصوص بذکر ولادت کا نام نفس قیام اور قیام مخصوص بذکر ولادت کا نام قیام مولد ہے، اور قیام مولد ہی وہ قیام ہے جس میں فریقین کا اختلاف ہے! اور اسی کی تاریخ مجھے بیان کرنی ہے۔ لیکن بیان تاریخ سے پہلے اتنی بات یاد رکھنی چاہیئے جو آئندہ کام دے گی کہ نفس قیام جو عند الفریقین بالاتفاق جائز ہے وہ نہ مروجہ مجلس مولد میں ذکر ولادت کے ساتھ مخصوص ہے نہ رواجی ہے نہ دوامی ہے۔ بخلاف اسکے قیام مولد مروجہ مجلس مولد میں ذکر ولادت کے ساتھ مخصوص ہے، رواجی ہے، دوامی ہے۔ یعنی مولود ہی میں اور ذکر ولادت ہی کے وقت بلا وجد اور غلبہ حال باختیار خود ہمیشہ لوگ رواج کی وجہ سے قیام کرتے ہیں اسی کو مخالفین ناجائز اور مجوزین جائز بلکہ فعل ثواب سمجھتے ہیں، کوئی نہ کرے تو اس کو وہابی وغیرہ کہکر طرح طرح مطعون کرتے ہیں اور بعض تو اتنا غلو کرتے ہیں کہ قیام مولد نہ کرنے والے کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔

قیام کی ابتدا

مروجہ مجلس مولد کی طرح مروجہ قیام مولد کا بھی حال ہے کہ اس کا نہ قرآن پاک میں حکم ہے نہ حدیث شریف میں کہیں ذکر ہے اور نہ مجتہد فیہ ہے۔ اسی لئے باوجود بسیار جستجو کے، عہد نبوت، زمانۂ صحابہ وقت تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین بلکہ اخیر ساتویں صدی ہجری تک اس قیام مولد کا وجود نہیں ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ مروجہ مجلس مولد کی طرح مروجہ قیام مولد میں بھی اس کے جواز و عدم جواز میں گو اختلاف ہے مگر فریقین کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ بھی قرون ثلثہ کے بعد کی ایجاد ہے اور اتنے بعد کی ایجاد ہے کہ خود مولود کے

ایجاد اور رواج کے وقت بھی اس کا وجود نہ تھا یعنی موصل میں عمر بن محمد موجد میلاد نے جب مولود کیا تو بلا قیام کیا۔ اربل میں ملک مظفر الدین ابو سعید کوکبوری مروج میلاد نے ۶۰۴ھ میں جب مولود کو رواج دیا اور مرتے دم تک ہر سال نہایت دھوم سے مولود کرتا رہا، جس کی تفصیل آپ اوپر پڑھ چکے ہیں، تو اس میں بھی سب کچھ تھا مگر قیام نہ تھا۔ حافظ ابن حجر اور علامہ سیوطی کی بیان کردہ حقیقتِ مولد میں بھی قیام کا پتہ نہیں۔ مولوی عبد السمیع صاحب نے ملوک مصر و اندلس و مغرب کے عظیم الشان مجالس میلاد کا ذکر کیا مگر اسمیں قیام کا نشان نہ دیا۔ ۷۸۵ھ میں شاہ مصر کے ذی احتشام محفلِ مولد کو بھی بحوالہ ابن جزری اور ابو سعید نور الدین بورانی نقل کیا لیکن اسمیں بھی قیام کا نام نہ لیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدا میں تقریباً ایک صدی تک مولود بلا قیام کے ہوتا رہا۔ ہاں مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی، جو درِ نصاریٰ میں ہندوستان کے مشہور عالم گزرے ہیں، رسالہ الدر المنظم کے اخیر میں ۱۲۹۲ھ کی ان کی لکھی ہوئی تقریظ موجود ہے جس میں مرقوم ہے کہ۔

"قیام وقتِ ذکر میلاد کے چھ سو برس سے جمہور علمائے صالحین نے متکلمین اور صوفیہ صافیہ اور علماء محدثین نے جائز رکھا ہے" ص ۱۳۳ ر ۱۳۴۔

اس سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ آٹھویں صدی ہجری کے مولود میں قیام کا وجود تھا، مگر یہ کہ اس کی ابتداء کب ہوئی؟ اس کا کچھ پتہ نہیں۔

قیام کا پہلا بانی

اکثر مجوزین نے لکھا ہے کہ قیام کی ابتداء علامہ تقی الدین سبکی شافعیؒ (مولود ۶۸۳ھ متوفی ۷۵۶ھ) کی ذات سے ہوئی اور وہی اس کے موجد ہیں لیکن حق یہ ہے کہ یہ بالکل غلط ہے، کیونکہ علامہ سبکیؒ سے جو قیام

صادر ہوا تھا وہ قیام قیام مولد نہ تھا بلکہ غیر مجلس مولد میں اتفاقیہ غلبۂ حال کا نفس قیام تھا۔ پس علامہ سبکیؒ کے قیام کا واقعہ مجوزین کے خیال کی تصدیق نہیں کرتا چنانچہ وہ واقعہ خود مجوزین کا نقل کردہ ملاحظہ فرمائیے۔

مولینا عبدالحق صاحب الہ آبادی مہاجر مکی نے اپنے رسالہ الدر المنظم فی حکم عمل مولد النبی الاعظم کے آٹھویں باب صفحہ ۱۲۳ ۱۲۴ میں پہلے بحوالہ سیرۃ حلبیہ پھر بحوالہ سیرۃ شامی اس واقعہ کو نقل کیا ہے اور حاشیہ پر اسکی عربی عبارت کا ترجمہ بھی لکھا ہے وہ عبارت مع ترجمہ حسب ذیل ہے۔

قد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم من عالم الامۃ ومقتدی الائمۃ دیناً وورعا الامام تقی الدین السبکی وتابعہ علی ذلک مشائخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضھم ان الامام السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد منشد قول الصرصری رحمۃ اللہ علیہ فی مدحہ صلی اللہ علیہ وسلم وشرف وعظم ؂	بے شک قیام پایا گیا ہے وقت ذکر اسم مبارک آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امام امت کے جو مقتدا ہیں ائمہ کے باعتبار دین اور پرہیزگاری کے جن کا نام امام تقی الدین سبکی ہے اور متابعت کی ہے ان کی اس امر پر مشائخ اسلام نے انکے زمانہ میں اور اُن لوگوں میں سے بعض نے یہ حکایت کی ہے کہ ایک دفعہ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بہت سے علما روقت جمع تھے کہ اتفاقاً کسی نے صرصری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر جو کہ آنحضرت علیہ السلام کی مدح میں کہا تھا پڑھا ؂ ۔ اس شعر کے سنتے ہی امام سبکی کھڑے ہوگئے اور تمام

؂ اس کے بعد وہ شعر ہے جو آگے سیرۃ شامی کی عبارت میں بھی آتا ہے۔ ۱۲

فعند ذلك قام الامام السبكي رحمة الله وجميع من في المجلس فحصل انس كبير بذلك المجلس ۔

حاضرین مجلس بھی ان کے اتباع میں کھڑے ہو گئے اور جمیع اہل مجلس پر عجیب کیفیت طاری انتہٰی

سیرۃ حلبیہ

کوئی صاحب لفظ مجلس اور اجتماع علماء سے یہ خیال نہ فرمائیں کہ وہاں مجلس میلاد تھی، بلکہ وہ درس و تدریس کی صحبت تھی، چنانچہ سیرۃ شامی کی روایت میں اس کی تصریح ہے ۔

قال ذو المحبة الصادقة حسان زمانه ابو زكريا يحيى بن يوسف الصرصري رحمة الله عليه في قصيدة من ديوانه ۔

محب صادق ابو زکریا یحیی ابن یوسف صرصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دیوان کے ایک قصیدہ میں یہ شعر لکھے ہیں ۔

قليل لمدح المصطفى الخط بالذهب | على فضة من خط احسن من كتب

تھوڑا ہے واسطے مدح مصطفیٰ کے سونے سے لکھنا | چاندی کی عمدہ کتاب پر اچھے خط سے

وان تنهض الاشراف عند سماعه | قياما صفوفا او جثيا على الركب

اور یہ کہ کھڑے ہوں اشراف آپکا ذکر سننے کے وقت تعظیماً کر کے صف بصف یا وہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جائیں

اما الله تعظيما له كتب اسمه | على عرشه ما رتبة سمت الرتب

آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپکی تعظیم کے واسطے آپکا نام مبارک اپنے عرش پر لکھا ہے کیا اعلیٰ رتبہ ہے سب رتبوں سے بالاتر

واتفق ان منشدا انشد هذه القصيدة في ختم درس شيخ الاسلام

اتفاقاً اس قصیدہ کو کسی پڑھنے والے نے اس وقت پڑھا جب کہ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ

الحافظ تقي الدين ابي الحسن السبكي و الفضاة و الاعيان بين يديه فلما وصل المنشد الى قوله و ان تنهض الاشراف عند سماعه الى آخر البيت قام الشيخ للحال قائما على قدميه امتثالا لما ذكره الصرصري وحصل للناس ساعة طيبة ذكره ولده شيخ الاسلام ابو نصر عبد الوهاب في ترجمته من الطبقات الكبرى ۔

درس و تدریس سے فارغ ہوئے اور بڑے بڑے قاضی و مفتی علما ان کے پاس موجود تھے سبب پڑھنے والا اس بیت پر پہنچا جسکا مضمون یہ تھا کہ رسول کے ذکر مبارک کے وقت ہوجاویں اشراف کھڑے ہو جاویں "الخ" تو فورا امام سبکی کھڑے ہوگئے تاکہ صرصری رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کا امتثال امر ہوجائے ۔سب لوگوں کو ایک عجیب کیفیت و سرور حاصل ہوا اس کو ان کے صاحبزادے شیخ الاسلام ابو نصر عبدالوہاب نے امام سبکی کے ترجمہ میں طبقات الکبریٰ میں ذکر کیا ہے ۔

سیرۃ شامی

بس یہ ہے علامہ تقی الدین سبکی شافعیؒ کے قیام کا واقعہ، وہاں نہ مجلس میلاد تھی، نہ ذکر ولادت کا پتہ، نہ اختیاری اور رواجی قیام تھا، ہاں صحبت درس تھی جہاں بعد درس اتفاقیہ کسی نے صرصریؒ کا نعتیہ قصیدہ پڑھا جس کے مذکورالصدر شعر پر حسب مضمون امام سبکیؒ کو وجد و غلبہ حال ہوا، کھڑے ہو گئے اسمیں حاضرین نے بھی آپ کی اتباع کی، مگر غلبہ حال کے اس اتفاقی قیام کو مروجہ مجلس مولد کے لازمی اور اختیاری قیام سے کیا نسبت ؟ ۔

یہی وجہ ہے کہ مولانا خلیل احمد صاحبؒ جو قیام مولد کے مخالف ہیں، براہین

قاطعہ میں علامہ سبکیؒ کے قیام کا انکار نہیں کرتے اور صاف فرماتے ہیں کہ :-

"علامہ سبکی کا شرق میں کھڑا ہو جانا محل انکار نہیں اور اس خصوصیت بموقع قیام پر کچھ اس سے ثبوت و استدلال نہیں" (صفحہ ۱۷) -

پھر مولوی عبدالسمیع صاحب نے دار المنظم پر اپنی تقریظ میں نہ معلوم کس بنیاد پر یہ لکھا ہے کہ :-

"محدث حلبی و دیگر اکابر سلف رحمہم اللہ لکھتے ہیں کہ اقتدار امام سبکی کا کافی حجت ہے مستحسن ہونے قیام میں" (صفحہ ۱)

میری سمجھ میں یہ بات بالکل نہیں آتی کہ امام سبکی کا قیام جب قیام مولد تھا ہی نہیں تو قیام مولد کیلئے ان کا قیام حجت کیونکر ہوا، اور قیام مولد میں ان کی اقتدا کیسی ؟ پس اصل یہ ہے کہ جس طرح اس کا پتہ نہیں کہ قیام مولد کی ابتدا کب ہوئی اسی طرح یہ بھی نہیں معلوم کہ کہ قیام مولد کا موجد و بانی کون ہے -

اجتماع میلاد و قیام

ابتدا میں تو قیام کا وجود ہی نہ تھا، اور مجلس مولد کے قدیم مجوزین مثلاً ابن وحیہ، ابن حجر، علامہ سیوطی وغیرہ حتیٰ کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بھی قیام مولد کا ذکر نہیں کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے غالباً مولود کے لئے قیام ضروری بھی نہ تھا لیکن اب تو عموماً مولد کے لئے قیام لازم ہے اور وہ ذکر ولادت کا ایسا جزو لاینفک ہو گیا ہے کہ اگر کوئی مولود بلا قیام کے پڑھے تو اس کو مولود ہی نہیں سمجھا جاتا۔ ہاں اس قضا کی ادا کے لیے پھر وہیں دوسرے دن یا دوم کسی اور سے مولود پڑھواتے اور اس میں ذکر ولادت کے وقت قیام کر لیتے ہیں تب تسکین ہوتی ہے کہ اب مولود ہوا۔ اسی لیے

عام طور پر یہ خیال قائم ہو گیا ہے کہ جیسے اب ہوتا ہے ویسے ہی ہمیشہ سے مولود،
اور قیام ایک ساتھ ہوتا چلا آیا ہے۔ حالانکہ یہ خیال غلط ہے، آپ اوپر پڑھ چکے ہیں
کہ شروع میں ایجاد میلاد کے بعد عرصہ تک مولود بلا قیام کے ہوتا رہا اور خود مولود کرنے
والے قیام کا نام تک نہ جانتے تھے۔ پھر مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی
۱۲۳۹ھ تک مولود کے لئے قیام ایسا غیر ضروری تھا کہ اکثر بڑے مجوزین نے مولود کا ذکر
کیا مگر قیام کا نام تک نہ لیا۔

ہاں قیام کے متعلق مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی کی جو عبارت اوپر نقل
کی جا چکی ہے، اس سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً آٹھویں صدی ہجری مولود
کے ساتھ قیام کا وجود تھا لیکن یہ کہ مولود اور قیام کو جمع یا مولود میں قیام کو جمع یا مولود
میں قیام کو جمع یا مولود میں قیام کو داخل کس نے کیا؟ اس کا کچھ پتہ نہیں، مولوی
عبدالسلام صاحب ندوی نے بحوالہ مدخل جلد ۲ ص ۳ اپنے مطبوعہ مضمون "بدعت"
میں لکھا تھا کہ:-

> "قیام کی ابتداء در حقیقت اس طرح ہوئی کہ ایک صوفی منش بزرگ
> کو ثنائے مولود میں حال آ گیا اور وہ وجد کی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے
> چونکہ وہ نہایت موقر اور صاحب اثر تھے اس بنا پر ان کے ساتھ ساری
> مجلس کھڑی ہو گئی۔"

پھر صاحب مضمون نے اپنی رائے لکھی ہے کہ "یہ پہلا دن تھا کہ قیام مولود کا جز
ہو گیا، افسوس کہ اس وقت مدخل میرے پاس نہیں ہے کہ میں براہ راست اس میں
یہ واقعہ اور ان بزرگ کا نام دیکھوں۔ بہر حال یہ واقعہ اگر وہی امام سبکی والا ہے تو امر

کی کیفیت ابھی اوپر گزر چکی ہے اور اگر کسی دوسرے بزرگ کا واقعہ ہے تو بجز اسکے کردہ قیام بھی ایک مولود میں ان بزرگ سے صادر ہوا اور قیام مولد بھی مولود میں ہوتا ہے اور یہ باتیں بحوالۂ مدخل بیان کردہ ان بزرگ کے قیام میں موجود نہیں، وہ تو ان بزرگ سے وجود علیہ حال میں اتفاقاً بالا ضطرار صادر ہوا تھا۔ سوال تو یہ ہے کہ ذکر ولادت کے بالالتزام و بالاختیار قیام کو مروجہ مجلس مولد کے ساتھ جمع یا اس کا جزو یا اسمیں داخل کس نے اور کب کیا؟ جب اسی کا پتہ نہیں تو پھر جامع مولود و قیام کا حال بھی ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔

اہل قیام عمل قیام میں کس کے مقلد ہیں

مجوزین مدعی ہیں کہ ہم مسلم ہیں حنفی ہیں، لہٰذا اس کا جواب ان سے یہ ملنا چاہیئے کہ ہم عملِ قیام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متبع ہیں، یا امامِ اعظم ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں۔ افسوس کہ جس طرح انہوں نے عمل مولد میں خلافِ امید جواب دیا تھا کہ "دستور العمل سلاطینِ قدمیہ و شامیہ و مغربیہ واندلسیہ کے پابند اور عمر بن محمد موصلی، سلطان کوکبوری اربل، ابن دحیہ کلبی غیر مقلدین کے مقلد ہیں" اسی طرح عملِ قیام میں بھی خلافِ امید جواب دیتے ہیں کہ ہم نہ دستور العمل، شریعت کے پابند ہیں نہ امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں، بلکہ امام تقی الدین سبکی شافعیؒ کے مقلد ہیں۔ جیسا کہ آپ اوپر مولوی عبد السمیع صاحب کے قول میں پڑھ چکے ہیں لیکن سابقاً آپ یہ بھی معلوم کر چکے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکیؒ قیامِ مولد کے نہ موجد ہیں نہ مجوز، لہٰذا مجوزین کا یہ کہنا بھی کہ عملِ قیام میں ہم امام سبکی شافعیؒ کے مقلد ہیں غلط ہے پھر کس کے مقلد ہیں؟ ظاہر ہے کہ اس کے مقلد ہیں جو قیامِ مولد کا موجد ہے لیکن

جب اس کا پتہ نہیں کہ وہ کون تھا اور اس کا مذہب کیا تھا تو ماننا پڑے گا کہ مقتدی بلا امام کی طرح اہل قیام عمل قیام میں مقلد و مقتدی تو ہیں لیکن ان کا امام و پیشوا غائب اور نامعلوم ہے۔

ایجاد قیام کی وجہ ایجاد قیام اور عمل قیام دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ میں نے مجوزین کی کتابوں میں بہت تلاش کیا، عمل قیام کی وجہ تو ملی لیکن ایجاد قیام کی وجہ سے نہ مل سکی اور کیونکہ ملتی جب کہ مولود میں تو جد مولود کے وجود معلوم ہوتے ہوئے ایجاد میلاد کی وجہ نہ مل سکی تو قیام میں تو موجد قیام میں یہ امر مشترک ہے کوئی نہ مانتا مجوزین ان کو عقیدۃً بہت کچھ سمجھتے اور عملاً بڑی دھوم سے کرتے ہیں۔ مگر دونوں کے ایجاد کی وجہ نہیں بتاتے لہٰذا ہم بھی اس کے پیش کرنے سے مجبور ہیں۔ رہی عمل قیام کی وجہ تو اسے میں انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب چند ہی سطر کے بعد عرض کروں گا۔

قیام میں تبدیلیاں و ترقیاں

شروع سے اب تک مجلس مولود کی طرح قیام مولود میں بھی متعدد حیثیت سے اکثر تبدیلیاں و ترقیاں ہوئیں سب کو کہاں تک لکھوں بس بعض کو لکھتا ہوں۔

بلحاظ حقیقت پہلے کا حال تو معلوم نہیں ہاں اب جو حقیقت بیان کی جاتی ہے وہ مجلس مولد کی حقیقت کی طرح طویل نہیں بلکہ مختصر ہے یعنی کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنا بس قیام مولد کی یہی حقیقت ہے۔ اور نفس حقیقت کے اعتبار سے کوئی خاص تغیر و تبدل اب تک سننے دیکھنے میں نہیں آیا۔

بلحاظ وجہ ایجاد قیام کی وجہ میں جس جگہ قیام کی وجہ کا ذکر ہوا تھا اسکے بیان کا وقت اب آگیا ہے۔ واضح ہو کہ اس جگہ تین باتوں کی وجہیں قابل ذکر ہیں۔ ایک قیام کی وجہ، دوسرے ذکر ولادت ہی کے وقت قیام کی وجہ، تیسرے مجلس مولد ہی میں ذکر ولادت کے وقت قیام کی وجہ۔

(۱) مجلس مولد ہی میں ذکر ولادت کے وقت قیام کی وجہ

مولوی عبد السمیع صاحب نے انوار ساطعہ میں لکھا ہے:

در بعض حالات میں نام رسولﷺ آتا ہے دل کو ذہول اور غفلت ہوتی ہے برخلاف مجلس کے کہ یہاں تو ہر قسم کے سامان آداب و تعظیم موجود ہیں، خواہی نخواہی ہر عامی کی بھی آنکھیں کھل جاتی ہیں، تعظیم بجالاتے ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر ہم قیام کو فرض یا واجب کہتے تب یہ اعتراض پہنچتا کہ کسی موقع میں بھی ترک جائز نہیں۔ جب فرض نہیں بلکہ مستحب اور مستحسن کہتے ہیں تو موقع محفل میں کہ وہاں جمیع امور استحسان و آداب موجود و مہیا ہیں قیام بھی کرتے ہیں تاکہ لوازم اکرام تمام مکمل ہو جاویں اور جہاں جمیع لوازم آداب منتفی ہیں وہاں یہ بھی نہ ہوا تو کیا حرج ہے۔ خالی قیام کیا پکار کرے گا ۔‘‘ ص۲۱۴، ۲۱۵۔

اس عبارت سے مجلس مولد ہی میں ذکر ولادت کے وقت قیام کرنے کی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ مجلس مولد میں جمیع لوازم آداب موجود ہوتے ہیں اور دوسری مجلس میں نہیں۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوریؒ نے در بارۂ مولد و قیام فتویٰ دیا تھا۔ اس میں انہوں نے قیام کی بابت یہ بھی فرمایا تھا جو براہین قاطعہ میں منقول ہے کہ :-

”علاوہ ازیں قیام وقت ذکر ولادت ہم مطلقاً معمول بہ نیست بلکہ مقید است بآنکہ مجلسے باشد کہ آنرا مجلس مولود نامند و لوازمات وہیئت مجلس درآں مرعی و ملحوظ باشند تا آں وقت قیام ضروری است والا لا مثلاً واعظے بر منبر نشستہ در مجلس وعظ ذکر ولادت شریف بیان کند کسے را از سامعین خیال قیام ہم بخاطر نخواہد گذشت چہ جائے قیام پس ہویدا است کہ قیام

بنابر عظام خیر الانام نیست بلکہ از شعائر و لوازم مجلس ست - مخفظاً جلا

غالباً مولوی عبد السمیع صاحب نے اپنے خیال میں اسی کا جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ مجلس مولد ہی میں جمیع لوازم آداب موجود ہوتے ہیں، لیکن حق یہ ہے کہ ان سے جواب نہ ہو سکا -

(۴) ذکر ولادت ہی کے وقت قیام کی وجہ

مولانا کرامت علی صاحب جون پوری رسالہ ملخص اردو میں لکھتے ہیں کہ :-

" مولود کا قصہ پڑھتے وقت اس علیہ السلام کے پیدا ہونے اور تشریف لانے کے ذکر آنے کے وقت گویا کہ وے اس وقت تشریف لائے ہیں اور اسی واسطے اس صورت کے ذکر کے سوائے دوسرے ذکر میں قیام نہیں کرتے " ص

مولانا محمد بن یحییٰ مفتی حنابلہ اور مولانا سید حمزہ صاحبان کی عبارت سے جنہیں قیام کی وجہ میں نقل کروں گا - معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ ذکر ولادت ہی کے وقت حضور صلعم کی روح مبارک جلوہ فرما ہوتی ہے اور اس کا مشاہدہ ہوتا ہے - لہٰذا اسی وقت قیام کیا جاتا ہے -

مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اپنے رسالہ اقامۃ القیامہ میں لکھا ہے -

" رہا یہ کہ یہ قیام ذکر ولادتِ شریفہ کے وقت کیوں ہے ، اس کی وجہ نہایت روشن ، اولاً صدہا سال سے علماء کرام و بلاد دار الاسلام میں یونہی معمول ، ثانیاً ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ ذکر پاک صاحب لولاک

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم شل ذاتِ اقدس کے ہے اور صورت تعظیم سے ایک صورت قیام بھی ہے اور یہ صورت وقت قدوم معظم بجلائی جاتی ہے اور ذکر ولادت حضور سید المعظمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم دنیا میں تشریف آوری کا ذکر ہے تو یہ تعظیم اسی کے ساتھ مناسب ہوئی" صــ۲۳ــ

مولوی عبد السمیع صاحب نے انوار ساطعہ میں لکھا ہے:۔

"جس سبب سے اس محفل کا نام مولد شریف ہوا ہے وہ یہی ذکر ولادت باسعادت ہے کیونکہ مولد میں معنی ولادت کے موجود ہیں۔ یہ ذکر نہ ہوا اور تمام جہاد اور بہادری اور معراج وغیرہ کا حال پڑھ دیا کریں اس کو عرف میں محفل مولد شریف کوئی نہیں کہے گا اور جو کوئی کہے گا نرا اسم بلا مسمی کے نہ ہوگا۔ اور دوسری وجہ یہ کہ ایجاد اس محفل کا بھی اسی بنا پر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں کہ اس نے پیدا کیا ہمارے لیے ایسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کہ علامہ ابو شامہ استاذ نووی نے فرمایا۔ ان دونو وجہ کے سبب جو کہ تیع اسی ذکر خاص یعنی ولادت کا ہوتا ہے، اسی وقت اظہار سرور فرحت اور تعمیل آداب عظمت زیادہ تر کی جاتی ہے کیونکہ اصل منشاء محفل کا یہی ذکر خاص ہے۔ باقی اور فضائل کا بیان اول و آخر تبعاً ہوتا ہے" صــ۱۲ــ و ۲۱۳۔

حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری نے منقولہ بالا عبارت سے پہلے فرمایا تھا کہ:۔

دریابید دانست کہ آنانکہ قیام می نمایند برائے تعظیم سیدالمرسلین نمی کنند بلکہ یکے از لوازمات و شعار مجلس معہودہ محدثہ است چہ اگر برائے تعظیم آنحضرت میکردند موقوف بذکر ولادت نبودے بلکہ ہرگاہ کہ ذکر تشریف آوردن حضرت در مسجد و بازار کدام مجلس دیا کہ وقت قدوم شریف حضرت از سفر غزوہ و حج وغیرہ مقامات آمدے قیام می کردند چہ زمان نبوت افضل تر از زمان ولادت بودہ "

براہین ص ۱۴۳

مولوی عبدالسمیع صاحب نے اپنی عبارت میں اس کا بھی جواب دینے کی کوشش کی ہے لیکن اصل یہ ہے کہ ان سے اس کا بھی جواب نہ بن پڑا، غرض ان حوالوں سے عین ذکر ولادت کے وقت خاص کر قیام کرنے کی یہ وجہیں معلوم ہوئیں، تصور ولادت حالی، حضور روح مبارک مشاہدہ جمال مصطفوی و اتباع، معمول علماء بلاد اسلام قدوم ذکری کی قدوم معظم سے مشابہت، محفل تولد میں تخصیص ذکر ولادت، ولادت پر ادائے شکر پہ تقلید اہل وجد و ذوق وغیرہ

(۳) قیام کی وجہ

قیام کرنے والے بیک زبان کہتے ہیں کہ مجلس مولد میں ذکر ولادت کے وقت قیام ہم ادب و تعظیم کے لئے کرتے ہیں، مگر کس کا ادب اور کس کی تعظیم، معلوم نہیں موجد قیام کا کیا خیال تھا؛ ہاں مجوزین کے اس میں بھی متعدد اقوال اور مختلف خیال ہیں مثلاً مولانا کرامت علی صاحب جونپوری رسالہ ملخص امددہ میں لکھتے ہیں۔

جب آیا ذکر ولادت اس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود پڑھتے وقت واسطے

تعظیم تعمۃ پیدا کرنے اللہ تعالیٰ کے اپنے رسول کو ایسے رسول کہ ان کو بھیجا ہے تمام عالم کی رحمت کے واسطے یا واسطے تعظیم ہیئت ولادت اس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام کرے۔“ ص

مولانا محمد بن یحییٰ مفتی حنابلہ کا قول مولانا احمد رضا خاں صاحب نے اقامۃ القیامۃ میں نقل کیا ہے کہ:۔

نعم یجب القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ یحضر روحانیۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعند ذلک یجب التعظیم والقیام۔ ص۱۳،۱۴۔	ہاں ذکر ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام ضرور ہے کہ روح اقدس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوتی ہے تو اس وقت تعظیم و قیام لازم ہوا۔“

مولانا سید حمزہ صاحب نے دار النظم کی تقریظ میں قیام کو مستحسنات مجوزہ علماء سے لکھ کر فرمایا ہے :۔

”طلباء کرام جو خلق کے جویا رہتے ہیں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وجہ استحسان علماء یہ ہے کہ بہ تعبیر مجربات سے ہے کہ اس وقت خاص میں خواص امت کو مشاہدۂ جمال مصطفوی حصول ہوتا ہے اور اس مشاہدہ کے واسطے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر مجلس میں تشریف لانا ضروری نہیں بلکہ ارتفاع حجاب کافی ہے۔ پس علماء کرام کا رامت ہیں مستحسن سمجھے کہ اہل وجد و ذوق کی تقلید سے عوام بھی بہ نیت استحسان قیام کر لیا کریں۔“ ص۱۳۶۔

مولوی عبداللہ صاحب نے دار المنظم پر اپنی تقریظ میں مولانا محمد یعقوب صاحب کا قول بیان کیا ہے کہ:۔

"اگرچہ اس کی اصل جیسی کہ چاہیئے نہیں، پر جب کہ تمام مجلس ذکر ولادت کی تعظیم کرا ٹھ کھڑی ہو ایسی حالت میں قیام نہ کرنا سوء ادبی سے خالی نہیں۔"

صفحہ ۱۴۳

اور یہ تو اکثر علماء نے علامہ تقی الدین سبکی شافعیؒ کا نام لے کر لکھا ہے کہ:۔

وکفی ذالک فی الاقتداء — اور اقتداء کے لئے یہ کافی ہے۔

(دار المنظم ص۱۴۴)

وکفی بمثل ذلک فی الاقتداء — اور اس قدر اقتدا کے لئے بس ہے۔

(اقامۃ القیامہ ص۳)

مطلب یہ ہے کہ قیام میں علامہ تقی الدین سبکی شافعیؒ کی اقتدا کافی ہے لیکن میری سمجھ میں بات نہیں آئی کہ مولانا احمد رضا خان صاحب کے نزدیک جب نماز میں اقتدار بالمخالف ناجائز ہے تو وہی اقتدا بالمخالف قیام میں کیونکر جائز ہے؟

مولانا احمد رضا خان صاحب اقامۃ القیامۃ میں فتوائے علماء حرمین سے ناقل ہیں جس کا ترجمہ انہیں کے الفاظ میں یہ ہے:۔

"یعنی ذکر ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وقت اس محفل میں اہل اسلام کا اشاعت وتعظیم واظہار احترام کے لئے قیام کرنا بتصریح انسان العیون مشہور بہ سیرۃ حلبیہ مستحسن ہے" ص۱۵۔

مولوی عبدالسمیع صاحب انوار ساطعہ میں گو حضور روح کے قائل ہیں۔ مگر

فرماتے ہیں :۔

"مانیانِ محفلِ میلاد علی العموم یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ روحِ مبارک ہر جگہ موجود ہوجاتی ہے" صفحہ ۲۰۔

"خوب سمجھنا چاہیئے کہ قیام کرنا وقت ذکرِ ولادت موقوف روح کے تشریف لانے پر نہیں" صفحہ ۲۰۔

"بے شک قیام تعظیمی مخصوص کسی کے آنے کے ساتھ نہیں بلکہ اور امور کی تعظیم میں بھی قیام پایا گیا ہے پھر کیا ضرور ہے کہ قیام مروجہ محفل میلاد شریف کو تعظیم آمدِ روح فیض لزوم کی وجہ سے کیا جاوے بلکہ اس میں محض تعظیم شانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے جو دل میں بھری ہوئی ہے قیام کیا جاتا ہے تاکہ ظاہر و باطن ایک ہوجائیں، جس طرح دل کے اندر حضورؐ کی عظمت ہے اسی طرح قیام بآداب و تعظیم اس عظمت کا نقشہ اور صورت ہے اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مجلس میں حاضر نہ ہوں لیکن آپ کا ظہور تو موجود اور ظاہر ہے۔ ذکرِ ظہور کی تعظیم بعینہٖ آپ کی تعظیم ہے۔ جب آپ کی تعظیم دل میں ہوئی تو آپ کے نام اور بیان اور ذکر کی تعظیم بھی دی گئی تو یہ ذکر کی تعظیم بھی بعینہٖ آپ کی تعظیم ہے اور آپ کی تعظیم خدا کی تعظیم ہے"

انوارِ ساطعہ صفحہ ۲۱۱، ۲۱۲

ان مجوزین کے اقوال سے قیام کی یہ وجہیں معلوم ہوئیں۔ تصورِ ولادت ہیئتِ ولادت اظہارِ احترام و اشاعت۔ حضورِ روح۔ مشاہدہ جمالِ مصطفوی

شانِ رسول۔ اظہار عظمتِ رسول۔ ذکرِ ظہور وغیرہ۔ ذکرِ ولادت ہی کے وقت قیام اور خود قیام کی یہ وجہیں ابھی ختم نہیں ہوئیں۔ بخوف طوالت بہت سے اقوال میں نے نقل نہیں کئے ممکن ہے وجوہِ عمل قیام کی اس ترقی میں آئندہ اور اضافہ ہو۔

بلحاظ عقیدہ مروّجہ مجلس مولد کی طرح مروّجہ قیام مولد کے متعلق بھی کئی عقیدے ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔

(۱) مولود میں قیام کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں

معلوم نہیں اس عقیدہ کی ابتدا کب ہوئی لیکن مخالفین میں سے علّامہ قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی عبارت بحث اختلاف میں نقل ہوگی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نویں صدی ہجری کے ربع اخیر میں اس عقیدے کا وجود تھا کہ آپ کی روح مبارک اس وقت آتی اور حاضر ہوتی ہے پھر بعد کو یہ عقیدہ رفتہ رفتہ پھیلتا گیا حتیٰ کہ متاخرین میں سے مولانا محمد بن یحییٰ مفتی حنابلہ۔ مولانا سید محمد حمزہ اور مولوی عبدالسمیع صاحبان کی عبارتیں ابھی اوپر گذری ہیں، جن میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح جلوہ فرما ہوتی ہے۔ جمال مصطفوی کا مشاہدہ ہوتا ہے مجوزین میں سے جو لوگ مجلس مولد میں یا بوقت قیام مولد حضور صلعم کی حضوری کے قائل ہیں ان کے اقوال کو دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ روح حاضر ہوتی ہے، بعض کہتے کہ آپ بذاتِ خود تشریف لاتے ہیں، بعض مانتے ہیں کہ آپ مجلس میں آتے نہیں بلکہ رفع حجاب ہو کر مشاہدۂ جمال باکمال

ہو جاتا ہے۔ مگر اب تو جہلا میں عام طور پر یہی خیال راسخ ہو گیا ہے کہ مجلس مولد میں قیام کے وقت آپ بذاتِ خود تشریف فرما ہوتے ہیں۔

(۲) مولود میں قیام کرنے سے ثواب ہوتا ہے۔

مولد کے متعلق عقیدہ کی بحث میں سابقاً لکھ چکا ہوں کہ شریعت میں اعمال کے درجے مقرر ہیں، بعض سے ثواب اور بعض سے عذاب و عتاب متعلق ہوتا ہے، بعض سے نہ ثواب ہوتا ہے نہ عذاب۔ قیام مولد بھی ایک عمل ہے اگر فعل ثواب ہے تو یقیناً فرض ہو گا، یا واجب یا سنت یا مستحب؟۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ مجوزین قیام مولد سے کس درجہ ثواب کی امید رکھتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ جس نے پہلے پہل قیام کو مولود کا جزو بنایا ہو گا اس نے اس کو جائز ہی سمجھا ہو گا۔ لیکن واللہ اعلم اس نے درجہ ثواب میں جائز سمجھا تھا یا درجہ اباحت میں؟ ثواب خیال کیا تھا۔ تو معلوم نہیں فرض۔ واجب۔ سنت۔ مستحب میں سے کس چیز کے ثواب کی امید پر عقیدہ تھا۔؟۔

ہاں بعد کو جب سے اب تک اکثر علماء مجوزین نے اس کے ثبوت و جواز کو جن الفاظ سے ادا کیا ہے اُس سے درجہ جواز و ثواب کا پتہ چلتا ہے چنانچہ وہ، الفاظ یہ ہیں:-

(۱) سُنّتِ حکمیہ میں سے ہے (۲) سنن زوائد میں سے ہے (۳) مستحب ہے (۴) بدعت حسنہ ہے (۵) مستحسن ہے۔ (۶) حسن ہے (۷) محمود ہے (۸) مندوب ہے (۹) مباح ہے۔

پہلا لفظ مولوی عبدالسمیع صاحب نے درالمنظم پر اپنی تقریظ میں۔ دوسرا لفظ

مولوی کرامت علی صاحب جونپوری نے رسالہ ملخص اردو میں، نوآں لفظ مولوی احمد رضاخاں صاحب نے رسالہ اقامۃ القیامۃ میں اور باقی الفاظ مشترک طور پر تقریباً سب نے استعمال کیے ہیں۔

ان سب الفاظ کا حاصل بس یہ تین لفظ ہیں۔ سنت غیر مؤکدہ۔ سنت زائدہ مستحب، مندوب و مستحسن، مباح۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مجوزین قیام میں دو خیال کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو قیام مولد کو فعل ثواب سمجھتے ہیں، دوسرے وہ جو اس کو نہ فعل ثواب جانتے ہیں نہ فعل عذاب و عتاب۔ مثلاً جس نے قیام کو سنت غیر مؤکدہ یا مستحب کہا اس کے نزدیک وہ فعل ثواب ہے، اور جس نے مباح کہا اس کے نزدیک فعل قیام پر نہ ثواب ہے نہ ترک قیام پر عذاب و عتاب۔ کیونکہ مُباح کہتے ہی اس فعل کو ہیں کہ جس کے کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر عذاب نہ ہو۔

اس سے درجہ ثواب بھی ظاہر ہو گیا یعنی قیام کرنے والوں کو نہ فرض کا ثواب ملے گا، نہ واجب کا نہ سنتِ مؤکدہ کا۔ بس سنت غیر مؤکدہ یا مستحب کا ثواب ملے گا۔ اسی کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ثواب کی امید رکھنے والے مجوزین قیام کو ایسا فعل سمجھتے ہیں کہ قیام کریں تو ثواب اور نہ کریں تو نہ عذاب ہوگا اور نہ عتاب، کیونکہ سنت غیر مؤکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم یا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیا ہو اور بدون کسی عذر کے گاہے ترک بھی فرمایا ہو۔ اس کا فاعل مستحق ثواب اور تارک مستحق عذاب ہے اور مستحب وہ فعل ہے کہ جس کو رسُولِ مقبول صلی اللہ صلی علیہ وآلہٖ وسلم نے یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے علی سبیل الدوام یا اکثر نہیں بلکہ گاہے گاہے کیا ہو اس کا فاعل مستحق ثواب ہے اور تارک پر کچھ عذاب نہیں۔

لیکن شامی کی تعریف کی بناپر قیام مولد کو سنت غیر مؤکدہ یا مستحب بھی نہیں کہا جاسکتا اور اس لئے اس کا فاعل بھی مستحق ثواب بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ قیام مولد کو حضور صلعم یا آپ کے صحابہ نے کبھی بھول کر بھی نہیں کیا، بلکہ سچ پوچھئے تو قیام مولد کو مباح کہنا بھی مشکل ہے۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب اور مولوی عبد السمیع صاحب کے قول کے مطابق قیام مولد کو مباح کہنے کا دارومدار اس پر ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور ہر وہ چیز جو شریعت میں مسکوت عنہ ہے مباح و جائز ہے۔ حالانکہ اولاً اصل باشیاء میں اباحت کا قاعدہ مختلف فیہ ہونے کے باوجود اہل اصول کے نزدیک عبادات کے لیے نہیں ہے۔ ثانیاً یہ قاعدہ کلیہ بھی غیر صحیح ہے کہ ہر مسکوت عنہ جائز و مباح ہے۔ ورنہ خود مجوزین کو ایک طرف بدعت کو حسنہ اور سیئہ کی طرف تقسیم کرنے سے دست بردار ہو جانا پڑے گا۔ دوسری طرف بدعت سیئہ کو بھی جائز و مباح کہنا پڑے گا۔ کیونکہ بدعت سیئہ کے متعلق بھی کتاب و سنت میں کوئی صریح حکم نہیں ہوتا۔ یہ نتیجہ ہے اصل اشیاء میں اباحت کے قاعدہ کو عبادت میں بھی جاری کرنے کا، الغرض بسلسلۂ ثبوت و جواز معلوم ہوا کہ مجوزین کا عقیدہ یہ ہے کہ قیام مولد سنت غیر مؤکدہ مستحب یا مباح ہے۔ لیکن اب مجوزین نے مباح سے مستحب مستحب سے سنت تک ترقی کر کے اسی پر قناعت نہیں کی گو وہ کہتے ہیں کہ ہم قیام کو واجب یا فرض نہیں کہتے بلکہ مناظرہ میں تو قیام کے سنت و مستحب ہونے سے بھی انکار کر جاتے ہیں چنانچہ مناظرہ امروہہ میں مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی مدظلہٗ کے مقابلہ میں مولوی نثار احمد صاحب کان پوری مرحوم نے صاف کہدیا تھا کہ :-

"قیام مولد فی نفسہٖ مباح ہے اور نیت خیر کے ملنے سے مستحسن ہو جاتا"

ہے "۔ میں قیام میلاد کو مباح کہتا ہوں، فرض و واجب نہیں کہتا، سنت و مستحب نہیں کہتا۔ قیام کرو تو الحمد للہ نہ کرو تو الحمد للہ ۱۷ "۔

(فتح حقانی صہ ۳۵)

تاہم یہ واقعہ ہے کہ اپنی جگہ پر بیان جواز میں قیام کو سنت سے بھی آگے ترقی دیتے ہیں چنانچہ ایک مفتی حنابلہ کی عبارت مولوی عبدالحق صاحب مہاجر مکی نے دار النظم میں اور مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اقامۃ القیامہ میں نقل کی ہے جسے سابقاً میں بھی نقل کر چکا ہوں۔ اس میں (نعم یجب القیام) اور (فیجب التعظیم و القیام) کا جملہ موجود ہے مگر ناقل اول نے اپنی طرف سے حاشیہ پر اس وجوب کی شرح میں وجوبًا عرفیا مفادہٗ استحسان اور ناقل دوم نے بھی (انما ادا کن فی محل الادب ۱۷) لکھا ہے۔ اور آخر الذکر نے ترجمہ میں ضرور اور لازم کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اسی طرح صاحب دار النظم نے محمد عمر بن ابی بکر رئیس مفتی شافعیہ مکہ کا قول نقل کیا ہے اور اس میں بھی (یجب علینا من تعظیمہ) کا جملہ مذکور ہے۔ فتح الودود کے مؤلف نے ذکر کیا ہے کہ جعفر بن حسین برزنجی نے مولود کی کتاب لکھی تھی جس کا نام تھا "عقد جوہر" اس میں قیام کی بابت (قد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف الخ) لکھا تھا۔ شیخ عبدالغنی لکھنوی مرید و شاگرد مظہر اللہ شاہ سلامت اللہ کشفی نے اس کا اردو ترجمہ کیا اور حاشیہ لکھا۔ حاشیہ میں مذکورہ عبارت پر آپ نے دربارۂ قیام لکھا ہے۔ اس طویل عبارت کے خاص جملے یہ ہیں کہ

"بے شک قیام کرنا خاص ذکر ولادت شریف پر واسطے تعظیم حضرتؐ کے مستحسن و لازم ہے۔ اکابر دین علماء محققین بے تکلف ہمیشہ سے

قیام کرتے چلے آئے ہیں۔ ہر ایک صاحب ایمان کو ان کی پیروی کرنا لازم ہے۔ نزدیک اس فقیر مترجم کے قیام مولد شریف واجب ٹھہرا اور اب اسی کا انکار قصد ضد سے بلا تاویل لا محالہ کفر ہوگا۔ ص۱۶۹

ہاں اسی پر بس نہیں بلکہ عقیدہ وجوب قیام کو علماء متقدمین کی طرف بھی غلط منسوب کیا گیا۔ مثلاً ۲۳ جولائی ۱۹۳۳ء کے رسالہ پیشوا دہلی جلد ۱۰ نمبر ۲ صفحات ۲۴ لغایۃ ۲۶ پر مولوی عبدالماجد صاحب کا مضمون شائع ہوا جس میں انہوں نے صاف لکھا ہے۔

"مشاہیر علماء میں حضرت علامہ قاضی عیاض، علامہ سید احمد دحلان علامہ حلبی، امام نووی، علامہ جوزی، علامہ برزنجی وغیرہم جیسے افراد قیام کے وجوب کے قائل ہیں"

دیکھئے اس ترقی میں قیام کے لئے ضرور۔ لازم، واجب کا لفظ بولا گیا اور بذریعہ نثر اتنی اشاعت ہوئی کہ نظم بھی محروم نہ رہی یہی وجہ ہے کہ قبل از قیام اردو دان نظم خواں، مولود خواں مولوی عبدالسمیع صاحب بیدل کا یہ شعر جو ان کے دافع الاوہام میں مرقوم ہے۔

کرتے ہیں مفتیانِ دین ترقیم — لیجب القیام للتعظیم
شرع کے مفتیانِ ماہر فن — لکھتے ہیں یہ قیام مستحسن

نہیں پڑھتے بلکہ ایسے شعر پڑھا کرتے ہیں جن کے الفاظ سے ان پڑھ سامعین قیام کو فرض و واجب خیال کرکے کھڑے ہو جاتے ہیں، مثلاً مجموعہ مولود شریف اور وعظ شریف کا یہ شعر ؎

اب سیدِ انام کا ذکرِ ظہور ہے
تعظیم کا مقام ہے اٹھنا ضرور ہے

یا مولود سعیدی کا یہ شعر ہے

اب راحتِ قلوب کا ذکر ظہور ہے
دعویٰ ہے عاشق کا تو اٹھنا ضرور ہے

یا مولود کحل البصر کا یہ شعر ہے

اب راحتِ قلوب کا ذکر ظہور ہے
تعظیم کا مقام ہے اٹھنا ضرور ہے

ترقی کا سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا کیونکہ مجوزین جب یا تارکین قیام پر ترک قیام کی بنا پر طعن و تشنیع اور لعنت و ملامت کرنے لگتے ہیں تو عقیدہ وجوب سے بھی گزر جاتے ہیں۔ مثلاً مولوی احمد رضا خاں صاحب نے رسالہ اقامۃ القیامہ میں اپنی تائید کے لیے اکثر لوگوں کی عربی عبارتیں نقل کی ہیں اور ان کا ترجمہ بھی کیا ہے خاص خاص فقروں کا ترجمہ انہی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:۔

۱۔ "ان امور کا انکار وہی کرے گا جو بدعتی ہوگا اس کی بات نہ سننا، چاہیئے بلکہ حاکم اسلام پر واجب ہے کہ اسے سزا دے" صلا

۲۔ "پس حاکم شرع پر لازم ہے کہ منکر کو سزا دے" (ایضاً)

۳۔ "جس کا انکار نہ کرے گا مگر وہ جس کے دل میں نفاق کی شاخوں سے ایک شاخ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت ہے" صلا

۴۔ "اس کا خلاف نہ کریں گے مگر منافقین اور جو اس سے انکار کرتے

گا۔ وہ ان دونوں (زیارت و شفاعت) سے محروم ہے۔" (ایضاً)

۵۔ "جس کے کرنے والے کو ثواب اور منکر و مانع پر عذاب" صلا۱۹

۶۔ "تو اس سے منع و انکار نہ کرے گا مگر وہ کہ خیر اور بھلائی سے روکنے والا ہوگا۔ اور یہ کام شیطان کا ہے۔" (ایضاً)۔

۷۔ "اس کا انکار نہ کرے گا بدعتی تو حاکم شرع پر اس کی تعزیر لازم" صلا۲

۸۔ "اس کا انکار نہ کرے گا مگر وہ جس کے دل پر خدا نے مہر کر دی" (ایضاً)۔

۹۔ "اور منکر ہٹ دھرم ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قدر معلوم نہیں۔" (ایضاً)۔

۱۰۔ "اور اس کا انکار نہ کرے گا مگر بدعتی مخالف طریقۂ اہل سنت و جماعت جس کی بات نہ سننے کے قابل نہ توجہ کے لائق اور حاکم اسلام پر اسکی تعزیر واجب ہے۔" صلا۱۔

اور اوپر ابھی بحوالہ فتح الموحد سب سے بڑا الفتلا گزر چکا ہے کہ قیام کا انکار بلا تاویل لامحالہ کفر ہے، یہ ترقی نثر ہی تک محدود نہیں بلکہ نظم میں بھی تارک قیام پر ملامت موجود ہے چنانچہ میں نے بارہا دیکھا ہے کہ میلاد خواں میلاد اکبر کا یہ شعر پڑھ کر قیام کرتے ہیں کہ :-

کھڑے تھے ملک وہ ہی تعظیم کو	کہ خوش جس سے روح رسول عربی ہو
نکل جائے محفل سے جو بے ادب ہو	اٹھو تا کہ تعظیم محبوب رب ہو۔

ایک طرف اس کو دیکھئے کہ قیام مولد مباح ہے، مستحب ہے، سنت ہے، پھر اس کو پڑھئے کہ ضرور ہے، لازم ہے، واجب ہے۔ اب یہ ملاحظہ فرمائیے کہ مولد میں جو قیام نہ کرے وہ محروم الزیارت ہے، محروم الشفاعت ہے، مخالف اہل سنت ہے، اس کے دل پر مہر ہے، واجب التعزیر ہے، مستحق عذاب ہے، دشمن رسول ہے، غیر معتبر ہے، بے ادب ہے، بہت ملعون ہے، بد عقلی ہے، منافق ہے، شیطان ہے، کافر ہے۔ تو حیرت ہوتی ہے کہ یا اللہ جب امر مباح یا مستحب کے لیے یہ سامان ہے تو اب فرض کے لئے کیا باقی رہ گیا؟ اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ مجوزین اب صرف عملاً نہیں بلکہ قولاً بھی قیام مولد کو فرض سمجھتے ہیں بلحاظ عقیدہ قیام مولد کے متعلق یہ انتہائی ترقی ہے۔

بلحاظ عمل میں نے پہلے بعض لحاظ سے بہت مختصر اسی لئے لکھا تھا کہ بلحاظ عمل بیانِ قیام میں بہت سی باتیں آجائیں گی۔ بس واضح ہو کہ جس نے پہلے پہل قیام مولد کیا تھا، اس نے معلوم نہیں اس کو کس طرح کیا تھا، ہاں اس زمانے میں جس طرح ہوتا ہے، بالخصوص ہندوستان میں اسے دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ مجلس مولود کی طرح قیام مولد نے بھی بلحاظ عمل ماضی سے مستقبل میں بہت کچھ ترقی کی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مولود پڑھنے والے عموماً شروع سے بیٹھ کر پڑھتے ہیں، بعض کھڑے ہو کر بھی بیان کرتے ہیں۔ بیٹھ کر پڑھنے والے ولادت پڑھ کر فوراً کھڑے ہو جاتے ہیں اور کھڑے ہو کر بیان کرنے والے میں نے بچپن میں برابر دیکھا ہے کہ کھڑے کھڑے ولادت پڑھتے تھے اور سامعین اس وقت کھڑے ہو جاتے تھے۔ مگر اب دیکھا جاتا ہے کہ

کھڑے ہو کر بیان کرنے والا ذکر ولادت کے وقت پھر بیٹھ کر قیام کے لئے کھڑا ہوتا ہے یہ دیکھ کر عوام نے خیال کر لیا کہ قیام کے لیے اوّل تو یہی شرط ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی کھڑے ہو کر بیان کرے اور خود بلا قصد کھڑا رہے (اگرچہ اس وقت، دوسرے حاضرین قیام کر بھی لیں) تب بھی لوگ اس مولود کو نہ مولود سمجھتے ہیں نہ قیام کو قیام اور جب تک دوسرے دن پھر کسی اور سے اسی جگہ مولود نہ پڑھوا لیں اور اس قیود و قیام نہ ہولے اس وقت تک تسکین نہیں ہوتی۔ ایسا میں نے کئی مرتبہ دیکھا ہے اور خود مجھ پر بھی یہ واقعہ کئی بار گزر رہا ہے۔

مولود خوان عموماً ولادت پڑھ کر جب قیام کرنے کو کھڑے ہونے لگتے ہیں تو اوّل ترغیب قیام کے لئے کوئی شعر پڑھتے ہیں۔ اس مضمون کے بعض اشعار پہلے لکھے جا چکے ہیں اور بعض شعر یہ ہیں مثلاً مولود غلام امام شہید کا یہ شعر ؎

ندا از حاملان عرش آمد
کہ برخیز از پے تعظیم احمد

یا مولود سعدی کا یہ شعر ؎

عرش اور کرسی جھکے تسلیم احمد کیلئے
اٹھو کھڑے ہو مومنو تعظیم احمد کیلئے

یا مولود شریف جدید کا شعر ہے ؎

اٹھو وقتِ تعظیم احمد ہے یہ
بیانِ ظہورِ محمد ہے یہ!

بعضوں کو یہ شعر بھی پڑھتے سنا ہے ؎۔

پس تولد ہو گئے خیر الانام
واسطے تعظیم کے کیجئے قیام

پہلے مختصر قیام اکثر دیکھنے میں آتا تھا۔ لیکن اب تو تھوڑی دیر کھڑے ہو کر بیٹھ جانے پر بھی بعض لوگ کہنے لگتے ہیں کہ یہ کیسا قیام ہے نہ اٹھتے دیر نہ بیٹھتے دیر، ہو نہ ہو یہ وہابی ہیں۔ چنانچہ میں نے خود اس کا مشاہدہ کیا ہے۔ لیکن کسی پڑھنے والے نے اگر کہیں دیر تک قیام کرا دیا تو پھر لطف آ جاتا ہے۔ مرزا پور ہی کا واقعہ ہے کہ ایک رئیس کے ہاں مولود ہوا۔ غازی پور کے کوئی میلاد خواں تھے، انہوں نے قیام کو ذرا لمبا کر دیا۔ سنا ہے کہ سب بستہ کھڑے ہونے والوں کی بری حالت ہو گئی، بعض تو دیوار کا سہارا تلاش کرنے لگے، بعض نے کسی بے تکلف کا کاندھا پکڑا۔ اکثر بیچارے آپس میں اشارے کرنے لگے اور پیر بدلنے لگے، ایک علیم شحیم، رئیس کھڑے کھڑے زمین پر ایسے آئے کہ جیسے غلہ سے بھرا ہوا بورا بلندی سے نیچے گرے۔ غرض طویل قیام نے اہل مجلس کے جذبۂ تعظیم رسول کا دیوالہ نکال دیا۔

صوبہ بہار کے ایک مشہور معقولی مولانا نے ایک مرتبہ ایک جگہ میلاد پڑھا مختصر قیام کیا تو لوگوں نے وہابی کہا۔ مولانا موصوف نے دوسرے دن پھر وہیں جلسے اعلان و اشتہار کے ساتھ بیان فرمایا میں نے دیکھا کافی مجمع تھا۔ ذکر ولادت کے بعد قیام کیا، یاران طریقت منتظر تھے کہ کل کی طرح آج بھی مختصر قیام ہو تو وہابی کہیں۔ لیکن آج کا قیام اتنا طویل تھا کہ آخر لوگ کھڑے کھڑے تھک گئے اور مولینا نے جہاں کسی کو اشارہ کرتے، پیر بدلتے۔ سہارا لیتے۔ بیٹھتے دیکھا فوراً شور مچایا کہ دیکھو وہ وہابی ہے، بے ادب ہے۔ بس اک کہرام مچ گیا۔ جب حاضرین نے معافی

مانگی تب مشکل سے گلو خلاصی ہوئی۔

بعض دفعہ ایک ہی مجلس میلاد میں دو مرتبہ قیام ہوتے دیکھا ہے، چنانچہ،
جونپور میں ایک سرد مسلمان ڈپٹی حسام الدین صاحب بسلسلہ ملازمت تشریف فرما تھے
ان کے ہاں مولود ہوا۔ اچھا خاصا مجمع تھا۔ وہیں کے ایک معزز مولانا بھی تشریف لائے
مگر بعد قیام پہنچے ان کے دیکھتے ہی ان میں (جنہیں میں خوب جانتا ہوں مگر نام لینا نہیں
چاہتا) کچھ اشارے ہوئے، فوراً دوبارہ ذکر ولادت شروع ہوا اور مکرر قیام ہوا۔ بعد کو
ظاہر ہو گیا کہ دوسرا قیام مولانا موصوف کو صرف ذلیل کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

بچپن میں اکثر دیکھتا تھا کہ قیام میں قاری اور سامعین چند بار درود شریف
پڑھ کر بیٹھ جاتے تھے مگر اب غزل خوانی میں جیسے کئی آدمی آواز ملا کر غزل گاتے ہیں
اسی طرح قیام میں بھی بجائے درود کے نظم میں سلام پڑھتے ہیں اور "یا نبی سلام علیک"
میں تمام حاضرینِ مجلس قاری کے ساتھ آواز ملاتے ہیں یہاں ایک جگہ مولود ہوا اور
قیام میں اہل مجلس نے "یا نبی سلام علیک" پڑھ کر جو شور مچایا تو وہیں کے ایک مولوی
صاحب نے جو مجھے وہابی کہتے تھے، مجھ سے کہا۔

"قرآن شریف میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعو	کہ اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز
اصواتکم فوق صوت النبی	پر بلند مت کرو۔

مگر یہ ایسا قیام کرنے والے بڑے گستاخ ہیں کہ حضور پُر نور مجلس
میں رونق افروز ہیں اور یہ سب کے سب مل کر اتنا شور مچاتے ہیں کہ

آپ سے ذرہ برابر نہیں خراتے تھے۔

میں نے کہا۔ مولانا! آپ تو مجھے وہابی کہتے ہیں ذرا ان گستاخوں اور بے شرموں کو بھی فرمائیے وہ قدرے نادم ہو کر ساکت ہی رہے کچھ جواب نہ دیا۔

غرض قیام میلاد میں سلام پڑھتے وقت جہر مفرط یعنی گلے پھاڑ پھاڑ کر خوب زور سے چلّانا میلاد خوانوں کا عام طریقہ ہے اور کوئی میلاد و قیام کا حامی ان کو نہیں بتلاتا کہ یہ حرکت بارگاہ رسالت کے آداب کے خلاف ہے۔

اور یہ تو عام بات ہے کہ قاری اور سامعین سب کے سب دست بستہ جیسے نماز میں قیام کرتے ہیں، ویسے ہی قیام میلاد میں بھی کھڑے ہوتے ہیں لیکن بعض مولود خوانوں کو دیکھا ہے کہ جب قیام کرتے ہیں تو اوّل الصلوٰۃ والسّلام علیک یارسول، پھر یا نبی سلام علیک والا کوئی منظوم سلام، اس کے بعد آگے کی طرف قدرے سر کو خم کر کے جیسے کوئی کسی کو جھک کر سلام کرتا ہے سلام کرتے ہیں اور یارسول اللہ انظر حالنا الخ پڑھتے ہیں، اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضور صلعم کو سامنے موجود اور حاضر سمجھ کر سلام اور اپنا حال عرض کرتے ہیں۔

بلحاظ استدلال بحث مولد کو استدلال میں مروّجہ مجلس مولد کا حال آپ دیکھ چکے ہیں کہ زمانۂ ماضی کی طرف جتنا چلے جائیں دلیلیں کم ہوتی جاتی ہیں اور علامہ جلال الدین سیوطی جیسے وسیع العلم، حافظ حدیث کو "لیس فیہ نص" کا اقرار کرنا پڑتا ہے، ان سے اور پہلے چلو تو شاہ سے پہلے خود مجلس مولد ہی غائب ہو جاتی ہے، حتیٰ کہ شیخ عمر بن محمد موصلی سے پہلے اس کا نام و نشان تک نہیں ملتا، مگر جوں جوں زمانہ استقبال کی طرف آؤ تو دلیلیں بڑھتی جاتی ہیں

لہ اس کے بارہ میں کوئی نص نہیں ہے۔

یعنی پہلو سے باوجود کمی علم کے لوگ قیاس بھی پیش کرتے ہیں، اجماع بھی دکھلاتے ہیں، حدیث کا بھی ذکر کرتے ہیں، قرآن کا بھی نام لیتے ہیں حتیٰ کہ کشف والہام اور خواب تک کو دلیل میں پیش کرتے ہیں، اور جس چیز کو پہلے مستحب کہہ کر رواج دیا گیا تھا اب اس کے انکار کو کفر تک قرار دیتے ہیں۔

یہی حال قیام مولد کا ہے کہ زمانۂ ماضی کی طرف جائیے تو اس کا پتہ نہیں اور دلیل کا یہ عالم ہے کہ نفس مولد کے لیئے تو حافظ ابن حجر اور علامہ سیوطی کو ایک ایک خبر واحد بزعم خود قیاس کرنے کو مل گئی تھی، مگر قیام کے لیے کسی کو اتنا بھی نہ مل سکا، چنانچہ مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب نے بھی اشباع الکلام میں اس کا دبی زبان سے اعتراف کیا ہے در المنظم میں ان کا قول منقول ہے کہ

> اما عمل مولد پس اگرچہ حدوث ایں عمل شریف بایں ہیئت کذائی متعارف نیز بعد انقضاء قرون ثلاثہ است و لہٰذا اطلاق بدعت حسنہ براں نمودہ اند۔ لیکن برائے ایں عمل چوں اصلی بلکہ اصول ثلاثہ استخراج کردہ اند و ورائے ایں اصول ثلثہ اصلے در قرون اولیٰ از تخریج ایں وجہ کہ بیانش گزشت نیز پیدا است اطلاق "لا اصل لہ" بریں بدعت حسنہ بایں اعتبار نمی تواں کرد بخلاف قیام کہ ہر چند ایں ہم از بدعت حسنہ است لیکن چوں برائے آں اصلے صحیح متعارف مستخرج نشد اطلاق "لا اصل لہا" بریں بدعت حسنہ نمودند و ہمیں است تفاوتے در عمل مولد و قیام اگرچہ ہر دو از بدعات حسنہ و امور مستحبہ موافق تحقیق و تدقیق اکابر دیں است انتہیٰ ص ۱۲

مولانا سلامت اللہ صاحب کے اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ عمل مولود و ہیئت
کذائی اگرچہ قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر کے بعد حادث ہوا ہے اور اسی واسطے
اس کو بدعت حسنہ کہا گیا ہے لیکن چونکہ اس کے لئے بعد میں اصول ثلثہ سے
دلائل نکال لئے گئے اس لئے اس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسکی کوئی اصل
نہیں ہے البتہ عمل قیام اگرچہ وہ بھی بدعت حسنہ نہیں ہے لیکن چونکہ اس
کے متعلق اس قسم کے دلائل نہیں نکالے جا سکے اسلئے لوگوں نے اس کے متعلق
یہ کہدیا کہ اسکی کوئی اصل نہیں ہے اور عمل مولد اور عمل قیام میں یہی فرق تھا اگرچہ
وہ دونوں بدعات حسنہ ہی میں سے ہیں۔

بہرحال مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب نے اس کا صاف اقرار کیا ہے
کہ عمل میلاد کے لیے تو بعد میں دلائل نکال لئے گئے تھے مگر قیام کے لئے ویسے
بھی نہ نکل سکے۔

اور یہی وجہ ہے کہ سابق کے اکثر بڑے بڑے مجوزین مولد نے مجلس مولد کا
ذکر کیا مگر قیام مولد کا نام تک نہ لیا اور بعضوں نے تو صاف انکار کیا جس کا ذکر عنقریب
آتا ہے۔ لیکن زمانہ استقبال کی طرف آئیے تو متاخرین کو اگرچہ سابقین سے علم میں
کچھ نسبت نہیں تاہم ان کی یہ جرأت قابل دید ہے کہ اثبات قیام مولد کیلئے قیاس
اجماع، حدیث، قرآن سب ہی کچھ موجود ہے اور اس کو مباح سے لے کر فرض تک
کہنے کو تیار ہیں۔ اس کی ابتدا غایت ما فی الباب تشبہ بالصالحین سے ہوئی
تھی مگر انتہا ثابت فی الدین پر ہوئی، جس سے صاف ظاہر ہے کہ مجلس
مولد کی طرح قیام مولد نے بھی بلحاظ استدلال، سابق سے اب انتہائی ترقی

کی ہے۔

بلحاظ اختلاف قیام مولد سے اختلاف کرنے کو بھی لوگ نئی بات سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بھی ایک پرانی بات ہے اور جس طرح مجلس مولد پر شروع سے آج تک تمام علماء کا اجماع کبھی نہیں ہوا اسی طرح قیام مولد کو بھی اوّل سے آخر تک جمیع علماء کا اتفاق کبھی نصیب نہیں ہوا۔

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ علامہ تقی الدین سبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک مرتبہ ذکر ولادت ہوا اور وہ بغایت مسرت سے بحالت وجد کھڑے ہو گئے، ان کی اتباع میں اس وقت دیگر حاضرین محفل نے بھی قیام کیا اور بعد کو علامہ مذکور کی یہ حالت مستمرہ ہو گئی کہ ذکر ولادت کے وقت غایت مسرت سے بحالتِ وجد کھڑے ہو جایا کرتے تھے، پھر علامہ موصوف کے بعد ان کے تلامذہ اور مسترشدین میں معمولاً اس قیام کا رواج ہو گیا اور ان کی نیت محض تشبہ بالمرشد کی تھی مگر مرشد کا قیام اضطراری اور تلامذہ و مسترشدین کا قیام اختیاری تھا۔

تو اس میں شک نہیں کہ اسی وقت ایک جماعت علماء کی اس اختیاری قیام کو دین میں نئی بات سمجھ کر اس سے اختلاف کرنے لگی تھی پھر وہ اختیاری قیام علامہ ممدوح کے تلامذہ و مسترشدین سے متجاوز ہو کر جب اوروں تک پہنچا تو تشبہ بالمرشد کا خیال رخصت ہوا اور عوام میں حضوری حضور کا عقیدہ پیدا ہو گیا۔ یعنی یہ کہ مولود میں ذکر ولادت کے وقت خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لاتے

ہیں۔ اب علماء نے اس عقیدہ کی بنا پر بھی مخالفت شروع کی، کیونکہ اس وقت خاص میں حضور صلعم کے حاضر ہونے کی خبر نہ خدا نے قرآن میں دی، نہ رسولؐ نے حدیث میں لامحالہ اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلعم پر افترا لازم آتا ہے۔

پھر نوبت بانیجا رسید کہ عوام نے اس اختیاری قیام مولد کا واجب بلکہ فرض تک بڑھا دیا اور تارک قیام کو وہابی، کافر، مرتد وغیرہ کہنے لگے، لہذا علماء نے اس وجہ سے بھی قیام مولد سے اختلاف کرنا ضروری سمجھا۔

الغرض شریعت میں نہ ذکر ولادت کی تعظیم بذریعہ قیام ثابت ہے، نہ اس وقت خود حضور صلعم کا آنا ہی ثابت ہے نہ قیام کا درجہ ہی وہ ہے کہ فاعل ثاب اور تارک قابل عتاب ہو، تو اس کے متعلق غلط عقیدہ قائم کرنے اور غیر معمولی اہمیت دینے کا لازمی نتیجہ ہے کہ علماء اس سے اختلاف کریں، یہی وجہ ہے کہ شروع سے اہل علم نے اختلاف کیا اور اب تک اختلاف کرتے ہیں۔

مولود اصل تھا اور قیام اس کی فرع، لیکن قیام کو بلحاظ عقیدہ و عمل دیکھو تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں یہی نہیں کہ لوگوں نے فرع کو اصل کے برابر کر دیا ہے بلکہ فرع کو اصل سے بھی بڑھا دیا ہے، اسلئے نہ بلا قیام کے مولود ہوتا ہے، نہ اس مولود کو مولود سمجھا جاتا ہے۔ مروجہ مجلس مولد کی طرح قیام مولد سے بھی اختلاف کرنے والے بہت ہیں لیکن یہاں بھی بعض ہی مخالفین کے اقوال نقل کرتا ہوں، ملاحظہ ہو۔

(۱) علامہ محمد بن علی دمشقی شامی جو مجوزین میلاد کے امام علامہ جلال الدین،

سیوطی کو اپنا شیخ کہتے اور خود بھی مولد کو بدعتِ حسنہ فرماتے تھے، وہ قیام مولد کے مخالف تھے، چنانچہ سیرۃ شامی میں صاف فرماتے ہیں، جسے موافق اور مخالف سبھی نے نقل کیا ہے۔

جرت عادۃ کثیر من المحبین	اکثر محبین کی عادت ہے کہ جب وہ
اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ	ذکر ولادت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
علیہ وسلم ان یقوموا لہ تعظیما	سنتے ہیں تو تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں
وھذا القیام بدعۃ لا	حالانکہ یہ قیام بدعت ہے جس کی
اصل لہ۔	کوئی اصل نہیں ہے

"لا اصل لہ" کا جملہ بالکل صاف تھا لیکن مجوزین نے اس میں بھی تاویل کرنی شروع کی اور کہا کہ اس سے بدعت حسنہ مراد ہے۔ مخالفین نے اس کا جواب دیا کہ بدعت جب مطلق بولی جائے تو اس سے کبھی بدعتِ حسنہ مراد نہیں ہوتی بلکہ بدعتِ ضلالت ہی مراد ہوتی ہے اور "لا اصل لہ" سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے لیکن مجوزین کی تاویلوں کا دروازہ پھر بھی بند نہ ہوا۔ لیکن عجیب اتفاق ہے کہ یہی چیز ایک جگہ خود مولوی عبدالسمیع صاحب کے قلم سے بھی نکل گئی۔ اور جس چیز سے ان کو انکار تھا خدا کی شان وہ بڑے زور سے اس کا اقرار کر گئے۔ ملاحظہ ہو ان کا رسالہ "دافع الاوہام"، اس کے ص۱۵ پر یہ شعر لکھا ہے ؎

جس میں کہ اصل نبیؐ کی عظمت ہو
کہو کیونکر وہ شرک و بدعت ہو

پھر یہ فائدہ لکھا۔

فائدہ: یہ جو لکھا ہے کہ اس قیام میں بدعت کا کچھ نشان نہیں یہ اس لئے کہ جس مقام پر لفظ بدعت بغیر لفظ حسنہ کے بولتے ہیں اس سے مراد بدعت سیئہ ہوتی ہے چنانچہ مائۃ مسائل مطبوعہ دہلی کے ص ۹۵ میں یہ قاعدہ مولوی اسحاق صاحب نے لکھا ہے۔"

منقول از رسالہ فتح الموحد صفحہ ۱۹۱ / ۱۹۲۔

(۲) علامہ قاضی شہاب الدین دولت آبادی حنفی صاحب تفسیر بحر مواج جو نویں صدی ہجری میں ایک بڑے عالم گزرے ہیں، سلاطین شرقیہ جونپور نے ان کو ملک العلماء کا خطاب دیا تھا، وہ مروجہ مجلس مولد کے بھی مخالف تھے چنانچہ ان کی وہ عبارت بحث مولد میں نقل ہو چکی ہے اسی کے بعد قیام مولد کی بابت بھی لکھتے ہیں کہ:۔

ویقومون عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویزعمون ان روحہ تجییٔ وتحضر فزعمھم باطل بل ھذا الاعتقاد شرک وقد منع الائمۃ الاربعۃ عن مثل ھذا۔	اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت کھڑے ہو جاتے اور خیال کرتے ہیں کہ آپ کی روح آتی ہے اور حاضر ہوتی ہے، ان لوگوں کا یہ گمان باطل بلکہ یہ اعتقاد شرک ہے اور بے شک ائمہ اربعہ نے ایسی باتوں سے منع کیا ہے۔"

(۳) علامہ شیخ محمد بن فضل اللہ جونپوری بہجۃ العشاق میں فرماتے ہیں کہ:۔

ما یفعلہ العوام عند	عوام جو ذکر ولادت خیر الانام علیہ السلام

ذکر ومنع خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام لیس بشئ بل مکروہ۔

کے وقت قیام کرتے ہیں وہ کوئی چیز نہیں بلکہ مکروہ ہے۔

(۴) علامہ قاضی نصیر الدین گجراتی برہان پوری نے طریقۃ السلف، میں لکھا ہے کہ:۔

قد احدث بعض جہال المشائخ امورا کثیرۃ لا نجد لہا اثرا ولا رسما فی کتاب اللہ ولا سنۃ رسول اللہ صلعم منہا القیام عند ذکر ولادتہ علیہ السلام۔

بے شک بعض جاہل مشائخ نے اکثر ایسی باتیں نکالی ہیں جو نہ قرآن سے ثابت ہیں نہ حدیث سے انہی میں سے ذکر ولادت حضور علیہ السلام کے وقت قیام ہے۔

مولوی عبد السمیع صاحب حالانکہ بقول خود بڑے مہذب لکھنے والے ہیں لیکن ان ہر دو بزرگوں کا قول انوار ساطعہ ص۱۲۳ میں ضمناً یہ کہہ کر نقل کرتے ہیں دہ جونپوری صاحب فرماتے ہیں گجراتی صاحب لکھتے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ انداز حقارت فریق مخالف کو ہلکا کرنے کے لیے اختیار کیا گیا ہے جو غیر مناسب ہے ورنہ اہل علم جانتے ہیں کہ یہ حضرات ہندوستان کے مسلم الثبوت اکابر علماء میں سے ہیں۔

(۵) مولانا عبد الحی صاحب حنفی لکھنوی فرنگی محلی نے مجموعہ فتاویٰ میں فرمایا ہے۔

"باقی رہا قیام کرنا جو وقت ذکر ولادت کے کرتے ہیں میرے نزدیک یہ بے
اصل ہے اور ادلہ شرعیہ سے ثابت نہیں۔ ص ۲۳۲"

مولانا عبدالاول صاحب جونپوری مرحوم نے رسالہ تنقید الحق ص ۱۱۵ میں لکھا ہے کہ:

"مولانا کے مجموعہ فتاویٰ میں قیام میلاد کے بارے میں دو فتوے متعارض
بھی ہیں"

لیکن میں نے تلاش بھی کیا مجھے اس فتوے سے متعارض کوئی فتویٰ نہیں ملا ہاں بعد کے جدید الطبع فتاویٰ میں کسی اور نے کچھ تصرف کیا ہو تو یہ دوسری بات ہے۔

مشاہیر اہل علم میں سے مولانا رشید احمد صاحب حنفی محدث گنگوہیؒ مولانا خلیل احمد صاحب حنفی مہاجر مکیؒ شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب حنفی محدث دیوبندیؒ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری حنفیؒ وغیرہ اکثر علماء کرام قیام مولد سے اختلاف رکھنے والے حال ہی میں گزرے ہیں اور بعض مثلاً مولانا اشرف علی صاحب حنفی تھانویؒ، مولانا حسین احمد صاحب محدث فیض آبادی ثم المدنی الحنفی، مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب حنفی صدر جمعیۃ العلماء ہند دہلی، مولانا عبدالشکور صاحب حنفی لکھنوی وغیرہ بفضلہ تعالیٰ بخیر موجود ہیں۔ یہ میں نے صرف چند مشاہیر کے اسماء گرامی بعض مثالاً لکھ دیئے ہیں ورنہ اگر زمانہ موجودہ اور ماضی قریب کے ان اکابر علماء کرام کی فہرست تیار کی جائے جو قیام میلاد سے اختلاف رکھتے تھے تو یقین ہے میری اس کتاب سے کہیں زیادہ ضخیم کتاب تیار ہوگی۔

ان میں سے بعض وہ ہیں جو مجلس مولد کے مجوز ہیں بشرطیکہ جائز طریقہ سے ہو مگر قیام مولد کے منکر ہیں جیسے علامہ محمد بن علی دمشقی صاحب سیرۃ شامی، مولانا

عبدالحی صاحب لکھنوی، بعض وہ ہیں جو مروجہ مجلس مولد اور مروجہ قیام مولد دونوں کے مخالف ہیں جیسے قاضی شہاب الدین اور مولانا رشید احمد صاحب وغیرہ۔

قیام کے متعلق میں نے بہت اختصار سے کام لیا ورنہ اس کی بحث بھی مولود سے کم نہ ہوتی اور سچ یہ ہے کہ مجلس مولد کی بابت بھی میں نے بخوف طوالت بہت سی باتوں کو نظر انداز کردیا۔ تاہم مولود اور قیام کی نسبت اتنا لکھا گیا ہے کہ دونوں کی پوری سرگزشت ہر حیثیت سے انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگی۔ خدا کا شکر ہے کہ مولود اور قیام کی مختصر مگر ضروری تاریخ لکھ کر میں فارغ ہو گیا اب خاتمہ کی باری ہے۔

اللہ تعالیٰ متمم ہیں۔ فقط

خاتمہ

مولود اور قیام کے بیان میں ہندوستان کی مروجہ مجالس میلاد اور قیام کی ہیئت کذائیہ کا جو عام خاکہ میں عرض کر چکا ہوں، اسے دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ وہ منکرات سے خالی ہے، دوسری طرف عقیدۃً اور عملاً اس کو جو درجہ دیا جا رہا ہے وہ بھی ظاہر ہے۔ پس حق یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ ایسی مجلس کرنے اور اس میں شریک ہونے کی ہرگز اجازت نہیں دیتی جس میں ناجائز باتیں ہوں، بالفاظ دیگر اس کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ مروجہ مجلس مولد میں ناجائز باتیں ہیں اور جس مجلس میں ناجائز باتیں ہوں وہ ناجائز ہے۔ پس مروجہ مجلس مولد ناجائز ہے۔ اسی لئے اہل علم مولود کی مجلس کرنے اور اس میں شریک ہونے سے منع کرتے ہیں۔

جب شرعی فیصلہ یہ ہے تو اب بحالت موجودہ بس یہ تین ہی صورتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ مسلمانوں کو حکم دیا جائے کہ وہ مجلس مولود کو قطعاً بند کر دیں۔ دوم یا ان کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دیا جائے کہ وہ جس طرح چاہیں بدتمیزی کے ساتھ مضحکہ خیز مولود کرتے رہیں۔ سوم یا انہیں اس کی اجازت دی جائے مگر مجلس مولد کی اصلاح کی جائے تاکہ وہ اسے جائز طریقہ سے کریں؟ ہر امر پر غور فرمائیے۔

کیا مولود کو بند کر دیا جائے؟

بیشک شرعی فیصلہ یہی ہے اور سچ پوچھئے تو اس پر طرفین کا

ایک حیثیت سے اتفاق بھی ہے جیسا کہ بحث مولد بہ لحاظ اختلاف میں فریقین کا قول گذرا، گو بعض مجوزین کی طرف سے یہ آخری بار بار پیش کیا جاتا ہے بُری باتوں سے منع کیا جائے اور مجلس مولود سے نہ روکا جائے، لیکن مصلحین کی جانب سے جواب میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ یہ معاملہ اس امر کے ساتھ کیا جا سکتا ہے جو دین کی ضروری بات ہو یا اس ضروری بات کا موقوف علیہ ہو، مجلس مولد دین کی نہ ضروری بات ہے نہ کسی ضروری بات کا موقوف علیہ ہے اور جو امر ایسا غیر ضروری ہو اور اس میں مفاسد آگئے ہوں تو اس کی اصلاح کا طریقہ اس غیر ضروری کام کا بند کر دینا ہے نہ کہ جاری رکھنا پھر اس پر حدیث و فقہ سے وہ اکثر نظیریں پیش کرتے ہیں اور حق یہ ہے کہ مصلحین کی یہ بات نہایت مضبوط ہے جس کا مجوزین کے پاس کوئی جواب نہیں۔

لیکن پھر بھی میری گذارش ہے کہ مروجہ مجلس مولد بلا قید حرام گو ضروری ہے مگر قواعد شرعیہ کے خلاف نہ ہونے کے باعث اصلاً جائز ہے اور اس کے غیر معمولی رواج نے اُس کو اس حد تک پہنچا دیا ہے کہ اگر اس کے مفاسد کی اصلاح کر دی جائے تو اس سے بہت سے فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ پس میرے نزدیک فیصلہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ اس میں خرابیاں اور برائیاں پیدا ہو گئی ہیں، اگر ان کی اصلاح ناممکن ہو تو واقعی اس کو بند کر دیا جائے اور اگر اصلاح ممکن ہو تو پھر علماء مصلحین اُس طرف توجہ کر کے اس کو کارآمد اور مفید بنانے کی کوشش کریں، یہ رائے میری اس لئے بھی ہے کہ میلاد کا قطعی انسداد بظاہر حالات مشکل بلکہ قریباً ناممکن ممکن سا ہو گیا ہے۔

لے جن میں سے کچھ پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ بیان ہوں گی ۱۲۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مسلمانوں کو آزاد چھوڑ دیا جائے

یہ بات علمائے اسلام کی شان کے خلاف ہے کہ وہ عام مسلمانوں پر رحم نہ کریں اور انہیں بالکل آزاد چھوڑ دیں کہ وہ خلاف شریعت اپنے جاہلانہ رجحانات کے موافق جس ناجائز طریقے سے چاہیں مولود کرتے رہیں، کیونکہ دین عوام کی حفاظت و اصلاح پر علماء کرام مامور ہیں اور علماء فریقین کا ان دو باتوں پر اتفاق بھی ہے۔

امر اول: یعنی عام اہل اسلام کے دین کی حفاظت و اصلاح کے ضروری ہونے کے متعلق مانعین میلاد یعنی مصلحین میں سے بعض ممتاز اہل علم کے اقوال حسب ذیل ہیں:-

(۱) مولانا عبدالحی صاحب لکھنویؒ رمضان شریف کے اخیر جمعہ کے خطبہ وداعیہ کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:-

"لیکن اہتمام کرنا خطبہ وداع کا جیسا کہ اس زمانہ میں مروج ہے اور اس کو حد التزام تک پہنچانا خالی ابتداع سے نہیں۔ علماء معتمدین کو لازم ہے کہ اس طریقے کے التزام کو چھوڑ دیں تاکہ عوام اعتقاد استحباب و سنیت بلکہ ضروری ہونے اس طریقہ خاص سے نجات پاویں۔"

مجموعہ فتاویٰ ج ۱ ص ۳۴

اور جاہل منکر تقلید شخصی کی بابت دوسری جگہ سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:-

"و تحقیق دریں باب آنست کہ عوام را از پیچیدنی مسائل باز داشتہ شوند خصوصاً عوام زمانہ ہذا ایشاں را بجز تقلید مذہبی چارہ دیگر نیست و اگر ایشاں مجاز در اختیار مذہب غیر می شوند ہر آئینہ فتنہا در دین واقع می سازند [illegible]

(۲) مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ باہم آواز ملا کر حمد و نعت پڑھنے کی بابت سوال کے جواب میں جواز کی ایک قید یہ بھی لکھتے ہیں کہ:۔

"بشرطیکہ کوئی فتنہ کا خوف نہ ہو۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۲۹ ج۲)

دوسری جگہ خاص قسم کے اشعار و قصائد پڑھنے کے متعلق سوال کے جواب میں صاف فرماتے ہیں:۔

"یہیں انہی اقسام سے کلمات مناجات و اشعار بزرگان کے ہوتے ہیں کہ فی حد ذاتہ نہ شرک نہ معصیت مگر ہاں بوجہ موہم ہونے ان کلمات کا مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو مضر ہے.... مگر ایسی طرح پڑھنا اور پڑھوانا کہ اندیشہ عوام کا ہو بندہ پسند نہیں کرتا گو اس کو معصیت بھی نہیں کہہ سکتا مگر خلاف مصلحت وقت کے جانتا ہے۔" ایضاً ص۱۵ ج۲

(۳) مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ مسئلہ قیام مولد کے متعلق سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:۔

"بلکہ جب فعل مستحب کو عوام حد ضروری سمجھنے لگیں تو اس کا ترک اولیٰ بلکہ ضروری ہو جاتا ہے اور ایسی حالت میں اس فعل کو فقہاء مکروہ فرماتے ہیں۔"
فتاویٰ امدادیہ ص۳ ج۴

اور رسالہ مکتوب محبوب القلوب میں اکثر فقہی نظائر پیش کرنے کے بعد بالکل صاف لکھتے ہیں:۔

"ان سب نظائر سے یہ امر کالشمس فی النہار واضح ہو گیا کہ جس طرح اپنے عقیدے و دین کی حفاظت ضرور ہے، عوام کے عقیدے و دین کی حفاظت بھی

منظور ہے۔"

(۱) مجوزین میں سے مؤلف رسالہ استبشار نے مولانا سلامت اللہ صاحب رامپوری مجوز میلاد کا ایک فتویٰ تقبیل و طواف مزار کے متعلق نقل کیا ہے جس میں مذکور ہے :-

"بوسہ اور طواف قبور صالحین کا متبرک جان کر خصوصاً مغلوب الحال کیواسطے جائز ہے لیکن عوام غیر ممیزین کو عموماً اس کی اجازت نہیں " ص ۹۲

(۲) مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی مجوزین حال کے نزدیک بڑے مستند اور مجدد مائۃ حاضرہ جانے جاتے ہیں ۔ مؤلف الاستبشار نے ص ۱۰۸ میں ان کا فتویٰ بھی تقبیل مزار و قبل کے بارہ میں نقل کیا ہے ۔ جس کی مناسب مقام عبارت یہ ہے :-

فی الواقع بوسۂ قبر میں علماء مختلف ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک امر ہے دو چیزوں داعی و مانع کے درمیان دائر، داعی محبت ہے اور مانع ادب تو جسے غلبۂ محبت ہو اس پر مواخذہ نہیں کہ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے اور عوام کے لئے منع ہی احوط ہے ۔ ۔ ۔ علامہ شیخ عبد القادر فاکہی مکی رحمۃ اللہ علیہ کتاب مستطاب حسن التوسل فی زیارۃ افضل الرسل میں فرماتے ہیں ۔ ۔ ۔ یعنی خلوت میں جہاں اس کا اندیشہ نہ ہو کہ کسی جاہل کا وہم اس کے سبب کسی ناجائز شرعی کی طرف جائے گا ، ایسے وقت بارگاہ اقدس کی مٹی اور آستانہ پر اپنا منہ اور رخسارہ اور داڑھی رگڑنا مستحب و مستحسن ہے ۔ ۔ ۔ ۔ بالجملہ یہ کوئی ایسا امر نہیں جس پر انکار واجب ہو جبکہ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعد ، اجلہ ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے تو اس پر شورش کی کوئی وجہ نہیں ، اگرچہ ہمارے نزدیک عوام کو اس سے بچنے

اسی میں احتیاط ہے۔"

ناقل مذکور نے مولانا مذکور کا دوسرا فتویٰ طواف مزار ولی کے متعلق بھی اسی رسالہ میں اور اسی کے بعد ص۲۹۰ پر نقل کیا ہے جس کے اخیر میں بھی صاف لکھا ہے :۔

ہاں یہ امر ضروری قابل لحاظ ہے کہ یہاں نیت جائز ونیت حرام ایسی متقارب ہیں جیسی آنکھ کی سیاہی سے سپیدی تو عوام کے لئے اس میں ہرگز خیر نہیں اور خواص میں سے جو ایسا کرنا چاہے ہرگز عوام کے سامنے نہ کرے، ہر سخن وقتے، ہر نکتہ مکانے دارد۔"

(۱۴) بحث میلاد بلحاظ اختلاف میں مؤلف بہار شریعت کی عبارت نقل ہو چکی ہے جس میں بخیال تحفظ دین عوام، قرأت سبعہ میں سے (جو منصوصہ اور متواترہ ہیں) بحوالہ در مختار ورد المحتار صرف ایک قرأۃ پڑھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

دیکھئے! علماء فریقین کے اقوال منقولہ میں تحفظ دین عوام کا کتنا لحاظ رکھا گیا ہے لیکن ہم اپنے تجربہ اور مشاہدہ کی بناء پر یہ عرض کرنے کی جرأت کریں گا کہ مسلمین (یعنی مانعین میلاد) تو عملاً بھی اس میں حصہ لیتے ہیں مگر مجوزین کو دیکھا جاتا ہے کہ عملی طور پر وہ نہ صرف پہلو تہی کرتے ہیں بلکہ بسا اوقات بجائے اصلاح کے تائید کرتے ہیں۔ چنانچہ مولوی حشمت علی صاحب بریلوی نے تجارتی کتابوں کی ایک فہرست بصورت اشتہار (مطبوعہ نادری پریس بریلی) شائع کی تھی جس میں وہ اپنی کتاب "اصلاح بہشتی زیور" کے مضامین کی بابتہ اعلان فرماتے ہیں کہ :۔

"اس میں انبیاء کرام واولیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نیاز وفاتحہ دینے نذر ومنت ماننے، اُن سے مدد چاہنے، انہیں پکارنے، یارسول اللہ، یا علیؓ

یا غوث کہنے، انہیں نفع و نقصان کا مختار سمجھنے، انہیں ہر حال کی خبر رہنے ان کے نام کا جانور پالنے، چھوڑنے، ذبح کرنے، ان کے مزارات پر عرس کرنے، چراغ جلانے، چادر مٹھائی حلوا گلگلے وغیرہ چڑھانے، ان کے نام کا وظیفہ کرنے، روزہ رکھنے، بازو پر پیسہ باندھنے، ان کی دہائی دینے، نذر نیاز کرنے، کسی جگہ کا ادب و تعظیم، طواف و سجدہ کرنے، کسی کے سامنے جھکنے، کھڑا رہنے، عبدالنبی، غلام رسول، نبی بخش، علی بخش، غلام محی الدین، وغیرہ نام رکھنے، گلے میں کلاوا ڈالنے، بدھی پہننے، سہرا باندھنے اور ان کے مثل بہت سی باتوں کی جو بہشتی زیور میں مذکور اور وہابیہ کے نزدیک شرک و کفر و حرام و بدعت تھیں، تردید اور علاوہ ان کے بہت سے مسائل فقہ کی اصلاح و تصحیح کی گئی ہے۔ الخ

مطلب یہ ہے کہ مصلحین میں سے مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ نے بہشتی زیور میں جن خرافات باتوں کو شرک و کفر و حرام و بدعت قرار دے کر اس سے اہل اسلام کو منع فرمایا تھا اور ان کے دین کی حفاظت کرنی چاہی تھی مجوزین میں سے ان مولوی حشمت علی خاں صاحب نے اصلاح بہشتی زیور میں انہیں باتوں کو جائز کہہ کر مسلمانوں کو ان پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے۔ میرے تجربہ اور مشاہدہ کی تصدیق کے لئے منقولہ بالا عبارت ہی کافی ہے۔ اس اشتہار کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ یا اللہ یہ تحریر کسی سناتن دھرمی پنڈت کی ہے یا مسلمان کی؟

امر دوم :- مجلس میلاد کا ناجائز باتوں سے پاک ہونا۔ اس معاملہ میں مصلحین کی شہادت کی چنداں حاجت نہ تھی کیونکہ وہ تو انضمام منضم ہی کی بنا پر مرتبہ مجلس

مولد کی مخالفت کرتے ہیں۔ لیکن مزید اطمینان کے لئے اُن میں سے بعض
کے اقوال نقل کرتا ہوں:۔

(۱) حضرت مولانا احمد علی صاحب حنفی محدث سہارنپوریؒ نے فتوے دربارہ میلاد میں
فرمایا ہے اور بجا فرمایا ہے کہ:۔

"ذکر ولادت شریف پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروایات صحیحہ در اوقاتیکہ
از وظائف واجبہ خالی باشد بکیفیاتیکہ خلاف طریقۂ صحابہ و اہل قرون ثلثہ
نباشد و عقائدیکہ توہم شرک و بدعت دراں گنجائش نباشد و بآدابیکہ مخالف
سیرۃ صحابہ کہ از مصداق ما انا علیہ و اصحابی بیرون نرود در مجلیکہ خالی باشد از
منکرات شرعیہ باعث خیر و موجب برکت است بشرطیکہ بصدق نیت و
اخلاص باشد و در عقیدہ از جملہ اذکار حسنہ و مندوبہ غیر مقید بوقت من الاوقات باشد
پس کسے را از اہل اسلام نمی دانم کہ ایں چنیں ذکر را غیر مشروع و یا بدعت پندارد

(منقول از براہین قاطعہ ص۱۲۵)

(۲) مولانا عبد الحی صاحب حنفی لکھنوی نے مولود کو جائز فرما کر یہ شرط لگائی ہے:۔

"آرے اگر بحقیقت ذکر مولد کہ سابقاً گزشت تخصیصات غیر مشروعہ
و تشریعات غیر ماثورہ منضم شوند حکم ندب آں باقی نخواہد ماند"

مجموعہ فتاوی ج۱ ص۵

(۳) مولانا رشید احمد صاحب حنفی محدث گنگوہیؒ نے فرمایا ہے:۔

"مجلس مروجہ مولود کہ جس کو سائل نے لکھا ہے بدعت مکروہ ہے اگرچہ
نفس ذکر ولادت فخر عالم علیہ الصلوٰۃ کا مندوب ہے مگر بسبب انضمام

ان قیود کے یہ مجلس ممنوع ہو گئی فقط۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۲۲)

(۴) مولانا خلیل احمد صاحب حنفی مہاجر مکی نے براہین قاطعہ میں متعدد جگہ لکھا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ نہایت صاف اور بہت جامع و مانع طور پر فرمایا ہے کہ:

"قیود محفل مروجہ کی دو قسم ہیں، بعض وہ امور ہیں کہ بالاصلہ مکروہ و حرام ہیں تو اُن کے اس محفل میں موجود ہونے سے یہ محفل محکوم بحرمت و کراہت ہو جائے گی ہر حال اُس کا عقد اور شرکت دونوں ممنوع رہیں گے اور کوئی عذر و تاویل اُس کے جواز کی ممکن نہیں جیسا کہ روشنی زائد از قدر حاجت کہ بنص حرام و اسراف ہے اور لباس وزری حاضرین کا جو محرم شرعی ہے اور مداہنت فی الدین کہ نص سے حرمت اس کی محقق ہے اور قسم دوم وہ امور ہیں کہ بالاصلہ مباح ہیں یا مندوب مگر بسبب عروض تاکد یا وجوب کے علماً یا عملاً ذہن خواص میں یا عوام میں ان کو کراہت عارض ہو گئی ہے حسب حکم شرع کے پس ان امور قسم ثانی کا وجود مجلس مولود میں اُس وقت تک مباح و جائز ہے کہ اپنی حالت اصلیہ پر رہیں اور جس وقت اپنی حالت سے نکلی اور خواص یا عوام کے ذہن میں اُن کی کیفیت از حد اباحت و ندب سے بڑھی اس وقت وہ بھی مکروہ ہو جاتے ہیں، اور اُن کے ہونے سے محفل مولود عقد اور شرکت میں مکروہ ہو جاتی ہے۔" ص ۲۵۹

(۵) مولانا اشرف علی صاحب حنفی تھانوی نے اپنے اکثر کتب و رسائل میں تصریح کی ہے اور اصلاح الرسوم کی عبارت سابقاً نقل بھی ہو چکی ہے، فتاویٰ امدادیہ میں بھی فرماتے ہیں:

"ذکر ولادت شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل دیگر اذکار خیر کے ثواب اور افضل ہے اگر بدعات اور قبائح سے خالی ہو الخ" ص ۱۰۵

مجوزین میں قدماء سے لے کر متاخرین تک سب علماء اس بات کے قائل ہیں کہ مجلس مولود کو ناجائز باتوں سے پاک ہونا چاہیئے، ہر ایک کے اقوال کہاں تک نقل کروں، ہاں چند عالموں کے بعض قول پیش کرتا ہوں، ان میں سے بعض تو وہ ہیں جنہیں فریقین تو وہ ہیں جن کو صرف مجوزین مستند سمجھتے ہیں، ہر دو قسم کے علماء کے اقوال حسب ذیل ہیں :-

(۱) شیخ الاسلام حافظ الحدیث ابو الفضل احمد بن علی بن حجر فرماتے ہیں :-

عمل المولد بدعة لم ینقل عن احد من السلف الصالح من القرون الثلثة لکنها مع ذلك قد اشتملت علی محاسن وضدها من تحری فی عملها المحاسن و تجنب ضدها کان بدعة حسنة ومن لا فلا۔	"عمل مولود بدعت ہے، قرون ثلثہ کے ایک سلف صالح سے بھی منقول نہیں، لیکن وہ اچھی اور بری باتوں پر مشتمل ہے تو جس نے صرف محاسن کا قصد کیا، برائی سے بچا تو بدعت حسنہ ہے اور جس نے برائی کا ارادہ کیا تو حسنہ نہیں بدعت سیئہ و مذموم ہے"

(منقول از در المنظم ص ۱۱)

(۲) علامہ جلال الدین سیوطی کا ایک قول ان کے رسالہ حسن المقصد سے حقیقت مولد میں نقل ہو چکا ہے جس میں یہ لکھ کر کر (لوگ جمع ہوں، کچھ قرآن پڑھیں، ذکر خیر کریں، کھانا کھائیں، چل دیں) فرمایا ہے۔ من غیر زیادة علی ذلك جس کا ترجمہ مؤلف فتح الودود نے کیا ہے (امور مذکورہ پر کوئی چیز منہیات شرعیہ میں سے زیادہ نہیں کرتے ہیں)۔

دوسرا قول ان کا علامہ تاج الدین فاکہانی کے رد میں منقول ہے :-

کذلک نقول اصل الاجتماع لاظهار شعار المولد مندوب وقربۃ وما ضم الیہ من الامور المذمومۃ مذموم ممنوع ۔ (ایضاً ص۱۱)	اس طرح ہم کہتے ہیں کہ اصل اجتماع اظہار شعار مولد کے لئے مندوب قربت ہے اور جو بری باتیں اس میں مل گئی ہیں وہ مذموم ممنوع ہیں ۔

(۳) محمد بن علی دمشقی صاحب سیرۃ شامی نے بھی قریب قریب ایسا ہی لکھا ہے چنانچہ مولانا کرامت علی صاحب جون پوری نے رسالہ ملخص اُردو میں ظاہر کیا ہے کہ انہوں نے (مولود میں جو بات تعریف کے قابل اور جو مذمت کے قابل ہے سب لکھا ہے ۔) ملا (۴) علی بن سلطان محمد ہروی معروف بہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ کا قول اُن کے رسالہ مورد الروی فی مولد النبی سے منقول ہے :-

واما مایعمل فیہ ینبغی ان یقتصر فیہ علی ما یفہم منہ الشکر للہ تعالی من نحو ما تقدم ذکرہ من التلاوۃ والاطعام والصدقۃ و انشاد شیئ من المدائح النبویۃ المحرکۃ للقلوب الی فعل الخیر والعمل للاخرۃ واما مایتبع ذلک من السماع واللھو وغیر ذلک فینبغی ان یقال ما کان من ذلک	اور مولد میں جو عمل کیا جاتا ہے اس میں بس ان امور پر اکتفاء کرنا چاہیئے جس سے اللہ کا شکر سمجھا جائے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے مثلاً تلاوت کرنا، کھانا کھلانا، صدقہ کرنا حضور کے محاسن و محامد پڑھنا جس سے قلوب میں فعل خیر اور عمل آخرت کا شوق پیدا ہو مگر جو اس کے ساتھ سماع و لہو اور مثل اس کے جو ہے اس کی نسبت یوں کہنا لائق ہے کہ جو چیز ان میں سے مباح ہو اس دن کی خوشی میں معین ہو

مباحا بحیث یعین السرور بہ فلا بأس
الیوم لا باس بالعاقۃ وما کان حراما
ومکروھا فیمنع۔ (از دار المنتظم ص۱۱)

اس کا لحاظ میں کچھ حرج نہیں اور جو امر حرام یا مکروہ ہو اس سے منع کیا جائے۔

(۵) شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول پہلے نقل ہو چکا ہے جس میں انھوں نے علامہ ابن الحاج صاحب مدخل کو دعا خیر دی ہے۔ دوسرا قول ان کا ان کی مشہور کتاب مدارج النبوۃ میں ہے، وہ فرماتے ہیں:۔

" ولیکن باید کہ از بدعتہا کہ عوام احداث کردہ اند از تغنی و آلات محرمہ و منکرات خالی باشد تا موجب حرمان از طریق اتباع نگردد۔"

(۶) مولانا مفتی صدر الدین صاحب دہلوی جو حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کے تلامذہ میں سے تھے ان کا قول منقول ہے:۔

" مولد شریف در ماہ حضرت سید عالم صلعم و اجتماع مومنین صالحین دریں روز مسعود کہ خالی باشد از منہیات و مکروہات و منکرات مثلا بدعات رسوم و عادات غیر مشروعہ مثل غنا و سرود و آلات محرمہ فتنہ زا و طلب فساق و اہل بدعت و صرف مال حرام از رشوت و غصب و ریا و قصد ستائش و ثنا از خلق خدا و ناموری در اہل دنیا و ذکر حکایات بکیات و قصص ہائے بے اصل و بے سر و پا و جلب منافع و اخذ از یں تقریب خوش نما و طرز منع سائلان و عدم اعتنائی بحال فقراء و مساکین و مدارات و تواضع با مراء و تطویل مجلس با شتغال باعتبار مردم ذی وجاہت از مشائخ و اہل دنیا و بیان ولادت و مناقب پیغامبر موافق احادیث و آثار صحیحہ دراں محفل قدسی مشاکل و اظہار

سرور وادائے شکر حق سبحانہ برین نعمت فد ہند ودر تسبیح وتہلیل وتلاوت قرآن ومعجزہ تجمل ذکر سید الانام وعد محاسن وتنظیم امر بخوبیہ قدر حضرت واطعام طعام صلحاء وفقراء ومساکین ومساکین وصدقات وخیرات دران روز میمنت افروز از بہترین اعمال حسنہ است وبس :

(۷) مولانا مفتی مرزا علی حسن لکھنویؒ کا قول اُن کے فتوے سے منقول ہے :-

" محفل مولود شریف بلحاظ رسالت مآب کہ عبارت است از ذکر احادیث معتبرہ ولادت ومعجزات کہ از نبی صلعم قبل نبوت صادر شدند وبیان اخلاق وترغیب در اتباع سنت وازالۂ بدعت سیئہ ومنکرات شرعیہ ومقتضیات معروفہ مانند غناء ومزامیر وحضور نسواں مشتہات ونقل روایات دروغ و استعجار مولد خوانی وغیر آں البتہ مستحسن است وبس :" ایضاً ص ۱۲۴ و ۱۹۹

(۸) مولوی لمعان الحق صاحب ابن مولوی برہان الحق صاحب فرنگی محلی لکھنوی اپنے دستخط کے ساتھ رسالہ ہدیۂ تجدیدیہ کے آخر میں لکھتے ہیں :-

" فی الواقع جو مجلس میلاد شریف مشروط بدیں شرط ہوئے وہ سبب حسنات اور باعث برکات ہے اور منکر ومانع ایسی محفل پاک کا گناہگار ومستحق عتاب ہے ۔ اوّل شرط یہ ہے کہ اخراجات اس محفل شریف کے مال حلال وطیب سے ہوں ۔ دوم خلوص نیت ہو یعنی صرف ملحوظ ثواب اور ادائے شکر نعمت ولادت با سعادت آنحضرت سرورِ عالم صلعم ہوئے ۔ سوم ذکر احادیث موضوعہ وآیات مخترعہ کا نہ ہو ۔ چہارم یہ نہ ہو کہ امراء کو بلایئے اور فقراء کو رد کیجئے جیسا کہ حدیث ولیمہ میں ممانعت آئی ہے ۔ پنجم کوئی کلمہ خلاف شان

جناب احدیت اور خلاف شان جناب سرورِ عالم فخرِ بنی آدم صلعم کے بیان نہ
کرے۔ ششم فضائل اور شمائل جناب فیض مآب سرورِ دو عالم صلعم اور درود
اور سلام کو نہایت ادب سے بخشوع اور خضوع روایات صحیحہ اور معتبرہ سے صاف
صاف بیان کرے کہ عوام بخوبی سمجھ لیویں۔ کسی آدمی ان کے بہ تکلف شکل مرثیہ
خوانوں کے نہ پڑھیں۔ ہفتم مبالغہ حمد اور ثنا میں یعنی آنحضرت صلعم کو مرتبہ
الوہیت تک نہ پہنچاوے یعنی یہ نہ بیان کرے کہ جیسا اللہ تعالیٰ کو علم اور قدرت
ہے ویسی ہی آنحضرت صلعم کو علم اور قدرت ہے اس میں شرک پایا جاتا ہے
اور اجتناب شرک سے واجب ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب" ایضاً ص ۱۴۳

(۹) مولوی عبد العلی صاحب آسی مدراسی لکھتے ہیں کہ :-

"ہاں ہم کہتے ہیں کہ خالی ہونا اس عمل کا نواہی اور منکرات شرعیہ اور تغنی
و آلات محرمہ اور روایات موضوعہ سے نہایت ضروری ہے ورنہ بدعت ضلالت
ہے اور عامل اس کا قابلِ ملامت ہے الخ" ایضاً ص ۱۵۱

(۱۰) مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب متوفی ۱۲۸۱ھ کا قول اُن کے رسالہ اشباع الکلام
فی اثبات المولد والقیام سے رسالہ الدر المنظم میں منقول ہے :-

"ہمچنیں انعقاد ایں مجلس مولود بہیئت کذائیہ ملتزمہ مروجہ را باید فہمید کہ
معہود و معمول بزمانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آلِ عظام و صحابہ کرام نبود
پس ایں را بر ہماں طریق باید داشت و اختراع از طرف خود ہرگز نباید ساخت الخ" ایضاً

(۱۱) مولانا تراب علی صاحب متوفی ۱۲۸۱ھ نے لکھا ہے :-

"دریں روز مبارک کہ ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ہمچناں

ذکر معراج و غزوات و معجزات و مانند اینہا بروایات مستندہ و معتبرہ در ہر وقت و ہر مکان خالی ہر بلا تقلید و تعیین تاریخ و ماہ معین از بدعات منفرداً و مجتمعاً بزبان عربی باشد یا فارسی یا اردو نثر یا نظم بالاتفاق از مثوبات است و ذخیرہ محض و موجب تقویت ایمان الخ ۔ [illegible]

(۱۲) مولوی عبدالسمیع صاحب قیام مولد پر بحث کرتے ہوئے مولد کے شرائط و آداب ضروریہ کی طرف انوار ساطعہ میں ضمناً اشارہ کرتے ہیں۔

"اور طرفہ تر یہ ہے کہ بانیان محفل میلاد علی العموم یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ روح مبارک ہر جگہ موجود ہو جاتی ہے خواہ اس محفل میں قاری مولد کوئی مرد دیندار محب رسول ہو یا کیسا ہی آدمی ہو، سامعین مہذب بآداب ظاہر و باطن ہوں یا نہ ہوں، روایات اس میں صحیح طور پر بیان کی جاتی ہوویں یا موضوعات جھوٹی باتیں شاعروں کی گھڑی ہوئی پڑھتے ہوں، کھانے اور شیرینی اور عطر میں مال زہد اور محنت کا کمایا ہوا ہو یا رشوت اور سود اور غصب کا مارا ہوا ہو، دل کو اچھی طرح اشتیاق کے ساتھ حضورؐ کے تصور میں لگا رکھا ہو یا نہیں، سامعین جلسہ خوش اعتقاد ہوں یا نہیں۔ ص ۲۰۰"

پس ہر محفل میں کہ خواہ وہ کیسی ہی وضع سے مرتب ہو تشریف آوری کا دعویٰ کون کرتا ہے۔ اگر مرد خوش اعتقاد سامان پاکیزہ اور مال اپنے زور بازو کا کمایا ہوا صرف کرے اور روایات صحیحہ اور اشعار جائزہ با لحان خوش و نیت نیک و اعتقاد درست و ہیئت ادب و تعظیم شوق و ذوق کے ساتھ پڑھے اور سامعین مشتاق قلب خاص سے متوجہ ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت

مدنظر ہو دل کو اسی طرف لگا دیں تو کیا مضائقہ ہے ا ھ" صفحہ ۲۵

"اگر شاید فضائل میں کوئی حدیث مطعون فیہ یا موضوع بھی بیان ہو گئی تو انصاف کی بات یہ ہے کہ خاص اُن لوگوں کو منع کرنا چاہیئے کہ ایسی روایت نہ پڑھیں اس میں ہم بھی تمہارے ساتھ ہو جاویں" صفحہ ۲۵

(۱۴) مولوی محمد اعظم صاحب نے فتح الودود میں صفحہ ۲۴ سے ۲۵ تک حسب ذیل پانچ آداب لکھے ہیں:-

"اب چند آداب محفل میلاد شریف کے جو نہایت ضروری ہیں، بیان کیئے جاتے ہیں۔ ادب اول انعقاد محفل شریف بہ حسن نیت خالصاً لوجہ اللہ برائے ادائے شکر نعمت عظمیٰ اور نصیحت اہل اسلام ہونا چاہیئے اگر نام و شہرت و افتخار کی نیت سے ہو تو ہیچ ثواب نہ ملے گا بموجب حدیث شریف لکل امرء ما نوی یعنی ہر امر کا وہی بدلہ ملے گا جس کی وہ نیت کرے۔ دوسرا ادب اخراجات اس عمل خیر کے مال حلال سے کئے جاویں بحکم خدا تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم یعنی اے ایمان والو خرچ کرو۔ پاکیزہ یعنی حلال اس چیز سے کہ کمایا تم نے انتہیٰ پس مال حرام صرف کر کے اُمید ثواب و قربت کی رکھنا عبث ہے اور ضیافت وغیرہ میں امراء و فقراء سب کو بلانا چاہیئے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ شر الطعام طعام الولیمۃ یدعیٰ لھا الاغنیاء ویترک الفقراء یعنی بدتر کھانا وہ ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مالدار بلائے جائیں اور فقیر چھوڑ دیئے جائیں۔ رواہ البخاری۔ اگرچہ اس حدیث میں ذکر دعوت ولیمہ کا ہے مگر یہ حکم عام ہے۔ تیسرا ادب یہ ہے کہ اس

محفل میں جہاں تک ہوسکے روایات صحیحہ کے پڑھنے کا اہتمام رکھیں۔ اور
روایات موضوعہ و لا اصل کو ہرگز بیان نہ کریں کیونکہ اکثر روایات ضعیف ایسی
ہیں کہ جن کے سبب اسلام بہت سست ہو جاتا ہے جیسے ایک شخص فاجر
محفل میلاد کیا کرتا تھا، اس کے سبب سے اس کی نجات ہوگئی۔ اور اس
زمانہ میں تو اکثر لوگ اسی بات کے خواہاں ہیں کہ کسی طرح سے تکلیفات شرعی
مثل نماز روزہ حج و زکوٰۃ ہم سے ساقط اور بلا مشقت نجات ہاتھ آجاوے۔
بس دو روپیہ کہ جو مکر و فریب سے پیدا کئے تھے، اس کی شیرینی منگوا کر محفل
میلاد شریف کردی اور جنت کے مستحق ہوگئے، دو چار روپیہ کے خرچ میں
منہ میٹھا ہو گیا اور جنت بھی مل گئی، احکام شرعی بلا ادا کئے۔ غرض ایسی
روایات غیر معتبر بیان کرکے لوگوں کو بے خوف کرانا نہایت بے جا بلکہ موجب
سخت گناہ کا ہے، پس قاری کو لازم ہے کہ روایات صحیحہ جس میں محامد و
فضائل آنحضرت کے عمدہ طور سے ہوں بیان کرے کہ جس کے سننے سے محبت
آپؐ کی سامعین کے دلوں میں مستحکم ہو اور آپ کی پیروی کا شوق بڑھے۔
چوتھا ادب حاضران محفل کو ضرور ہے کہ جس وقت نام مبارک آپؐ کا
آجاوے شوق و محبت سے درود شریف پڑھا کریں، اور ادب سے ذکر
رسول اللہ صلعم سنا کریں اور مولود خوانوں کو لازم ہے کہ قصائد نعتیہ عمدہ
مضامین کے بہ لہجہ دلکش بلا تکلف پڑھیں اور مثل قوالوں اور سوز خوانوں
کے بعنایت لحن و تغنی اور تکلف کے ساتھ نہ پڑھیں کہ باعث حرمت
ہوگا اور اشعار مخالف شرع بھی اس بزم مبارک میں ہرگز نہ پڑھیں ورنہ

گنہگار ہوں گے۔ ادب پانچواں یہ کہ اس محفل فرحت و سرور میں ذکر وفات شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ کرنا چاہیئے کیونکہ یہ محفل میلاد شریف خوشی کی ہے ذکرِ غم جانکاہ اس میں محض ناز یبا ہے... اور محفل کی آراستگی اور روشنی کو حد سے تجاوز کر کے درجہ اسراف میں پہنچانا اور تماشا گاہ مرسوم بنانا بھی بحکم آیہ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْن ممنوع ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ جہاں تک ہو سکے منہیات شرعیہ سے محفل کو پاک رکھنے کا انتظام رکھنا چاہیئے کیونکہ ہر عمل خیر کا بطریق مشروع بجالانا موجب ثواب ہے، اور بطور ممنوع باعث عذاب.... غرض کہ جس محفل میں منکرات شرعیہ موجود ہوں اور روایات موضوعہ ولا اصل پڑھی جاویں ویسی محفل کے ناجائز ہونے میں کسی کو کلام بھی نہیں پس جو انکار بعض علماء سے درباب مولد شریف مستفاد ہوتا ہے وہ محمول ہے ایسے ہی محافل ناجائزہ پر واللہ اعلم، لہذا محبان نبوی و طالبان ثواب اخروی کو لازم ہے کہ محفل میلاد شریف بدعات شنیعہ سے پاک صاف رکھ کر بسبیل مشروع جیسا کہ اس مختصر میں بیان کیا گیا ہے۔ بہ حسن نیت کیا کریں۔ موجب حسنات اور باعث برکات عظیمہ ہے، واللہ اعلم بالصواب ۱؎

(۱۴۳) حافظ عبداللہ صاحب کا پہوری نے رسالہ مجموعہ مولود شریف میں صفحہ ۲ سے ۱۳ تک متن اور حاشیہ میں آداب و شرائط مولود کے متعلق متفرق طور پر جو لکھا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ:۔

۔۔ لیکن اشعار و غزلیات نامشروع کا گانا اور ہاتھوں کا ہلانا اور سوحق ہچانا

اور راگ سے بطور قوالی یا مرثیہ خوانی کے پڑھنا شریعت و سنت کے صریح
خلاف ہے۔ ایسے ہی امور نامشروعہ باعث بدعت و ممنوع ہوتے ہیں۔ اس
کا بہت خیال کرنا چاہیے اور اس محفل اقدس میں گناہ کی باتوں سے بھی بہت
ہی بچنا چاہیے۔ جیسے جھوٹ، غیبت، کسی کی چغلی، کسی پر بہتان، اودھر اُدھر
کے قصے کہانی سب واہیات باتوں سے اپنی زبان اور کان سے محفوظ رکھیں
اور مولود شریف و احوال فضائل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی المقدور ایسے
شخص سے جو عالم باعمل یا متقی دیندار باشرع ہو سُنا کریں اور جہال بے شرع
کو غزلیات واہیہ و روایات موضوعہ کے پڑھنے سے روکیں اور ایسی محافل کی
شرکت سے جس میں بدعات و منکرات و ممنوعات ہوں پرہیز کریں خصوصاً
اہل علم کو ضرور اس کا لحاظ فرمانا چاہیے کہ عوام کو سند نہ ہو جائے۔۔۔ بعض
مولود شریف میں ذکر وفات شریف کا نہ چاہیے۔۔۔ خلاف وضع متقدمین
اور طریقہ سلف صالحین ہے۔ اختراع اس کا مناسب نہیں، بطرہ اس پر
یہ کہ بعض مولود خوان واسطے رقت حاضرین کے قصہ کربلا بیان کرتے ہیں
یہ نہایت نامناسب ہے طریقہ علماء صالحین سے تجاوز اچھا نہیں۔۔۔۔
جب کوئی مولود شریف کرنے کا ارادہ کرے تو چاہیے کہ اول جائے پاک ہو
کسی طرح کی بدبو نہ ہو بلکہ خوشبو سے معطّر رہے اور نیت خالص اللہ کے
واسطے کرے، غرور اور ریا کو دخل نہ دے۔ اور جو کچھ اس میں صرف کرے
مال حلال سے ہو کہ حرام مال درگاہ الٰہی میں قبول نہیں ہوتا بلکہ منہ پر مارا
جاتا ہے اور فقراء و مساکین کی بہت خاطر کرے اور واسطے پڑھنے کے جائے

بلند ہونا چاہیئے.... اور سامعین کو لازم ہے کہ بتوجہ دل حضرت کے فضائل وخصائل کو سنیں اور بنیت اتباع سنت رسول مقبولؐ اور اجتناب بدعت کی رکھیں اور اس ذکر پاک کو ثواب سمجھ کر پڑھیں اور سنیں اھ ملخصاً

(فرش وغیرہ سامان پر حاشیہ میں لکھا ہے) "البتہ ان سب اشیاء کا طیب اور طاہر ہونا چاہیئے، فرش و مسند وقالین و چاندنی وغیرہ اپنی ہو یا کسی اپنے احباب سے لی ہو، رنگریزوں سے جو لوگوں نے ان کے یہاں تھان رنگنے کو دیئے ہیں یا دھوبی کے یہاں لوگوں نے جو کپڑے دھونے کو دیئے ہیں اُن کو بطور کرایہ کے لینا یا کسی طوائف سے اس قسم کی کوئی اشیاء عاریۃً لینا جائز نہیں ایسی باتوں سے اس محفل اقدس کو پاک صاف رکھنا چاہیئے ورنہ باعث ناخوشی حضورؐ ہوگا، فرمائی بے احتیاطی میں بڑا نقصان ہوگا اھ"

(مسند نہ ہو جاوے پر حاشیہ میں لکھا ہے) افسوس کہ مولود شریف کا پڑھنا علماء نے چھوڑ رکھا ہے، اس واسطے نااہلوں وجاہلوں نے اختیار کیا ہے۔ جو چاہتے ہیں روز بروز ایجادیں کرتے جاتے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے جو جاہیں سو کریں، کہیں تو ہاتھ ہلاتے ہیں، کہیں آنکھیں مٹکاتے ہیں کہیں مثل قوالی کے گاتے ہیں کہیں جھوٹی حدیثیں اور جھوٹی روایتیں اڑاتے ہیں پھر دیکھو تو ایسے ایسے مولود خوان جو نہ نماز پڑھیں، نہ روزہ رکھیں نہ دینداری سے کام نہ شریعت سے کچھ غرض، نہایت بے احتیاط، ناچ دیکھنے والے، میلے تماشے میں جانے والے، لباس وزیب غیر مشروع پہننے والے، نہ علم ہے، نہ علماء کی صحبت نصیب ہوئی، اردو کے الفاظ جو کچھ دیکھے چند ڈالے اور جوڑیں

عربی الفاظ آئے تو ہیچے لگانے لگے اور قرآن شریف کی آیتوں کی تو خوب ہی مرمّت کرتے ہیں۔ ایسا غلط سلط اڑاتے ہیں کہ چھوٹے بچے قرآن پڑھتے ہنستے ہیں مگر کچھ پرواہ نہیں، جاہل تو خوش ہوتے اور تعریف کرتے ہیں۔ ایسے مولود خوانوں کو نہ تو ادب سے کچھ کام نہ جھوٹ سے پرہیز، نہ سچ کی تلاش جھوٹی روایتیں اور اشعار لغو شعرائے بے ادب کے جن میں ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کی تحقیر و کفر کے کلمے بھرے ہوئے ہیں بے تکلف پڑھتے ہیں نہ خدا سے ڈر نہ رسول سے حیا۔"

.... اب بھائی مسلمانوں کے آگاہ کرنے کے واسطے وہ جھوٹی روایتیں اور حدیثیں جو بے احتیاط مولود خوان اکثر پڑھتے ہیں اور لوگوں کو سنا کر بفرائے حدیث شریف اپنا گھر جہنم میں بناتے ہیں اور سننے والوں کو گنہگار اور ثواب سے محروم کر دیتے ہیں، بتاتا ہوں .... مولود کی اکثر کتابوں میں جو جھوٹی روایتیں لکھی ہیں وہ یہ ہیں۔ جابرؓ کے گھر دعوت کے دن ان کے دونوں لڑکوں کو آپ نے زندہ کیا۔ بالکل جھوٹ ہے کسی مستند کتاب سے ثابت نہیں۔ ایک یہودی کی لڑکی کا بسم اللہ سن کر مسلمان ہونا اور مچھلی کے پیٹ سے انگشتری نکلنا اور تمام اس کی قوم کا حضرتؐ کے پاس جا کر مسلمان ہونا بالکل جھوٹ ہے بلکہ بعد انقضائے زمانہ کثیر رسول اللہ و صحابہ کرامؓ کے ایسا ہوا ہو تو کچھ بعید نہیں مگر رسول اللہؐ کے وقت میں کہنا بالکل غلط ہے۔ ایک یہودی کا آنکھ سات بار نکالنا اور ہر بار درست ہونا پھر اعتقاد لانا اور مع اپنی بیٹی اور قوم کے مسلمان ہونا بالکل جھوٹ ہے۔ ایک قبر سے نوّے برس کے مردے کو

زندہ کرکے حضرت نے کلمہ پڑھایا۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ حضرتؐ نے شب معراج میں اپنے والدین کو عذاب میں دیکھا خدا کا حکم ہوا کہ اسے محمدؐ اپنی اُمت کو بخشوانا چاہتے ہو یا اپنے والدین کو، آپ نے اُمت کو چاہا، اور والدین کو عذاب میں چھوڑا، بالکل جھوٹ ہے۔ شب معراج میں آپؐ جب عرش کے قریب پہنچے تو عرش ہلنے لگا، خدا کا حکم ہوا کہ اے محمدؐ اپنی جوتی پہنے ہوئے آؤ۔ جب اس کو قرار ہو گا۔ بالکل جھوٹ ہے۔ آپؐ کا اوپر عرش کے جانا بغیر جوتی کے بھی کسی کتاب مستند سے ثابت نہیں ہے۔ قیامت کے دن میدانِ حشر میں آپؐ کی بیٹی بی بی فاطمہؓ ننگے سر ننگے پیر ایک ہاتھ میں خون سید الشہداء کا اور ایک میں پیراہن زہر آلودہ حضرت حسنؓ کا لے کر عرش کا پایہ پکڑ کر فریاد کریں گی اور حضرت کی اُمت کو بخشوائیں گی، بالکل جھوٹ اور سراسر بہتان ہے۔۔۔۔

معراج میں جب آپ سب پردے حجاب کے طے فرما کر مقام قرب میں پہنچے تو ایک پردے سے خدا نکل آیا اور حضرتؐ کو اپنی گود میں بٹھا لیا، بالکل جھوٹ ہے بلکہ ایسی باتیں کفر میں داخل ہیں۔ غرض کہ اور بھی بہت سی حکایتیں اور روایتیں ہیں جو بہت سے لوگ تو جان بوجھ کر اور بعضے نادانستگی اور ناواقفی سے پڑھا کرتے ہیں۔۔۔۔ مولود کی غیر مستند کتابوں میں جو کچھ لکھا ہے اُس پر اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اب تو سینکڑوں کتابیں مولود کی جھوٹی لغو لوگوں نے بے تحقیق اور بغیر کسی عالم کے دکھائے سنائے جو کچھ جی چاہا نظم و نثر میں تصنیف و تالیف کرکے چھپوا دی ہیں۔ اکثر

کتابیں مولود شریف کی موضوعات سے بھری ہوئی ہیں۔"

(معطر رہے، پر حاشیہ میں لکھا ہے) جس مقام پر یہ محفل شریف ہوئے وہ مقام بدبو و نجاسات سے بہت پاک و صاف ہونا چاہیئے، حقہ نوشی، پکی پیاز کھا کر آنا، مولی کھا کر آنا، یہ سب بدبو کی چیزیں ہیں۔۔۔۔ افسوس اس بات کا آتا ہے کہ بعض بے ادب اپنے گھر میں محفل مولود شریف کرتے ہیں پھر اسی مقام پر ناچ رنگ کی محفل کرتے ہیں، یہ نہایت بے حیائی و بد دینی کی بات ہے، ذکر محمدی سے اپنے گھر کو خوشبودار کر کے پھر نجاست معصیت سے آلودہ کرتے ہیں ایک گناہ عظیم تو ناچ کا، دوسرا گناہ کبیرہ اہانت و بے ادبی محفل حضور کا اپنے سر لیتے ہیں۔"

(مال حرام پر حاشیہ میں لکھا ہے) بیاج سے، رشوت سے، چوری سے، زنا کاری سے، رقص سے، قوالی سے، سارنگی نوازی سے، مصوری و دیگر کسوبات حرام سے وہ مال نہ ہوئے کہ ثواب کے بدلے عذاب ہوگا۔۔۔ پس ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے مقدور بھر مال حلال صرف کرے۔

مسئلہ: اور جس کے پاس مال مشتبہ ہو اس کو چاہئے کہ اگر مولود شریف کرے تو قرض لے کر کرے۔۔۔ پس جو اکثر سود خور، طواشی، رنڈی، بھڑوے، قوال وغیرہ مالِ حرام سے مولود شریف کرتے ہیں اور امید ثواب رکھتے ہیں سو بالِ آخرت میں اور زیادہ گرفتار ہوتے ہیں، اور بے شرع مولود خوان اس نشے کے بشوق تمام ایسے مقام ناجائز پہ بطمع زر حاضر ہو کر بہت خوش آوازی سے داد قوالی کی دے کر مخنث و رنڈیوں کو خوش کرنے

کے واسطے مولود شریف پڑھتے ہیں۔ خود بھی گنہگار ہوتے ہیں اور ان کی بدولت اور مسلمان بھی گرفتار معصیت ہوتے ہیں کہ صد ہا رنڈیاں وہاں بناؤ سنگار کے ساتھ آتی ہیں اور ہر طرف سے یار لوگوں کی تاک جھانک ہوتی ہے... غرضکہ ایسی ہی باتوں سے دیگر فرقے کے لوگوں کو طعن و تشنیع کا موقع ملتا ہے اور نظیر میں وہ ایسی ہی باتوں کو پیش کرکے مولود شریف کو بدنام کرتے ہیں لہٰذا سب مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اس محفل پاک کو ان باتوں سے پاک صاف رکھیں۔"

(۱۵) مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی جنہیں بکثرت حال مجدد مائۃ حاضرہ کہتے اور انکے نام کے بعد بہت سے رضی اللہ عنہ اور بعض صلی اللہ علی حبیبہ و علیہ وسلم بھی لکھتے ہیں۔ اس وقت ان کی کتابوں میں سے احکام شریعت حصہ اول و دوم اور اقامۃ القیامہ کے سوا اور کوئی کتاب میرے پاس موجود نہیں، ہاں ان کا ایک فتویٰ[1] موصولہ از مولوی عبدالصمد صاحب رامپوری در بارہ منع مروجہ مجلس میلاد ان کے ضخیم مجموعہ فتاویٰ قلمی سے فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۸۸ میں منقول ہے جس میں انہوں نے فاسق سے مولود پڑھوانے اور مولود میں روایات موضوعہ پڑھنے کی بڑی شدت سے مخالفت کی ہے اور ایسی میلاد کرانے والے کو حساب لگا کر قریباً دو لاکھ گناہوں کا ذمہ دار بنا کر جہنم کے طبقہ زیریں میں پہونچایا ہے۔[1]

اور انہی مولانا احمد رضا خاں صاحب نے احکام شریعت میں متعدد جگہ اسی قسم کی تصریحات کی ہیں:-

[1] اس فتوے کی تصدیق مطبوعہ فتاویٰ رضویہ جلد دوم سے ہوگئی ہے اسمیں اس کا ذکر ہے۔ مصحح

چنانچہ صلا میں مال حرام سے شیرینی لیکر مولود میں تقسیم کرنے اور رنڈی کے ہاں مولود پڑھنے کے لئے جانے کو پھر صلا میں مولود کی پڑھوائی لینے ۔ مولود میں ذکر شہادت پڑھنے ، ایسی باتوں کے مرتکب سے مولود پڑھوانے کو ، پھر صلا میں مولود خواں کے ساتھ امرد کے پڑھنے کو ناجائز لکھا ہے اور مولود میں پڑھی جانے والی حسب ذیل روایتوں کو لکھا ہے کہ غلط ہیں :-

(۱) حضور صلعم کا شب معراج میں براق پر سوار ہوتے وقت ، اسی طرح قیامت کے دن ہر مسلمان کی قبر پہ براق بھیجنے کا اللہ تعالیٰ سے وعدہ لینا بے اصل ہے ۔ صلا

(۲) قیامت کے دن حضرت فاطمہؓ کا ہاتھوں میں امامین کا خون آلودہ اور زہر آلود کپڑے لیکر ننگے سر برہنہ پا خدا کے سامنے عرش کا پایہ پکڑ کر فریاد کرنا اور خون کے عوض میں امت عاصی کو بخشوانا ، یہ سب محض جھوٹ اور افترا اور کذب اور گستاخی و بے ادبی ہے ۔ صلا

(۳) شب معراج میں حضور صلعم کا عرش پر مع نعلین جانا محض جھوٹ اور موضوع ہے صلا

(۴) شب معراج میں حضور صلعم کو آپ کے والدین کا عذاب دکھایا جانا ، پھر آپ کو والدین یا امت میں سے ایک کو بخشوانے کا اختیار ملنا ، آپ کا والدین کو چھوڑنا اور امت کو اختیار کرنا ، محض جھوٹ ، افترا اور کذب و بہتان ہے ۔ صلا

(۵) جس رات آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں ۔ دو سو عورتیں رشک حسد سے مرگئیں

اس کی صحت معلوم نہیں، البتہ چند طرق اِن کا بہ تمنائے نورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مرجانا ثابت ہے[۹۳]

یہاں تک ہم نے مشہور مجوزین میلاد میں سے صرف چند نامور حضرات کی یہ عبارات نقل کی ہیں اور بہت سی بخوفِ طوالت ترک کر دیں ان سب میں اصولاً اس کو تسلیم کیا گیا ہے کہ مجلسِ میلاد محرمات ومنکرات سے پاک ہونی چاہیے۔ معتدلین یعنی مانعینِ میلاد کی یہ تصریحات ہم پہلے نقل کر چکے ہیں، نیز اس سے پہلے "مجلسِ میلاد سے اختلاف" کے بیان میں ہم نے مانعین متقدمین کی جو عبارات نقل کی ہیں اُن میں سے اکثر سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے، غرض فریقین ان دونوں باتوں پہ متفق ہیں کہ عوام کے دین کی حفاظت واصلاح بھی ضروری ہے اور مجالسِ میلاد کی منکراتِ شرعیہ سے تطہیر بھی لازمی ولابدی ہے۔ پس ہم سمجھتے ہیں کہ مجالسِ میلاد کی خرابیوں پر خاموش رہنا اور عوام کو شترِ بے مہار کی طرح بالکل آزاد چھوڑ دینا، فریقین میں سے کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں۔ لہٰذا حاملانِ دین اور محافظانِ ملت کے لیے عوام کی اصلاح اور ان کو اس سلسلے کی عملی واعتقادی گمراہیوں سے بچانے کے صرف دو ہی راستے ہیں ایک تو یہ مجالسِ میلاد کا قطعی انسداد اور دوسرے اُن کے مفاسد کی اصلاح، لیکن جبکہ بحالاتِ موجودہ اُن کا قطعی انسداد ممکن نہیں تو حکمائے ملت کو صرف اصلاحِ مفاسد کے پہلو پہ غور کرنا ہے۔

یا مولود کی اصلاح کی جائے

جب یہ امر طے ہو گیا ہے کہ نہ مولود کو بند کیا جا سکتا ہے نہ مسلمانوں کو آزاد ہی چھوڑا جا سکتا ہے۔ تو اس کے سوا اب اور کیا چارہ ہے کہ بلا اس خیال

کہ تو اس کو کس نے ایجاد کیا اور رواج دیا؟ وہ موجد مروج کیسے تھے؟ فریقین کے علماء اپنے دین کی طرح عام مسلمانوں کے دین و ایمان کو بھی عزیز سمجھ کر ان کی باگ اپنے ہاتھ میں رکھیں اور جس طرح ممکن ہو مجلس میلاد کی اصلاح کر کے اس کو مضر سے مفید بنانے کی سعی بلیغ کریں۔

اب صرف دو باتیں معلوم کرنی باقی رہ گئیں، اوّل یہ کہ مجلس مولود کی اصلاح کیونکر کی جائے، دوم یہ کہ مولود میں کیا اصلاح کی جائے؟

طریقۂ اصلاح

پہلی بات کے متعلق اول ضرورت ہے کہ فریقین کے علماء جس طرح اس امر میں قولاً متفق ہیں کہ اپنے دین و ایمان کی طرح مسلمانوں کے دین و ایمان کی بھی حفاظت و اصلاح ہونی چاہئے اور مجلس مولود کو ناجائز باتوں سے پاک ہونا چاہئے۔ اسی طرح اصلاح مولود کیلئے عملاً بھی متحد ہو جائیں[1] اور معاملہ اصلاح میں باہم ایک دوسرے کی تائید و حمایت کریں تاکہ عوام کو ایک فریق کی حمایت حاصل کر کے دوسرے فریق کی مخالفت کرنے کا موقع نہ ملے اس طرح وہ مشترکہ جماعت علماء بانی مجلس۔ مجلس مولود۔ میلاد خوان۔ سامعین۔ کتب میلاد کی بابت متفقہ طریقۂ اصلاح تجویز کرے ورنہ تنہا میری رائے کوئی چیز نہیں، ہاں کتب میلاد کی نسبت بطور مشورہ میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ:-

---

[1] اللہ اکبر! آپ کو ابھی توقع باقی ہے۔ کیا اس زمانہ کے حامیان میلاد بالخصوص بریلوی پارٹی کے ممبر جماعت مصلحین سے اشتراک عمل کر سکتے ہیں؟ اگر ایسا ہو جائے تو آج مسلمانوں کی بہت سی مشکلیں حل ہو جائیں۔ لیکن ہم تجربہ کی بناء پر کہتے ہیں کہ وہ نفع و ضرر سے پہلے اس کے واسطے آمادہ نہ ہوں گے اللہ کرے ہماری یہ رائے غلط ہو۔ مصحح

(۱) مولود پڑھنے کے لئے ایسی متعدد کتابیں لکھ کر عام طور پر شائع کر دی جائیں جن کی روایتیں صحیح ہوں، حشو و زوائد سے پاک ہوں، مسلمانوں کے لئے مفید ہوں اور وہ کتابیں طرفین کی مصدقہ ہوں

(۲) اب تک مولود کی جتنی غیر معتبر کتابیں لکھی جا چکی ہیں ان کی ایک مکمل فہرست بنا کر اطلاع عام کے لئے علماء فریقین کی طرف سے مشترکہ طور پر شائع کر دی جائے۔

(۳) غیر معتبر رسائل میلادیہ کی بدولت جتنی موضوع روایتیں، فرضی حکایتیں عام طور پر شہرت پا چکی ہیں ان کو یکجا کر کے خوبصورت رسالہ بغرض واقفیت عوام طبع کر دیا جائے۔

(۴) جتنے توہین آمیز اور گستاخانہ اشعار کتب میلاد میں موجود یا زبان زد میلاد خواں ہیں جستجو کر کے یکجا کئے جائیں اور ان کو بھی معہ وجوہ توہین شائع کر دیا جائے۔

رسالہ ہذا میں بھی مولود کی بعض غیر معتبر کتابوں، موضوع روایتوں، توہین آمیز شعروں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو صرف "مشتے نمونہ از خروارے" ہیں ورنہ اس کا دفتر بے پایاں ہے، اگر فریقین کی مشترکہ سعی کی بدولت سب شائع ہو جائے اور لوگ عام طور پر اس کے قبح سے واقف ہو جائیں تو امید ہے کہ اس سیلاب جہل کا کسی حد تک سد باب ہو جائے۔

دوسری بات کے متعلق عرض ہے کہ بطور اصول اور قاعدہ کلیہ کے اتنی بات یاد رکھنی چاہیے کہ مجلس مولود میں ایسی کوئی بات نہ ہونی چاہیے جو فی نفسہ ناجائز ہو اور ایسی قیدیں جو فی نفسہ جائز ہیں ان کو عقیدۃً قولاً عملاً ہر طرح اسی درجہ میں کہ وہ جائز ہیں۔ اس اجمال کی اگر تفصیل معلوم کرنے کی ضرورت ہو تو کہیں دور جانے کی

حاجت نہیں، اسی رسالہ ہذا میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، یعنی جتنے مخالفین اور موافقین کے نام رسالہ ہذا میں آ چکے ہیں انہیں کے اقوال میں مولود اور قیام کے جواز اور عدم جواز کے معتد بہ شرائط موجود ملیں گے، مثلاً

شرائط مولود مانعین میں سے مولانا احمد علی صاحب محدث سہارن پوری نے جائز ہونے کی یہ شرطیں لکھی ہیں جو نہایت جامع ومانع ہیں اور اصل عبارت فارسی سابقاً نقل ہو چکی ہے۔

(۱) ذکر ولادت صحیح روایات سے ہو (۲) اُن اوقات میں ہو جو عبادات واجبہ سے خالی ہوں (۳) اُن کیفیات سے ہو جو صحابہ کرام اور اہل قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر کے خلاف نہ ہوں (۴) اُن عقیدوں سے ہو جو شرک و بدعت کے موہم نہ ہوں (۵) اُن آداب کے ساتھ ہو جو صحابہ کی اس سیرت کے مخالف نہ ہوں جو حضرت کے ارشاد ما انا علیہ واصحابی کی مصداق ہے (۶) ان مجالس میں ہو جو منکرات شرعیہ سے خالی ہوں (۷) صدق نیت واخلاص سے ہو (۸) اس عقیدہ سے ہو کہ ذکر ولادت بھی منجملہ دیگر اذکار حسنہ کے ذکر حسن ہے کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں۔

اور ناجائز ہونے کے جو وجوہ ہیں ان کو مولانا خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں اپنے الفاظ میں نقل کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔

(۱) تداعی واہتمام زیادہ وعظ وجماعت پنجگانہ سے۔ (۲) اور فساق ومبتدعین کی طلب اور مدارات (۳) اور لباس (۴) اور زی منکر شریعت کا ہونا (۵) اور ترک امر نہی واجب کا (۶) اور روایات موضوعہ (۷) اور امارد و خوش الحان کا ہونا (۸) اور اس مجمع کی شب باشی سے صلوٰۃ فرض میں کوتاہی کا ہونا (۹) اور اسراف روشنی میں (۱۰) اور قیام

وقت ذکرِ ولادت کے خصوصاً بعقیدۂ فاسدہ (الجنۃ ص ۱۰۶)

نیز مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کا قول اصلاح الرسوم سے پہلے نقل ہو چکا ہے اس میں جائز و ناجائز ہونے کی شرطیں مذکور ہیں، چنانچہ ناجائز ہونے کی حسب ذیل شرطیں اسی قول سے ماخوذ ہیں۔

(۱) روایات موضوعہ خلاف واقعہ کا بیان کیا جانا (۲) خوش رو و خوش الحان لڑکوں کا غزل خوانی کرنا۔ (۳) رشوت یا سود وغیرہ کا حرام مال صرف کرنا (۴) ضرورت سے زیادہ روشنی فرش و آرائش مکان وغیرہ کا تکلف کرنا۔ (۵) لوگوں کو جمع کرنے کا اہتمام اتنے مبالغہ سے کرنا کہ اتنا اہتمام نماز و جماعت و وعظ کے لئے بھی نہ ہوتا ہو۔ (۶) نثر یا نظم میں اللہ تعالیٰ یا انبیاء یا ملائکہ علیہم السلام کی توہین و گستاخی صراحتہً یا اشارتاً ہونا (۷) نماز یا جماعت کا فوت ہونا یا وقت کا تنگ ہو جانا یا اس کا قوی احتمال ہونا (۸) بانی مجلس کی نیت شہرت و تفاخر کی ہونا (۹) رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وہاں حاضر و ناظر سمجھا جانا (۱۰) نظم کا قواعد موسیقی سے پڑھنا (۱۱) بیان کرنے والے کا غیر ثقہ و غیر دیندار ہونا (۱۲) حاضرین محفل کا لباس وضع خلاف شرع ہونا (۱۳) ضرورت ہونے پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے دریغ کرنا اور ضروری احکام کا بیان نہ کرنا (۱۴) جو امر فی نفسہٖ جائز ہو مثلاً سنت یا مستحب یا مباح اس کو کسی حیثیت سے واجب یا فرض تک پہنچانا یا (۱۵) اور کوئی امر اسی قسم کا خلاف شرع ہونا۔

مخالفین یا مصلحین کی طرف سے جتنی شرطیں پیش کی جاتی ہیں، مولانا احمد علی صاحب اور مولانا اشرف علی صاحب کی پیش کردہ شرطیں غالباً ان سب پر حاوی ہیں اس لئے مزید نام اور ان کے اقوال سے شرائط کا نقل کرنا فضول ہے۔ ہر دو بزرگوں نے جتنی

شرطیں لکھی ہیں، حق یہ ہے کہ وہ واجب التسلیم ہیں بالخصوص ناجائز ہونے کی شرطوں میں سے اول الذکر کی پانچویں اور مؤخر الذکر کی تیرھویں شرط بہت زیادہ قابلِ لحاظ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اصل غرض اس محفل کی یہ ہونی چاہیئے کہ بذریعہ وعظ مسلمانوں کو اچھی باتوں کی ترغیب اور بری باتوں سے ترہیب ہو، اس میں ذکر ولادت بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں مگر افسوس کہ بعض مجوزین نے بالکل اس کے برعکس روش اختیار کی مثلاً مولوی عبد السمیع صاحب نے انوار ساطعہ میں صاف لکھا ہے کہ (اصل نشاء محفل کا یہی ذکر خاص ہے باقی اور فضائل کا بیان اول وآخر تبعاً ہوتا ہے) حالانکہ یہ روش قطعاً مضر ہے کیونکہ مجلس مولود میں عوام کو صرف یہ سناتے ہوئے ایک مدت ہو گئی کہ:۔

« خدا نے اول آپ کا نور پیدا کیا جو عرصہ تک سربسجود رہا، پھر آدم علیہ السلام کو بطور امانت دیا گیا، وہ اُن سے درجہ بدرجہ منتقل ہوتا ہوا حضرت آمنہ تک پہنچا، آخر ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت آپ پیدا ہوئے۔ یا نبی سلام علیک »

مگر انصاف سے کہئے اس کا کیا نتیجہ نکلا؟ بس یہی نا کہ (بانی محفل کی گاڑھی کمائی کا پیسہ خرچ ہو گیا، پڑھنے والے کو کچھ مل گیا، سننے والوں کا منہ میٹھا ہو گیا) "نشستند وگفتند وبرخاستند" میں "خوردند" کے سوا اور کیا اضافہ ہوا؟ ورنہ بتایا جائے کہ مولود میں صرف ذکر ولادت سنانے سے بانی مجلس اور حاضرین محفل کو روزمرہ کے مسائل وغیرہ ضروریہ میں سے کون سا مسئلہ معلوم ہوا؟ ہاں اس غلط روش سے ہونا چاہیئے تھی وہ ختم ہو گئی اب جس کو دیکھئے مولود ہی کا دم بھرتا ہے، وعظ کا کوئی نام لیتا ہے نہ اس میں

آتا ہے اور مولود کا یہ حال ہے کہ اس میں ذکر ولادت کے سوا اور کچھ ہوتا ہی نہیں،
اب فرمائیے عوام کو دینی مسائل کیونکر معلوم ہوں؟

اس حقیقت سے غالباً کوئی فریق بھی انکار نہ کر سکے گا کہ میلاد زیادہ سے زیادہ مستحسن یا مندوب ہے سنت یا واجب نہیں بخلاف وعظ کے کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور فی الجملہ واجب ہے مگر اس کے باوجود عملاً میلاد کا درجہ وعظ سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے۔

مجلس مولود کو اہم اور وعظ کو غیر اہم سمجھنا یہ کوئی فرضی بات نہیں بلکہ عینی شاہد مشاہدہ ہے چنانچہ ایک جگہ وعظ تھا، سامنے ایک مکان تھا جہاں صاحب مکان اور ان کے دوست احباب بیٹھے باتیں کرتے تھے، جب وعظ شروع ہونے لگا تو ان میں سے بعض نے آکر دریافت کیا کہ وعظ ہے یا مولود؟ میں نے کہا وعظ ہے وہ پھر وہیں جا کر بیٹھے باتیں کرتے اور سب حقہ پیتے رہے، بعد کو میں نے اُن کو بُلا کر پوچھا کہ تم لوگوں کی یہ کیا حرکت تھی۔ انہوں نے کہا مولوی صاحب! مولود ہوتا تو ہم لوگ نہ کرسیوں پر بیٹھتے نہ باتیں کرتے نہ حقہ پیتے رہتے بلکہ مجلس میں آکر نہایت ادب سے بیٹھ کر مولود سنتے مگر وعظ کے لئے تو ان باتوں کی ضرورت نہیں مجھے اُن لوگوں کے اس جاہلانہ اور سفیہانہ جواب کو سن کر بہت افسوس ہوا اور میں نے بہت سمجھانے کی کوشش کی کہ مولود سے وعظ کی محفل کا بڑا مرتبہ اور زیادہ قابل ادب ہے مگر وہ نہ سمجھے۔ بات یہ ہے کہ جب انہوں نے مولود سے زیادہ وعظ کی محفل کا ادب ہوتے دیکھا ہی نہیں تو آخر بیچارے کیونکر سمجھتے؟

اسی طرح ایک جگہ ایک نہایت خوش بیان عالم تشریف لائے، ایک مجلس

نے اُن سے میرے سامنے اپنے ہاں وعظ کے لئے کہا، انہوں نے منظور فرمایا۔ تاریخ مقرر ہو گئی، شہر میں شہرت بھی ہو چکی، مگر صرف اس لئے وعظ رک گیا کہ مولانا رواج کے مطابق مولود پڑھ کر قیام نہ کریں گے، ایسے ہی ایک جگہ مشورہ ہوا کہ وعظ کا ایک جلسہ کیا جائے، باہر سے مشاہیر علماء بلائے جائیں اور ان سے صرف مسائل دینیہ ضروریہ کا بیان کرایا جائے اس کے لئے چندہ کی تحریک شروع ہوئی، جب مذکور الصدر رئیس کی باری آئی تو انہوں نے صاف کہہ دیا کہ اگر مولوی لوگ ہمارے ہاں آ کر مولود اور قیام کریں تو میں کل مصارف برداشت کروں گا ورنہ محض وعظ کیلئے تو میں کچھ نہیں دے سکتا۔

مولانا اشرف علی صاحبؒ تھانوی نے بھی وعظ السرور میں بیان فرمایا ہے کہ:۔

"اگر کوئی مولوی نماز روزہ کے احکام مجلس مولود میں بیان کر دیتا ہے تو میں نے اہل مولود میں سے ایک بزرگ سے سنا ہے کہ یہ کہتے تھے کہ لوگوں نے آج کل یہ نئی رسم نکالی ہے کہ وعظ کہتے ہیں نماز روزہ کا اور نام کرتے ہیں ذکر ولادت کا۔" صلا

پھر لطف یہ کہ یہ روش خود مجوزین کی شرائط مولود کے بھی خلاف ہے، کیونکہ مولود میں وعظ نہ ہوگا تو منکرات محرمات و بدعات (جیسے وہ بھی کہتے ہیں کہ مولود میں نہ ہونا چاہیئے) اس سے کیونکر جمع کیا جائے گا؟ نیز مجوزین کے اقوال منقول الصدر میں تصریح ہے کہ مولود میں علاوہ ذکر ولادت کے یہ بھی ہونا چاہیئے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کا بیان ہو، اتباع سنت کی ترغیب اور بدعت و معصیت سے ترہیب ہو، طاعت و عبادت کی تاکید ہو، ایسی باتیں بیان ہوں جس سے دل کا فعل

خیر اور عمل آخرت کا شوق پیدا ہو وغیرہ وغیرہ۔ تو کیا یہ باتیں محض ذکر ولادت سے پیدا ہو سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ جب تک اچھا خاصا وعظ نہ ہو گا اُس وقت تک یہ باتیں نہیں حاصل ہو سکتیں۔ عوام کا مولود سے یہ شغف اور وعظ سے یہ بے اعتنائی دیکھ کر میں یہ مشورہ ضرور دوں گا کہ:-

(۱) مولود کو ایک عام دینی مجلس قرار دیا جائے اور اُس میں حسب مواقع و ضرورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور آپ کی مبارک زندگی کے مختلف پہلو بیان کئے جائیں۔

(۲) مولود کے لئے ذکر احکام رسول کو لازمی اور ضروری سمجھا جائے اور خاص ذکر ولادت کو غیر لازمی و غیر ضروری رکھا جائے۔

(۳) مولود میں عام وعظ و تعلیم کا حصّہ زیادہ اور بیان ولادت کا کم رکھا جائے۔

(۴) مولود کے وعظ میں روزمرہ کے مسائل دینیہ ضروریہ کے علاوہ ان ناجائز امور کی بھی کچھ عرصہ تک بالالتزام مذمت کی جائے جن کو عوام نے کار ثواب سمجھ کر بطور خود ایجاد کر رکھا ہے۔

(۵) مولود کے لئے جو مستند قسم کی کتابیں لکھی جائیں ان میں بھی اس کا لحاظ رکھا جائے مجوزین نے بھی جواز اور عدم جواز دونوں کی شرطیں لکھی ہیں۔ ان میں سے بعض نے تو یہ لکھا ہے کہ بس ان فلاں فلاں باتوں پر قناعت کی جائے اس سے زیادہ اور کچھ نہ کیا جائے مثلاً علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا قول نقل ہو چکا ہے اس میں صاف مذکور ہے کہ مولود میں اس پر اکتفا کیا جائے (۱) لوگ جمع ہوں (۲) قرآن پڑھیں (۳) حدیث سے بیان ولادت خرق عادت کریں (۴) دستر خوان بچھے، کھانا کھائیں اور چل دیں۔

ملا علی قاری حنفیؒ کا قول بھی نقل ہو چکا ہے جس میں تصریح ہے کہ مولد میں اس پر اکتفا کیا جائے جس سے اللہ کا شکر سمجھا جائے مثلاً (۱) تلاوت کرنا (۲) کھانا کھلانا (۳) صدقہ کرنا (۴) حضور صلعم کے محاسن شمائل بیان کرنا جس سے قلوب میں فعل خیر اور عمل آخرت کا شوق پیدا ہو (۵) اور جو امر جائز و مباح ہو ان کا کرنا بشرطیکہ اس کے لوازمات سے حرمت یا کراہت عارض نہ ہو۔

اسی طرح دیگر مجوزین نے بھی لکھا ہے اور بعض مجوزین مثلاً مولانا مفتی صدر الدین صاحب دہلوی و مولانا مفتی میرزا علی حسن صاحب لکھنوی، مولوی لمعان الحق صاحب لکھنوی، مولانا محمد اعظم صاحب، حافظ عبداللہ صاحب کانپوری، مولوی عبدالسمیع صاحب، مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے منقول العبارہ اقوال سے عدم جواز کی حسب ذیل وجوہ معلوم ہوتی ہے۔ (۱) نام و نمود اور شہرت و تفاخر کے لئے مولود کرنا (۲) مولود میں رشوت یا غصب وغیرہ کا مال حرام صرف کرنا (۳) فساق اور اہل بدعت کو طلب کرنا (۴) امراء کی تواضع کرنا اور سائل، فقراء، مساکین سے بے اعتنائی کرنا (۵) مردم ذی وجاہت کے انتظار میں مجلس کو طول دینا (۶) آلات محرمہ مثل دف و سرود و فتنہ زا کا ہونا (۷) عورتوں کا حاضر ہونا (۸) روشنی و دیگر تکلفات کا ضرورت سے زیادہ ہونا (۹) مولود خواں کا جاہل اور غیر دیندار یعنی فاسق ہونا (۱۰) کئی آدمیوں کا مل کر قوالوں اور مرثیہ خوانوں کی طرح پڑھنا (۱۱) نثر یا نظم میں خدا و رسول و ملائکہ کی توہین و گستاخی کرنا (۱۲) نعت میں مبالغہ کرنا یعنی رسالت کو الوہیت تک پہنچانا۔ (۱۳) حکایات عجیبات یعنی وفات اور شہادت وغیرہ کا بیان کرنا (۱۴) روایات موضوعہ اور بے اصل و بے سروپا قصوں کا بیان کرنا (۱۵) مولود خواں کے ساتھ امرد کا پڑھنا (۱۶) مولود کی پڑھوائی لینا (۱۷) سامان کا غیر طیب و غیر طاہر ہونا (۱۸) سامعین کا خلاف شرع، غیر مہذب

اور بد اعتقاد ہونا (۱۹) رنڈی کے یہاں مولود ہونا، پڑھنا، سننے جانا وغیرہ وغیرہ۔

یہ نہ خیال کیا جائے کہ مولود کے ناجائز ہونے کے بس اتنے ہی اسباب ہیں، خود مجوزین کے اقوال سے ابھی بہت سی چیزیں پیش کی جا سکتی ہیں، میں نے اب تک جو پیش کیا وہ مختصراً اور نمونۃً ہیں۔ لیکن اگر صرف انہی شرائط کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ یقین ہو جائے گا کہ فی زمانہٖ عام طور پر جو مجلسیں ہوتی ہیں اُن میں سے ۹۹ فی صدی خود مجوزین میلاد کے نزدیک بھی ناجائز اور باعث گناہ ہیں۔

اس اصلاح کے سلسلہ میں ڈرتے ڈرتے ایک چیز میں بھی پیش کرتا ہوں کہ مولود میں بلا التزام اتفاقاً کبھی کسی کے ہاں شیرینی تقسیم ہو جاتی تو کچھ مضائقہ نہ تھا مگر یہ روز مرہ مٹھائی کھانے کھلانے کی عادت بری ہے بالخصوص ایسی حالت میں جب کہ اہل اسلام کی مالی حالت درجہ غربت کو پہنچ چکی ہے وہ اور اُن کے اہل و عیال، عزیز و اقارب تن بدن ڈھانکنے کو کپڑا مشکل سے مہیا کر سکتے ہیں، پیٹ پالنے کے لئے دانے دانے کو محتاج ہو رہے ہیں۔ للہ غریب مسلمانوں پر رحم فرمایا جائے اور مولود میں مٹھائی دینے لینے کا رواج بند کر دیا جائے۔ تاکہ وہی پیسہ مسلمان اپنے بال بچوں پر صرف کریں۔ خدا و رسول نے فرض، واجب، سنت پر مسلمانوں سے شیرینی نہیں طلب کی تو آپ ان غریبوں سے ہمیشہ مولود پر مٹھائی کیوں وصول کرتے ہیں؟ کاش مٹھائی بند ہو جائے تو بہت سی خراب باتوں کی از خود اصلاح ہو جائے اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے طمع کو دور کرے اور اُن کو فہم سلیم عطا فرمائے۔

شرائط قیام

مسئلہ قیام کی بابت بہت شور و غل سنا جاتا ہے حالانکہ انصاف سے دیکھا جائے تو ابتدا میں جس طرح عرصہ تک بلا قیام کے

مولود ہوتا رہا اگر آج بھی اسی طرح بلا قیام کے مولود ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا کیونکہ حق یہ ہے کہ بڑی عرق ریزی کے بعد زیادہ سے زیادہ اس کو مباح کہہ سکتے ہیں چنانچہ مجوزین میں سے مولوی نثار احمد صاحب، مولوی عبدالسمیع صاحب، مولانا احمد رضا خاں صاحب نے قیام کو مباح کہا بھی ہے۔ اب فعل مباح کی بابت تین باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ اوّل یہ کہ مباح کے فعل پر نہ ثواب ہوتا ہے نہ ترک پر عذاب، دوم یہ کہ خود مجوزین میں سے مؤلف بہار شریعت نے تصریح کی ہے کہ (مباح باتیں بھی مسجد میں کرنے کی اجازت نہیں ص۱۴۴) سوم یہ کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کے والد مولانا محمد نقی علی خاں صاحب نے اپنے رسالہ سرور القلوب فی ذکر المحبوب (کشوری مؤلفہ سنہ ۱۲۹۲ھ مطبوعہ سنہ ۱۳۰۰ھ) میں متعدد جگہ عاشقان مباح کی بلفظ "اباحت پسند" مذمت کی ہے۔ ان ہر سہ امور سے معلوم ہوتا ہے کہ قیام سے نہ ثواب ہوتا ہے نہ وہ مسجد میں ہونے کے لائق فعل ہے، نہ مدح کے قابل کام ہے لہٰذا بہتر تو قیام کو ترک ہی کرنا ہے لیکن اگر اس کو کرنا ہی ہو تو اس کے لئے بھی متعدد راہ نقل سکتی ہے۔ چنانچہ بحث نفس قیام میں مولانا خلیل احمد صاحب اور مولانا اشرف علی صاحب کا قول نقل ہو چکا ہے (کہ قیام فی نفسہٖ ایک امر مباح ہے) اور مجوزین میں سے مولانا عبدالرحمٰن سراج مفتی احناف کا فتویٰ دربارہ قیام مولوی عبدالحق صاحب مہاجر مکی نے رسالہ در المنظم میں نقل کیا جس کا ذکر کہیں پہلے بھی ہو چکا ہے۔ اس میں مفتی صاحب موصوف نے قیام لکھا ہے مگر فرمایا ہے:-

ان کان علی سبیل المحبۃ ولم یکن علی سبیل الالتزام

"بشرطیکہ بطور محبت ہو اور بطریق نہ ہو" ص۳۲

دیکھئے! مولانا تھانوی اور مفتی محمد شفیع ہر دو کے قول کا مآل واحد ہے تو چاہیے قیام اسی متفقہ شرط کے مطابق کیا جائے یعنی کرنے والے بلا التزام کبھی کبھی کریں پر اس کے لئے اصرار نہ کریں۔

فریقین کی اس متفق علیہ شرط کی تائید مجوزین حال کے امام مولانا احمد رضا خاں صاحب کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے اپنے فتاوی رضویہ مطبوعہ میں لکھا ہے، بجا لکھا ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ کبھی کبھی سنت کو ترک فرماتے کہ اس کا وجوب ثابت نہ ہو، ترک کا جواز معلوم ہو جائے"

(صفحہ ۳۰۵ جلد دوم)

معلوم ہوا کہ شریعت میں جو امر جائز ہے مگر غیر ضروری ہے اس کے عدم ثبوت (وجوب) اظہار جواز ترک کے لئے خود شارع علیہ السلام کے نزدیک صرف قول کافی نہیں بلکہ ترک بھی ضرورت ہے اور مولودیوں کے نزدیک عند ذکر الولادت قیام بالاختیار مع الاصرار علی الدوام والالتزام تو سنت کیا معنی مستحب بھی نہیں بلکہ اس کو مباح کہنا بھی مشکل ہے اب خیال فرمائیے کہ حضور پر نور علیہ الصلوۃ والسلام الی یوم النشور کی تو بلحاظ شفقت علی الامت یہ عادت کریمہ کہ ترک کا جواز ظاہر کرنے کے لئے کبھی کبھی سنت کو ترک فرمائیں اور یہاں مجوزین کی یہ حالت عجیبہ کہ امت پر کچھ رحم نہ آئے اور جس فعل کو خود مباح کہیں اس کے دوام والتزام پر اتنا اصرار کریں کہ جو قیام کو بہ نظر اصلاح امت کبھی کبھی ترک کرنے لگے اس کو مورد ملامت بنائیں، یہ کہاں کا انصاف ہے؟

غرض شرائط مولود کی طرح شرائط قیام میں بھی فریقین قریب قریب قولاً متفق ہیں

ضرورت ہے کہ طرفین میں عملاً بھی اتحاد ہو جائے۔ گو میں جانتا ہوں کہ میری یہ تمنا شاید ہی پوری ہو لیکن مولود اور قیام کی تاریخ لکھنے کے بعد خاتمہ میں صلح و اصلاح کے لئے اپنی عقل و فہم کے مطابق جو مناسب کوشش مجھے کرنی چاہئے تھی وہ کی۔

السعی منی والاتمام من اللہ تعالیٰ... اللہ تعالیٰ فریقین کو اتحاد و اتفاق کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین یارب العالمین ط

آخری عرض

تاریخ میلاد و قیام کا خاتمہ لکھنے کے بعد یہ عرض کر دینا بھی نہایت ضروری ہے
کہ کتاب ہٰذا کو دیکھ کر کوئی صاحب یہ خیال کرنے میں جلدی نہ فرمائیں کہ "مؤلف"
مولود و قیام کے موافق یا مخالف میں سے کسی خاص فریق کا آدمی ہے۔ میں خود مسلم ہوں،
مقلد ہوں اور فریقین کو بھی چاہے وہ دیوبندی ہوں یا بریلوی، مسلم، مقلد سمجھتا ہوں۔
اس لئے دونوں کی عزت کرتا ہوں۔ رہے طرفین کے مسائل اختلافیہ و نزاعیہ تو اس
کے متعلق میرے جو خیالات ہیں وہ کسی فریق کی تقلید یا تائید کی بناء پر نہیں بلکہ محض
اپنی ذاتی تحقیق کے نتائج ہیں، یہ دوسری بات ہے کہ وہ اتفاق سے ایک دوسرے کے
موافق پڑیں یا مخالف لہٰذا اس کتاب میں اگر کوئی ایسی بات نظر پڑے تو اس کو ایک
فریق کی حمایت اور دوسرے فریق کی مخالفت پر محمول کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔
ہاں! جب یہ ہے تو مجھے امید ہے کہ کسی فریق کے کوئی صاحب اپنا مخالف
سمجھ کر اس کتاب کا رد لکھ کر خواہ مخواہ مجھے مخاطب بنانے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں گے
کیونکہ میں نے یہ رسالہ مناظرہ و مخالفانہ حیثیت سے کسی فریق کے رد میں نہیں، بلکہ
خدا جانتا ہے کہ محض مورخانہ اور مصلحانہ نقطہ نظر سے لکھا ہے، اس لئے علماء فریقین
سے درخواست ہے کہ مسئلہ میلاد و قیام میں بجائے رد و مخالفت کرنے کے
دوسرے مشورہ مصلح و جذبہ اتحاد و اتفاق کی تائید و حمایت کریں تاکہ عام اہل اسلام

کم از کم اس ایک مسئلہ ہی میں سہی، روزمرہ کی تو تو میں میں اور افتراق و انتشار سے نجات پا جائیں۔

تم الکلام والسلام :-

فقیر عبدالشکور حنفی مرزا پوری غفرلہٗ